فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم: اپنی عورتوں کو سورۂ نور کی تعلیم دو۔

(مستدرک، ۳/۱۰۸، حدیث: ۳۵۴۶)

سورۂ نور کی آسان و عام فہم تفسیر بنام

از: شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی

ابو الصالح محمد قاسم القادری مدظلہ العالی

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ: اپنی عورتوں کو سورۂ نور کی تعلیم دو۔ (مستدرك، ۳/۱۵۸، حدیث: ۳۵۴۶)

سورۂ نور کی آسان و عام فہم تفسیر

بنام

تفسیر سورۂ نور

از: شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی ابو الصالح محمد قاسم القادری مَدَّ ظلہ العالی

مجلس المدینۃ العلمیۃ

شعبہ درسی کتب

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

نام کتاب : تفسیر سورۂ نور

مصنف : شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی ابو الصالح محمد قاسم القادری مدظلہ العالی

پیشکش : مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ درسی کتب)

کل صفحات : 136

پہلی بار : ربیع الاول ۱٤۳۹ھ، دسمبر 2017ء

تعداد : 5000(پانچ ہزار)

ناشر : مکتبۃ المدینہ فیضانِ مدینہ باب المدینہ کراچی

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

01	……کراچی: فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی باب المدینہ کراچی	فون: 021-34250168
02	……لاہور: داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ	فون: 042-37311679
03	……سردارآباد: (فیصل آباد) امین پور بازار	فون: 041-2632625
04	……میر پور کشمیر: فیضانِ مدینہ چوک شہیداں میر پور	فون: 05827-437212
05	……حیدرآباد: فیضانِ مدینہ آفندی ٹاؤن	فون: 022-2620123
06	……ملتان: نزد پیپل والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ	فون: 061-4511192
07	……راولپنڈی: فضل داد پلازہ کمیٹی چوک اقبال روڈ	فون: 051-5553765
08	……نواب شاہ: چکرا بازار نزد MCB بینک	فون: 0244-4362145
09	……سکھر: فیضانِ مدینہ بیراج روڈ	فون: 071-5619195
10	……گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ شیخوپورہ موڑ	فون: 055-4225653
11	……گجرات: مکتبۃ المدینہ میلاد (فوارہ چوک)	فون: 053-3021911

فہرست

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

"بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" کے ۱۹ حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ۱۹ "نیتیں"

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم : **نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِه** یعنی مسلمان کی نیّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔
(المعجم الكبير للطبراني، ٦/ ١٨٥، حديث: ٥٩٤٢)

دو مَدَنی پھول

{۱} بغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔ {۲} جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

{۱} ہر بار حمد و {۲} صلوٰۃ اور {۳} تعوُّذ و {۴} تَسمِیہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صفحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہو جائے گا)۔ {۵} رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لیے اس کتاب کا اوّل تا آخِر مطالَعہ کروں گا۔ {٦} حتی الوسع اس کا باوُضُو اور {۷} قِبلہ رُو مطالعہ کروں گا {۸} کتاب کو پڑھ کر کلام اللہ و کلام رسول اللہ کو صحیح معنوں میں سمجھ کر اوامر کا امتثال اور نواہی سے اجتناب کروں گا {۹} درجہ میں اس کتاب پر استاد کی بیان کردہ توضیح توجہ سے سنوں گا {۱۰} استاد کی توضیح کو لکھ کر "**اِسْتَعِنْ بِیَمِیْنِکَ عَلٰی حِفْظِکَ**" پر عمل کروں گا {۱۱} طلبہ کے ساتھ مل کر اس کتاب کے اسباق کی تکرار کروں گا {۱۲} اگر کسی طالب علم نے کوئی نامناسب سوال کیا تو اس پر ہنس کر اس کی دل آزاری کا سبب نہیں بنوں گا {۱۳} درجہ میں کتاب، استاد اور درس کی تعظیم کی خاطر غسل کر کے، صاف مدنی لباس میں، خوشبو لگا کر حاضری دوں گا {۱۴} اگر کسی طالب علم کو عبارت یا مسئلہ سمجھنے میں دشواری ہوئی تو حتی الامکان سمجھانے کی کوشش کروں گا {۱۵} سبق سمجھ میں آجانے کی صورت میں حمدِ الٰہی عزوجل بجالاؤں گا {۱٦} اور سمجھ میں نہ آنے کی صورت میں دعا کروں گا اور بار بار سمجھنے کی کوشش کروں گا {۱۷} سبق سمجھ میں نہ آنے کی صورت میں استاد پر بدگمانی کے بجائے اسے اپنا قصور تصور کروں گا۔ {۱۸} کتابت وغیرہ میں شَرْعی غَلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطّلع کروں گا (مصنّف یا ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا) {۱۹} کتاب کی تعظیم کرتے ہوئے اس پر کوئی چیز قلم وغیرہ نہیں رکھوں گا۔ اس پر ٹیک نہیں لگاؤں گا۔

المدینۃ العلمیۃ

از: بانیٔ دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ علٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم! عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اِشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسن وخوبی سر انجام دینے کے لیے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ''المدینۃ العلمیۃ'' بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللہ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ　(۲) شعبۂ درسی کُتُب　(۳) شعبۂ اِصلاحی کُتُب
(٤) شعبۂ تفتیشِ کُتُب　(۵) شعبۂ تراجم کُتُب　(٦) شعبۂ تخریج[1]

''المدینۃ العلمیۃ'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البَرَکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین ومِلَّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر وبَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولٰینا الحاج الحافظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسع سَہل اُسلوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس علمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ''دعوتِ اسلامی'' کی تمام مجالس بَشُمُول ''المدینۃ العلمیۃ'' کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرماکر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضراء شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

(۱)... تادمِ تحریر (ربیع الاٰخر ۱۴۴۳ھ) ۱۰ شعبے مزید قائم ہوچکے ہیں: (۷) فیضانِ قراٰن (۸) فیضانِ حدیث (۹) فیضانِ صحابہ واہل بیت (۱۰) فیضانِ صحابیات وصالحات (۱۱) شعبہ امیرِ اہلسنّت (۱۲) فیضانِ مدنی مذاکرہ (۱۳) فیضانِ اولیاوعلما (۱۴) بیاناتِ دعوتِ اسلامی (۱۵) رسائلِ دعوتِ اسلامی (۱٦) عربی تراجم۔ (مجلس المدینۃ العلمیۃ)

تفسیر سورۂ نور پر المدینۃ العلمیۃ کا کام

تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی 36 سال کے مختصر عرصے میں اپنا مدنی پیغام دنیا کے 200 ممالک میں پہنچانے کے ساتھ ساتھ تقریباً 103 شعبہ جات میں دینِ متین کی خدمات سر انجام دے رہی ہے۔ انہیں میں سے ایک شعبہ ”جامعۃ المدینہ“ بھی ہے تادمِ تحریر ملک و بیرونِ ملک جامعۃ المدینہ (للبنین وللبنات) کی 481 (چار سو اکیاسی) شاخیں قائم ہیں جن میں کم و بیش 34879 (چونتیس ہزار آٹھ سو اُناسی) طلبہ وطالبات علمِ دین حاصل کر رہے ہیں اور 7099 فارغ التحصیل بھی ہو چکے ہیں۔ ان جامعات میں درسِ نظامی (عالم کورس) کے علاوہ جو کورس کروائے جاتے ہیں ان میں ”فیضان شریعت کورس“ بھی ہے۔

”سورۂ نور“ کی اَہمیت کے پیشِ نظر اِس کا ترجمہ و تفسیر بھی اس کورس کے نصاب میں شامل ہے۔ مجلس جامعۃ المدینہ للبنات کے نگران کے مشورے سے مجلس ”المدینۃ العلمیۃ“ نے اس پر کام شروع کیا۔ جو ”تفسیر سورۂ نور“ کے نام سے آپ کے ہاتھ میں ہے۔

اس پر جو کام ہوا اس کی کچھ تفصیل درجِ ذیل ہے:

(1)... آیات مبارکہ کا لفظی اور با محاورہ ترجمہ ”معرفۃ القرآن“ سے اور ان کی تفسیر ”صراط الجنان“ سے مِن وعَن لی گئی ہے۔

(2)... مشکل الفاظ پر اعراب کا کافی حد تک اہتمام کیا گیا ہے تاکہ کسی اور کو پڑھ کر سنانے میں ہچکچاہٹ نہ ہو اور مدنی انعام پر بھی عمل کی سعادت حاصل ہو۔

(3)... تفسیر میں وارد قرآنی آیات کی تخریج کر دی گئی ہے تاکہ کسی آیت کی مزید تفسیر دیکھنی ہو تو رسائی میں آسانی ہو۔

(4)... اسی طرح احادیث و آثار اور بعض جگہ اقوالِ سلف کی بھی تخریج کر دی گئی ہے۔ تاکہ تشنگی محسوس کرنے والوں کے لئے مزید کتب کی طرف مُراجعت آسان ہو اور تردّد کرنے والے کو حوالہ دیکھ کر اطمینان و تشفی نصیب ہو۔

(5)... نصاب کے جدول کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ہم نے اسے 18 اسباق پر تقسیم کر دیا ہے۔

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی) شعبہ درسی کتب

15-05-2017 بمطابق ۱۸ شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ

سورۂ نور کا تعارف

مقامِ نزول

سورۂ نور مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے۔[١]

رکوع اور آیات کی تعداد

اس میں 9 رکوع اور 64 آیتیں ہیں۔[٢]

''نور'' نام رکھنے کی وجہ

اس سورت کی آیت نمبر 35 اور 40 میں بکثرت لفظ ''نور'' ذکر کیا گیا ہے، اس مناسبت سے اسے ''سورۂ نور'' کہتے ہیں۔

سورۂ نور کے بارے میں اَحادیث

(1)......حضرت مجاہد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے مَردوں کو سورۂ مائدہ سکھاؤ اور اپنی عورتوں کو سورۂ نور کی تعلیم دو۔[٣]

(2)......حضرت ابو وائل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نے اور میرے ایک ساتھی نے حج کیا اور حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بھی حج کر رہے تھے، ایک جگہ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سورۂ نور پڑھنے لگے اور اس کی تفسیر بیان کرنا شروع ہوئے تو میرے ساتھی نے کہا: اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، تو ہر نقص و عیب سے پاک ہے، یہ شخص کتنا بہترین کلام کر رہا ہے اگر اس کلام کو ترکی لوگ سن لیں تو وہ ایمان لے آئیں۔[٤]

سورۂ نور کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں پردہ، شرم وحیاء اور عِفَّت و عِصمَت کے احکام بیان کئے

(١) خازن، تفسیر سورة النور، ٣/٣٣٣.

(٢) خازن، تفسیر سورة النور، ٣/٣٣٣.

(٣) شعب الایمان، التاسع عشر من شعب الایمان...الخ، فصل فی فضائل السور والآیات، ٢/٤٦٩، الحدیث:٢٤٢٨.

(٤) مستدرک، کتاب معرفة الصحابة رضی اللّٰہ تعالی عنهم، ذکر مجلس ابن عباس، ٤/٦٩٣، الحدیث:٦٣٤٦.

گئے ہیں، نیز اس سورت میں یہ مضامین بیان کئے گئے ہیں:

(1)......اس سورت کی ابتداء میں زنا کرنے والے مردوں اور عورتوں کی شرعی سزا بیان کی گئی، نیز مشرکہ عورت اور زانیہ عورت سے نکاح حرام قرار دے دیا گیا البتہ بعد میں زانیہ عورت سے نکاح کی حرمت منسوخ کر دی گئی اور مشرکہ عورت سے نکاح کی حرمت باقی رکھی گئی۔

(2)......پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانے اور اسے چار گواہوں سے ثابت نہ کر سکنے والے کی شرعی سزا بیان کی گئی۔

(3)......لِعان کے اَحکام بیان کئے گئے۔

(4)......اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا پر منافقین کی طرف سے لگائی جانے والی جھوٹی تہمت کا واقعہ بیان کیا گیا اور جو مرد و عورت اس تہمت لگانے میں شریک تھا اسے ۸۰ کوڑے مارنے کا حکم دیا گیا اور اس معاملے میں چند مسلمانوں پر بھی عتاب کیا گیا۔

(5)......حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شان بیان کی گئی۔

(6)......اجتماعی زندگی گزارنے کے اصول بیان کئے گئے کہ گھروں میں داخل ہوتے وقت اجازت لی جائے، نگاہوں کو جھکا کر رکھا جائے، شرمگاہوں کی حفاظت کی جائے، غیر مَحرم کے سامنے عورتیں اپنی زینت کی جگہیں ظاہر نہ کریں، جو لوگ شادی شدہ نہیں اور شادی کرنے کی اِستطاعت رکھتے ہوں تو ان کی شادی کر دی جائے اور جو شادی کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے وہ اپنی عفت و عصمت کی حفاظت کریں۔

(7)......کفار کے اعمال کی مثال بیان کی گئی۔

(8)......اللہ تعالیٰ کے وجود اور وحدانیّت پر دن اور رات کے پلٹنے سے، بارش نازل کرنے، زمین و آسمان کے پیدا کرنے، پوری کائنات کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکنے، پرندوں کی پرواز اور عجیب و غریب قسم کے جانور اور کیڑے مکوڑے پیدا کرنے سے اِستدلال کیا گیا۔

(9)......منافقوں اور سچے مؤمنوں کے اَوصاف بیان کئے گئے کہ منافق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم سے اِعراض کرتے ہیں جبکہ ایمان والے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات کی اطاعت کرتے ہیں۔

(10)......نیک اعمال کرنے والے مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ نے زمین کی خلافت عطا کرنے کا وعدہ فرمایا۔

(11)...... تین اوقات میں غلاموں اور بچوں کے گھروں میں داخل ہونے کے اَحکام بیان کئے گئے۔

(12)......معذور مسلمانوں سے جہاد کے حکم میں تخفیف کی گئی۔

(13)...... قریبی رشتہ داروں اور دوستوں کے گھروں سے اجازت کے بغیر کھانے کا حکم بیان کیا گیا۔

(14)......بارگاہِ رسالت کے آداب بیان کئے گئے۔

سورۂ مؤمنون کے ساتھ مناسبت

سورۂ نور کی اپنے سے ماقبل سورت ”مؤمنون“ کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ سورۂ مؤمنون میں ایمان والوں کا ایک وصف یہ بیان کیا گیا کہ وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں اور سورۂ نور میں ان لوگوں کے احکام بیان کئے گئے جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت نہیں کرتے۔[١] نیز سورہ مومنون میں صالحین کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں جبکہ سورۂ نور میں فاسقین کے اعمال بیان کئے گئے ہیں۔

(١) تناسق الدرر، سورة النور، ص١٠٤.

سبق نمبر (1)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ			
بِسۡمِ	اللّٰہِ	الرَّحۡمٰنِ	الرَّحِیۡمِ
نام سے (شروع)	اللہ	نہایت مہربان	رحمت والا
اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔			

سُوۡرَۃٌ اَنۡزَلۡنٰهَا وَ فَرَضۡنٰهَا وَ اَنۡزَلۡنَا					
سُوۡرَۃٌ	اَنۡزَلۡنٰهَا	وَ	فَرَضۡنٰهَا	وَ	اَنۡزَلۡنَا
(یہ) ایک سورت (ہے)	ہم نے نازل کیا اسے	اور	فرض کئے اس کے (احکام)	اور	نازل کیں
یہ ایک سورت ہے جو ہم نے نازل فرمائی اور ہم نے اس کے احکام فرض کئے اور ہم نے اس میں					

فِیۡهَاۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لَّعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ ۝۱			
فِیۡهَاۤ	اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ	لَّعَلَّکُمۡ	تَذَکَّرُوۡنَ ۝۱
اس میں	روشن آیتیں	تاکہ تم	نصیحت حاصل کرو
روشن آیتیں نازل فرمائیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو ۝			

﴿**سُوۡرَۃٌ**: یہ ایک سورت ہے۔﴾ سورۂ نور کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے حدود اور مختلف اَحکام بیان فرمائے جبکہ اس سورت کے آخر میں توحید کے دلائل ذکر فرمائے اور اس آیت میں بیان فرمایا کہ یہ ایک سورت ہے جو ہم نے نازل فرمائی اور ہم نے اس میں موجود اَحکام مسلمانوں پر فرض کئے اور ان پر عمل کرنا بندوں پر لازم کیا اور ہم نے اس میں ضروری احکام اور اپنی وحدانیّت کے دلائل پر مشتمل روشن آیتیں نازل فرمائیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔(1)

اَلزَّانِیَۃُ وَ الزَّانِیۡ فَاجۡلِدُوۡا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا					
اَلزَّانِیَۃُ	وَ	الزَّانِیۡ	فَاجۡلِدُوۡا	کُلَّ وَاحِدٍ	مِّنۡهُمَا
زنا کرنے والی عورت	اور	زنا کرنے والا مرد	تو تم کوڑے مارو	ہر ایک (کو)	ان دونوں میں سے

(۱) خازن، النور، تحت الآیۃ:۱، ۳/۳۳۴، صاوی، النور، تحت الآیۃ:۱، ۱۳۸۲/۴، ملتقطاً.

جو زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد ہو تو ان میں ہر ایک کو					
مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ					
مِائَةَ جَلْدَةٍ	وَّ	لَا تَاْخُذْكُمْ	بِهِمَا	رَاْفَةٌ	فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ
سو کوڑے	اور	نہ پکڑے (نہ آئے) تمہیں	ان دونوں پر	کوئی ترس	اللہ کے دین میں
سو سو کوڑے لگاؤ اور اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو تمہیں اللہ کے دین میں					

اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْیَشْهَدْ عَذَابَهُمَا				
اِنْ	كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ	بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ	وَلْیَشْهَدْ	عَذَابَهُمَا
اگر	تم ایمان رکھتے ہو	اللہ اور آخرت کے دن پر	اور چاہیے کہ موجود ہو	ان کی سزا (کے وقت)
ان پر کوئی ترس نہ آئے اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت				

طَآىِٕفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝۲	
طَآىِٕفَةٌ	مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝۲
ایک گروہ	ایمان والوں میں سے
مسلمانوں کا ایک گروہ موجود ہو ○	

﴾ **اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ: جو زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد ہو۔** ﴿ اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے حدود اور احکام کا بیان شروع فرمایا، سب سے پہلے زنا کی حد بیان فرمائی اور حُکّام سے خطاب فرمایا کہ جس مرد یا عورت سے زنا سرزد ہو تو اس کی حد یہ ہے کہ اسے سو کوڑے لگاؤ۔[1]

غیر مُحْصَن زانی کی سزا

یاد رہے کہ حد ایک قسم کی سزا ہے جس کی مقدار شریعت کی جانب سے مقرر ہے کہ اُس میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی اور اس سے مقصود لوگوں کو اُس کام سے باز رکھنا ہے جس کی یہ سزا ہے۔[2] اور اس آیت میں بیان کی گئی زنا کی حد آزاد، غیر مُحْصَن کی ہے کیونکہ آزاد، مُحْصَن کا حکم یہ ہے کہ اسے رَجم کیا جائے جیسا کہ حدیث شریف

(۱) مدارک، النور، تحت الآیة: ۲، ص۷۶۸.

(۲) درمختار مع ردالمحتار، کتاب الحدود، ۶/۵.

میں وارد ہے کہ حضرت ماعز رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حکم سے رجم کیا گیا۔[1]

مُحْصَنْ وہ آزاد مسلمان ہے جو مُکلّف ہو اور نکاحِ صحیح کے ساتھ خواہ ایک ہی مرتبہ اپنی بیوی سے صحبت کر چکا ہو۔ ایسے شخص سے زنا ثابت ہو تو اسے رجم کیا جائے گا اور اگر ان میں سے ایک بات بھی نہ ہو مثلاً آزاد نہ ہو یا مسلمان نہ ہو یا عاقل بالغ نہ ہو یا اس نے کبھی اپنی بیوی کے ساتھ صحبت نہ کی ہو یا جس کے ساتھ صحبت کی ہو اس کے ساتھ نکاح فاسد ہوا ہو تو یہ سب غیر مُحْصَنْ میں داخل ہیں اور زنا کرنے کی صورت میں ان سب کا حکم یہ ہے کہ انہیں سو کوڑے مارے جائیں۔

زنا کی حد سے متعلق 3 شرعی مسائل

یہاں آیت میں ذکر کی گئی حد سے متعلق 3 اہم شرعی مسائل ملاحظہ ہوں:

(1)......زنا کا ثبوت یا تو چار مَردوں کی گواہیوں سے ہوتا ہے یا زنا کرنے والے کے چار مرتبہ اقرار کر لینے سے۔ پھر بھی حاکم یا قاضی بار بار سوال کرے گا اور دریافت کرے گا کہ زنا سے کیا مراد ہے؟ کہاں کیا؟ کس سے کیا؟ کب کیا؟ اگر ان سب کو بیان کر دیا تو زنا ثابت ہو گا ورنہ نہیں اور گواہوں کو صَراحتاً اپنا معائنہ بیان کرنا ہو گا، اس کے بغیر ثبوت نہ ہو گا۔

(2)......مرد کو کوڑے لگانے کے وقت کھڑا کیا جائے اور تہبند کے سوا اس کے تمام کپڑے اتار دیئے جائیں اور مُتَوَسَّط درجے کے کوڑے سے اس کے سر، چہرے اور شرم گاہ کے علاوہ تمام بدن پر کوڑے لگائے جائیں اور کوڑے اس طرح لگائے جائیں کہ اَلَم یعنی درد گوشت تک نہ پہنچے۔ **عورت کو کوڑے لگانے کے وقت** نہ اسے کھڑا کیا جائے، نہ اس کے کپڑے اتارے جائیں البتہ اگر پوستین یا روئی دار کپڑے پہنے ہوئے ہو تو وہ اتار دیئے جائیں۔ یہ حکم آزاد مرد اور عورت کا ہے جبکہ باندی غلام کی حد اس سے نصف یعنی پچاس کوڑے ہیں جیسا کہ سورۂ نساء میں مذکور ہو چکا۔

(3)......لِواطت زنا میں داخل نہیں لہٰذا اس فعل سے حد واجب نہیں ہوتی لیکن تعزیر واجب ہوتی ہے اور اس

---

(۱) بخاری، کتاب المحاربین من اھل الکفر والردۃ، باب ھل یقول الامام للمقرّ: لعلّک لمست او غمزت، ٤/٣٤٢، الحدیث: ٦٨٢٤.

تعزیر میں صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے چند قول مروی ہیں۔ (1) آگ میں جلا دینا۔ (2) غرق کر دینا۔ (3) بلندی سے گرانا اور اوپر سے پتھر برسانا۔ فاعل و مفعول یعنی لواطت کا فعل کرنے اور کروانے والے دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔[1]

نوٹ: زنا کی حد سے متعلق مزید تفصیل جاننے کے لئے بہارِ شریعت جلد 2 حصہ 9 سے **"حدود کا بیان"** مطالعہ فرمائیں۔

﴿**وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ**: تمہیں ان پر کوئی ترس نہ آئے۔﴾ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ ایمان والوں پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں انتہائی سخت ہوں اور اس کی نافذ کردہ حدود کو قائم کرنے میں کسی طرح کی نرمی سے کام نہ لیں کہ کہیں اس کی وجہ سے حد نافذ کرنا ہی چھوڑ دیں یا اس میں تخفیف کرنا شروع کر دیں۔[2]

حدود نافذ کرنے کے معاملے میں مسلم حکمرانوں کے لئے شرعی حکم

اس آیت میں اور اس کے علاوہ کثیر اَحادیث میں مسلم حکمرانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جرائم کی جو سزائیں مقرر کی ہیں وہ انہیں سختی سے نافذ کریں، چنانچہ حضرت عُبادہ بن صامت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حدود کو قریب و بعید سب میں قائم کرو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم بجالانے میں ملامت کرنے والے کی ملامت تمہیں نہ روکے۔[3]

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: (اے حاکمو!) عزت داروں کی لغزشیں معاف کر دو، مگر حدود (کہ ان کو معاف نہیں کر سکتے۔)[4]

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ ایک مخزومیہ عورت نے چوری کی تھی، جس کی وجہ سے قریش کو فکر پیدا ہو گئی (کہ اس کو کس طرح سزا سے بچایا جائے) آپس میں لوگوں نے کہا کہ

---

(۱) تفسیرات احمدیہ، النور، تحت الآیۃ:۲، ص۵۴۲-۵۴۳.

(۲) مدارک، النور، تحت الآیۃ:۲، ص۷۶۹.

(۳) ابن ماجہ، کتاب الحدود، باب اقامۃ الحدود، ۳/۲۱۷، الحدیث:۲۵۴۰.

(٤) ابوداؤد، کتاب الحدود، باب فی الحدّ یشفع فیہ، ٤/۱۷۸، الحدیث:٤۳۷۵.

اس کے بارے میں کون شخص رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے سفارش کرے گا؟ پھر لوگوں نے کہا: حضرت اسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے سوا جو کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے محبوب ہیں کوئی شخص سفارش کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا، غرض حضرت اسامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے سفارش کی، اس پر حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ تو حد کے بارے میں سفارش کرتا ہے! پھر حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور اس خطبہ میں یہ فرمایا کہ اگلے لوگوں کو اس بات نے ہلاک کیا کہ اگر اُن میں کوئی شریف چوری کرتا تو اُسے چھوڑ دیتے اور جب کمزور چوری کرتا تو اُس پر حد قائم کرتے، خدا کی قسم! اگر فاطمہ بنتِ محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ چوری کرتی تو میں اُس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ (۱)

اس آیت اور روایات سے اِقتدار کی مَسنَدوں پر فائز ان مسلمانوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے کہ جو اللہ تعالیٰ کی حدوں کو قائم کرنے کی بجائے الٹا ان میں تبدیلیاں کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں عقلِ سلیم عطا فرمائے۔

﴿ وَلْیَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآىٕفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ: اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ موجود ہو۔ ﴾ یعنی جب زنا کرنے والوں پر حد قائم کی جا رہی ہو تو اس وقت مسلمانوں کا ایک گروہ وہاں موجود ہو تاکہ زنا کی سزا دیکھ کر انہیں عبرت حاصل ہو اور وہ اس برے فعل سے باز رہیں۔

زنا کی مذمت

زنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ قرآنِ مجید میں اس کی بہت شدید مذمت کی گئی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِیْلًا (۲)

ترجمۂ کنزُ العِرفان: اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بُرا راستہ ہے۔

اور ارشاد فرمایا:

---

(۱) بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، ۵٦-باب، ۲/۴٦۸، الحدیث: ۳۴۷۵.

(۲) بنی اسرائیل: ۳۲.

وَ الَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا یَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ﴿٦٨﴾ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ یَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا (١)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے اور اس جان کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام فرمایا ہے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے گا وہ سزا پائے گا۔ اس کے لئے قیامت کے دن عذاب بڑھا دیا جائے گا اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا۔

نیز کثیر اَحادیث میں بھی زنا کی بڑی سخت مذمت و برائی بیان کی گئی ہے، یہاں ان میں سے 6 اَحادیث ملاحظہ ہوں:

(1)...... حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جب بندہ زنا کرتا ہے تو اُس سے ایمان نکل کر سر پر سائبان کی طرح ہو جاتا ہے اور جب اس فعل سے جدا ہوتا ہے تو اُس کی طرف ایمان لوٹ آتا ہے۔ (٢)

(2)..... حضرت عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جس قوم میں زنا ظاہر ہو گا وہ قحط میں گرفتار ہو گی اور جس قوم میں رشوت کا ظہور ہو گا وہ رعب میں گرفتار ہو گی۔ (٣)

(3)...... حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جس بستی میں زنا اور سود ظاہر ہو جائے تو انہوں نے اپنے لیے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو حلال کر لیا۔ (٤)

(4)...... حضرت عثمان بن ابو العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: آدھی رات کے وقت آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، پھر ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے کہ ”ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول کی جائے، ہے کوئی مانگنے والا کہ اسے عطا کیا جائے، ہے کوئی مصیبت زدہ کہ اس کی مصیبت دور کی جائے۔“ اس وقت پیسے لے کر زنا کروانے والی عورت اور ظالمانہ ٹیکس لینے

---

(١) فرقان:٦٨-٦٩.

(٢) ترمذی، کتاب الایمان، باب ما جاء لا یزنی الزانی وهو مؤمن، ٤/٢٨٣، الحدیث:٢٦٣٤.

(٣) مشکوة المصابیح، کتاب الحدود، الفصل الثالث، ٢/٦٥٦، الحدیث:٣٥٨٢.

(٤) مستدرک، کتاب البیوع، اذا ظهر الزنا والربا فی قریة فقد احلّوا بانفسهم عذاب اللّٰه، ٢/٣٣٩، الحدیث:٢٣٠٨.

والے شخص کے علاوہ ہر دعا کرنے والے مسلمان کی دعا قبول کرلی جائے گی۔[1]

(5)...... حضرت مِقداد بن اَسْوَد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم سے ارشاد فرمایا: زنا کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: زنا حرام ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُسے حرام کیا ہے اور وہ قیامت تک حرام رہے گا۔ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: دس عورتوں کے ساتھ زنا کرنا اپنے پڑوسی کی عورت کے ساتھ زنا کرنے (کے گناہ) سے ہلکا ہے۔[2]

(6)...... حضرت عبد اللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُما سے روایت ہے، حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظرِ رحمت نہ فرمائے گا اور نہ ہی اسے پاک کرے گا اور اس سے فرمائے گا کہ جہنمیوں کے ساتھ تم بھی جہنم میں داخل ہو جاؤ۔[3]

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو زنا جیسے بدترین گندے اور انتہائی مذموم فعل سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

سوالات سبق نمبر (1)

(۱) اس سورت کا نام ”نور“ رکھنے کی کیا وجہ ہے؟

(۲) سورۂ نور کے بعض مضامین بیان کریں؟

(۳) اس سورت کی ابتدا اور آخر میں کیا بیان کیا گیا ہے؟

(۴) حد کی تعریف بیان کیجئے نیز یہ کہ اس سے کیا مقصود ہے؟

(۵) محصن کی تعریف کیا ہے اور زنا کرنے کی صورت میں اس کی شرعی سزا کیا ہوگی؟

(۶) سرِعام شرعی سزا دینے میں کیا حکمت ہے؟

(۷) زنا کی مذمت پر کوئی ایک آیت اور دو احادیث بیان کیجئے۔

---

(۱) معجم الاوسط، باب الالف، من اسمه ابراهيم، ۲/۱۳۳، الحديث:۲۷۶۹.

(۲) مسند امام احمد، مسند الانصار رضى الله عنهم، بقية حديث المقداد بن الاسود رضى الله تعالٰى عنه، ۹/۲۲۶، الحديث:۲۳۹۱۵.

(۳) مسند الفردوس، باب الزاى، ۲/۳۰۱، الحديث:۳۳۷۱.

سبق نمبر (2)

اَلزَّانِیۡ لَا یَنۡکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوۡ مُشۡرِکَۃً ۫					
اَلزَّانِیۡ	لَا یَنۡکِحُ	اِلَّا	زَانِیَۃً	اَوۡ	مُشۡرِکَۃً
زنا کرنے والا مرد	نکاح نہیں کرے گا	مگر	بدکار عورت	یا	مشرکہ (سے)
زنا کرنے والا مرد بدکار عورت یا مشرکہ سے ہی نکاح کرے گا					

وَّالزَّانِیَۃُ لَا یَنۡکِحُہَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوۡ مُشۡرِکٌ ۚ						
وَّ	الزَّانِیَۃُ	لَا یَنۡکِحُہَاۤ	اِلَّا	زَانٍ	اَوۡ	مُشۡرِکٌ
اور	بدکار عورت	نکاح نہیں کرے گا اس سے	مگر	زانی	یا	مشرک
اور بدکار عورت سے زانی یا مشرک ہی نکاح کرے گا						

وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۳﴾			
وَ	حُرِّمَ	ذٰلِکَ	عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۳﴾
اور	حرام کیا گیا ہے	یہ (زانیوں سے نکاح)	ایمان والوں پر
اور یہ ایمان والوں پر حرام ہے ○			

﴿اَلزَّانِیۡ لَا یَنۡکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوۡ مُشۡرِکَۃً: زنا کرنے والا مرد بدکار عورت یا مشرکہ سے ہی نکاح کرے گا۔﴾ ارشاد فرمایا کہ زنا کرنے والا مرد بدکار عورت یا مشرکہ سے ہی نکاح کرنا پسند کرے گا اور بدکار عورت سے زانی یا مشرک ہی نکاح کرنا پسند کرے گا کیونکہ خبیث کا میلان خبیث ہی کی طرف ہوتا ہے، نیکوں کو خبیثوں کی طرف رغبت نہیں ہوتی۔ اس آیت کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ فاسق و فاجر شخص نیک اور پارسا عورت سے نکاح کرنے کی رغبت نہیں رکھتا بلکہ وہ اپنے جیسی فاسقہ فاجرہ عورت سے نکاح کرنا پسند کرتا ہے اسی طرح فاسقہ فاجرہ عورت نیک اور پارسا مرد سے نکاح کرنے کی رغبت نہیں رکھتی بلکہ وہ اپنے جیسے فاسق و فاجر مرد سے ہی نکاح کرنا پسند کرتی ہے۔

شانِ نزول: اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ مہاجرین میں سے بعض بالکل نادار تھے، نہ اُن کے پاس کچھ مال تھا نہ ان کا کوئی عزیز قریب تھا اور بدکار مشرکہ عورتیں دولت مند اور مالدار تھیں، یہ دیکھ کر کسی مہاجر کو خیال

آیا کہ اگر اُن سے نکاح کر لیا جائے تو ان کی دولت کام میں آئے گی۔ سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے اُنہوں نے اس کی اجازت چاہی تو اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور انہیں اس سے روک دیا گیا۔[(١)]

﴿وَحُرِّمَ: اور حرام ہے۔﴾ یعنی بدکاروں سے نکاح کرنا ایمان والوں پر حرام ہے۔ یاد رہے کہ ابتدائے اسلام میں زانیہ عورت سے نکاح کرنا حرام تھا بعد میں اس آیت "وَاَنْكِحُوا الْاَیَامٰى مِنْكُمْ" (ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور تم میں سے جو بغیر نکاح کے ہوں ان کے نکاح کر دو۔)[(٢)] سے یہ حکم مَنسوخ ہو گیا۔[(٣)]

بدعقیدہ اور بدکردار لوگوں کا ساتھی بننے اور بنانے سے بچیں

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بدعقیدہ اور بری عادات و کردار والے لوگوں کا ساتھی بننے اور انہیں اپنا ساتھی بنانے سے بچنا چاہئے اور درست عقائد رکھنے والے نیک و پارسا لوگوں کا ساتھی بننا اور انہیں اپنا ساتھی بنانا چاہئے کیونکہ ایک طبیعت دوسری طبیعت سے اثر لیتی ہے اور ایک دوسرے سے تعلقات اپنا اثر دکھاتے ہیں اور بری عادات بہت جلد بندے میں سرایت کر جاتی ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل میں پہلی خرابی جو آئی وہ یہ تھی کہ ان میں سے ایک آدمی جب دوسرے آدمی سے ملتا تو اس سے کہتا: اے شخص! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو برا کام تم کرتے ہو اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ تیرے لئے جائز نہیں ہے۔ پھر جب دوسرے دن اس سے ملتا تو اسے منع نہ کرتا کیونکہ وہ کھانے پینے اور بیٹھنے میں اس کا شریک ہو جاتا تھا۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اچھے دلوں کو برے دلوں سے ملا دیا۔ (اور نیک لوگ بروں کی صحبت میں بیٹھنے کی نحوست سے انہی جیسے ہو گئے)[(٤)]

اور جتنے قریبی ساتھی شوہر اور بیوی ہوتے ہیں اتنے کوئی اور نہیں ہوتے اور ان میں سے کوئی ایک بدعقیدہ یا بدکردار ہو تو اس کے اثرات اتنے خطرناک ہوتے ہیں کہ بندہ اپنے دین و ایمان سے ہی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے،

---

(١) خازن، النور، تحت الآیۃ:٣، ٣/٣٣٥.

(٢) النور:٣٢.

(٣) مدارک، النور، تحت الآیۃ:٣، ص٧٦٩.

(٤) ابو داؤد، اوّل کتاب الملاحم، باب الامر والنھي، ٤/١٦٢، الحدیث:٤٣٣٦.

جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: غیر مذہب والیوں کی صحبت آگ ہے، ذی علم، عاقل، بالغ مَردوں کے مذہب اس میں بگڑ گئے ہیں، عمران بن حطان رقاشی کا قصہ مشہور ہے، یہ تابعین کے زمانہ میں ایک بڑا محدث تھا، خارجی مذہب کی عورت کی صحبت میں مَعَاذَ اللہ خود خارجی ہو گیا اور یہ دعویٰ کیا تھا کہ اسے سنی کرنا چاہتا ہے۔(۱)

لہٰذا جسے اپنے دین و ایمان کی ذرا سی بھی فکر ہے اسے چاہئے کہ وہ بد مذہب مرد یا عورت سے ہر گز ہر گز شادی نہ کرے، یونہی برے کردار والے مرد یا عورت سے شادی کرنے سے بھی بچے بلکہ درست عقائد، اچھے کردار اور نیک و پارسا مرد یا عورت سے شادی کی جائے تا کہ دنیا بھی سنور جائے اور آخرت بھی برباد نہ ہو۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ

وَ	الَّذِيْنَ	يَرْمُوْنَ	الْمُحْصَنٰتِ	ثُمَّ	لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ
اور	وہ لوگ جو	تہمت لگائیں	پاکدامن عورتوں (پر)	پھر	وہ نہ لائیں چار گواہ

اور جو پاکدامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ لائیں

فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ

فَاجْلِدُوْهُمْ	ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً	وَّ	لَا تَقْبَلُوْا	لَهُمْ	شَهَادَةً	اَبَدًا
تو کوڑے مارو انہیں	اَسّی کوڑے	اور	قبول نہ کرو	ان کی	گواہی	کبھی

تو انہیں اَسّی کوڑے لگاؤ اور ان کی گواہی کبھی نہ مانو

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ﴿۴﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

وَ	اُولٰٓئِكَ	هُمُ	الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴﴾	اِلَّا	الَّذِيْنَ	تَابُوْا	مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ
اور	یہ لوگ	وہی	فسق کرنے والے (ہیں)	مگر	وہ لوگ جو	توبہ کرلیں	اس کے بعد

اور وہی فاسق ہیں ۝ مگر جو اس کے بعد توبہ کرلیں

وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾

---

(۱) فتاوی رضویہ، ۲۳/ ۶۹۲۔

وَ	اَصۡلَحُوۡا	فَاِنَّ	اللّٰهَ	غَفُوۡرٌ	رَّحِیۡمٌ ﴿۵﴾
اور	اپنی اصلاح کر لیں	تو بیشک	اللہ	بخشنے والا	مہربان (ہے)

اور اپنی اصلاح کرلیں تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

﴿وَالَّذِیۡنَ یَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ: اور جو پاکدامن عورتوں پر تہمت لگائیں۔﴾ اس آیت مبارکہ میں پاکدامن اجنبی عورتوں پر زنا کی تہمت لگانے والوں کی سزا کا بیان ہے۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ ایسے نہ لائیں جنھوں نے ان کے زنا کا معائنہ کیا ہو تو ان میں سے ہر ایک کو اسی کوڑے لگاؤ اور کسی چیز میں ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو اور کبیرہ گناہ کے مُرتکِب ہونے کی وجہ سے وہی فاسق ہیں۔[1]

پاک دامن مرد یا عورت پر زنا کی تہمت لگانے کی سزا سے متعلق چند شرعی مسائل

یہاں آیت میں بیان کی گئی سزا سے متعلق چند شرعی مسائل ملاحظہ ہوں:

(1)......جو شخص کسی پارسا مرد یا عورت کو زنا کی تہمت لگائے اور اس پر چار معائنہ کے گواہ پیش نہ کرسکے تو اس پر 80 کوڑوں کی حد واجب ہو جاتی ہے۔ آیت میں مُحۡصَنَات کا لفظ (یعنی صرف عورتوں پر تہمت لگانے کا بیان) مخصوص واقعہ کے سبب سے وارد ہوا یا اس لئے کہ عورتوں کو تہمت لگانا بکثرت واقع ہوتا ہے۔

(2)......ایسے لوگ جو زنا کی تہمت میں سزایاب ہوں اور ان پر حد جاری ہو چکی ہو وہ مَرۡدُوۡدُ الشَّهَادَة ہو جاتے ہیں، یعنی ان کی گواہی کبھی مقبول نہیں ہوتی۔ پارسا سے مراد وہ ہیں جو مسلمان، مُکلَّف، آزاد اور زنا سے پاک ہوں۔

(3)......زنا کی گواہی کا نصاب چار گواہ ہیں۔

(4)......حدِ قَذف یعنی زنا کی تہمت لگانے کی سزا مطالبہ پر مشروط ہے، جس پر تہمت لگائی گئی ہے اگر وہ مطالبہ نہ کرے تو قاضی پر حد قائم کرنا لازم نہیں۔

(5)......جس پر تہمت لگائی گئی ہے اگر وہ زندہ ہو تو مطالبہ کا حق اسی کو ہے اور اگر مر گیا ہو تو اس کے بیٹے پوتے کو بھی ہے۔

(6)......غلام اپنے مولیٰ کے خلاف اور بیٹا باپ کے خلاف قذف یعنی اپنی ماں پر زنا کی تہمت لگانے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

---

(۱) جلالین، النور، تحت الآیۃ: ٤، ص٢٩٤.

(7)..... قذف کے الفاظ یہ ہیں کہ وہ صراحۃً کسی کو اے زانی کہے یا یہ کہے کہ تو اپنے باپ سے نہیں ہے یا اس کے باپ کا نام لے کر کہے کہ تو فلاں کا بیٹا نہیں ہے یا اس کو زانیہ کا بیٹا کہہ کر پکارے جبکہ اس کی ماں پارسا ہو تو ایسا شخص قَاذِف یعنی زنا کی تہمت لگانے والا ہو جائے گا اور اس پر تہمت کی حد لازم آئے گی۔

(8)..... اگر غیر مُحْصَنْ کو زنا کی تہمت لگائی مثلاً کسی غلام کو یا کافر کو یا ایسے شخص کو جس کا کبھی زنا کرنا ثابت ہو تو اس پر حدِ قذف قائم نہ ہوگی بلکہ اس پر تعزیر واجب ہوگی اور یہ تعزیر 3 سے 39 کوڑے تک جتنے شرعی حاکم تجویز کرے اتنے کوڑے لگانا ہے، اسی طرح اگر کسی شخص نے زنا کے سوا اور کسی گناہ کی تہمت لگائی اور پارسا مسلمان کو اے فاسق، اے کافر، اے خبیث، اے چور، اے بدکار، اے مُخَنَّث، اے بددیانت، اے لوطی، اے زندیق، اے دَیُّوث، اے شرابی، اے سود خوار، اے بدکار عورت کے بچے، اے حرام زادے، اس قسم کے الفاظ کہے تو بھی اس پر تعزیر واجب ہوگی۔

نوٹ: حدِ قذف سے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے بہار شریعت جلد 2 حصہ 9 سے **"قذف کا بیان"** مطالعہ فرمائیں۔

﴿**اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ: مگر جو اس کے بعد توبہ کرلیں۔**﴾ یعنی تہمت لگانے والا اگر سزا پانے کے بعد توبہ کرلے اور اپنے اَحوال و اَفعال کو درست کرلے تو اب وہ فاسق نہ رہے گا۔[۱] یاد رہے کہ توبہ کے بعد بھی تہمت لگانے والے کی گواہی قبول نہ ہوگی کیونکہ گواہی سے متعلق مُطلقًا ارشاد ہو چکا ہے کہ ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔

سوالات سبق نمبر (2)

(۱) زانیہ سے نکاح حرام ہونا کس آیت سے منسوخ ہوا؟ (۲) بنی اسرائیل میں آنے والی پہلی خرابی کیا تھی؟

(۳) پاکدامن مرد یا عورت پر زنا کی تہمت لگانے کی کیا شرعی سزا ہے؟

(۴) جس پر تہمت زنا کی حد جاری ہو چکی ہو اسے کیا کہتے ہیں نیز کیا اس کی گواہی قبول ہوگی؟

(۵) تہمت زنا کی شرعی سزا کا نفاذ کس پر مشروط ہے؟ (۶) غیر محصن پر زنا کی تہمت لگانے کا کیا حکم ہے؟

---

(۱) ابو سعود، النور، تحت الآية: ٥، ٧١/٤، ملخصاً.

سبق نمبر (3)

وَالَّذِیۡنَ یَرۡمُوۡنَ اَزۡوَاجَهُمۡ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّهُمۡ شُهَدَآءُ

وَ	الَّذِیۡنَ	یَرۡمُوۡنَ	اَزۡوَاجَهُمۡ	وَ	لَمۡ یَکُنۡ	لَّهُمۡ	شُهَدَآءُ
اور	وہ لوگ جو	تہمت لگائیں	اپنی بیویوں (پر)	اور	نہ ہوں	ان کے پاس	گواہ

اور وہ جو اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں اور ان کے پاس اپنی ذات کے علاوہ گواہ نہ ہوں

اِلَّاۤ اَنۡفُسُهُمۡ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمۡ اَرۡبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ

اِلَّاۤ	اَنۡفُسُهُمۡ	فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمۡ	اَرۡبَعُ شَهٰدٰتٍ	بِاللّٰهِ
سوائے	اپنی ذاتوں (کے)	تو ان میں سے ایک کی گواہی	چار گواہیاں (دینا ہے)	اللہ (کے نام) کے ساتھ

تو ان میں سے ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ اللہ کے نام کے ساتھ چار بار گواہی دے

اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ۝۶ وَالۡخَامِسَةُ اَنَّ لَعۡنَتَ اللّٰهِ عَلَیۡهِ

اِنَّهٗ	لَمِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ۝۶	وَ	الۡخَامِسَةُ	اَنَّ	لَعۡنَتَ اللّٰهِ	عَلَیۡهِ
(کہ) بیشک وہ	ضرور سچوں میں سے (ہے)	اور	پانچویں (بار)	(یوں) کہ	اللہ کی لعنت (ہو)	اُس پر

کہ بیشک وہ سچا ہے ۝ اور پانچویں گواہی یہ ہو کہ اُس پر اللہ کی لعنت ہو

اِنۡ کَانَ مِنَ الۡکٰذِبِیۡنَ ۝۷ وَیَدۡرَؤُا عَنۡهَا الۡعَذَابَ

اِنۡ	کَانَ	مِنَ الۡکٰذِبِیۡنَ ۝۷	وَ	یَدۡرَؤُا	عَنۡهَا	الۡعَذَابَ
اگر	وہ ہو	جھوٹوں میں سے	اور	دور کر دے گی	اس (عورت) سے	سزا

اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو ۝ اور عورت سے سزا کو یہ بات دور کرے گی کہ

اَنۡ تَشۡهَدَ اَرۡبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ

اَنۡ	تَشۡهَدَ	اَرۡبَعَ شَهٰدٰتٍ	بِاللّٰهِ	اِنَّهٗ
(یہ بات) کہ	وہ گواہی دے	چار گواہیاں	اللہ (کے نام) کے ساتھ	(کہ) بیشک وہ (مرد)

وہ اللہ کے نام کے ساتھ چار بار گواہی دے کہ بیشک مرد

لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۸﴾ وَ الْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیْهَاۤ					
لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۸﴾	وَ	الْخَامِسَةَ	اَنَّ	غَضَبَ اللّٰهِ	عَلَیْهَاۤ
ضرور جھوٹوں میں سے (ہے)	اور	پانچویں (بار)	(یوں) کہ	اللہ کا غضب (ہو)	اس (عورت) پر
جھوٹوں میں سے ہے ○ اور پانچویں باریوں کہ عورت پر اللہ کا غضب ہو					

اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۹﴾ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ						
اِنْ	كَانَ	مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۹﴾	وَ	لَوْ لَا	فَضْلُ اللّٰهِ	عَلَیْكُمْ
اگر	وہ (مرد) ہو	سچوں میں سے	اور	اگر نہ ہوتا	اللہ کا فضل	تم پر
اگر مرد سچوں میں سے ہو ○ اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی						

وَ رَحْمَتُهٗ وَ اَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِیْمٌ ﴿۱۰﴾						
وَ	رَحْمَتُهٗ	وَ	اَنَّ	اللّٰهَ	تَوَّابٌ	حَكِیْمٌ ﴿۱۰﴾
اور	اس کی رحمت	اور	یہ کہ	اللہ	بہت توبہ قبول فرمانے والا	حکمت والا (ہے)
رحمت تم پر نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ بہت توبہ قبول فرمانے والا، حکمت والا ہے (تو وہ تمہارے راز کھول دیتا) ○						

﴿وَ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ: اور وہ جو اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں۔﴾ اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اجنبی عورتوں پر زنا کی تہمت لگانے کے احکام بیان فرمائے جبکہ اس آیت اور اس کے بعد والی چند آیات میں بیویوں پر زنا کی تہمت لگانے کے احکام بیان فرمائے ہیں۔[1] **شانِ نزول:** حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ ایک صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: گواہ لاؤ، ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد لگائی جائے گی۔ انہوں نے عرض کی: یا رسولَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ، کوئی شخص اپنی عورت پر کسی مرد کو دیکھے تو گواہ ڈھونڈنے جائے؟ حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے وہی جواب دیا۔ پھر انہوں نے کہا: قسم ہے اُس کی جس نے حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! بیشک میں سچا ہوں اور خدا کوئی ایسا حکم نازل فرمائے گا جو میری پیٹھ کو حد سے

(۱) تفسیر کبیر، النور، تحت الآیۃ: ٦، ٨/٣٣٠.

بچادے۔ اُس وقت حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام اُترے اور یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ [1]

بیوی پر زنا کی تہمت لگانے کے شرعی حکم کا خلاصہ

ان آیات میں بیوی پر زنا کی تہمت لگانے کا جو حکم بیان ہوا اسے شریعت کی اصطلاح میں ''لِعان'' کہتے ہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب مرد اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے تو اگر مرد و عورت دونوں گواہی دینے کی اہلیت رکھتے ہوں اور عورت اس پر مطالبہ کرے تو مرد پر لِعان واجب ہو جاتا ہے اگر وہ لِعان سے انکار کر دے تو اسے اس وقت تک قید میں رکھا جائے گا جب تک وہ لعان کرے یا اپنے جھوٹ کا اقرار کرلے۔ اگر جھوٹ کا اقرار کرے تو اس کو حدِ قذف لگائی جائے گی جس کا بیان اوپر گزر چکا ہے اور اگر لِعان کرنا چاہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اسے چار مرتبہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم کے ساتھ کہنا ہوگا کہ وہ اس عورت پر زنا کا الزام لگانے میں سچا ہے اور پانچویں مرتبہ کہنا ہوگا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مجھ پر لعنت ہو اگر میں یہ الزام لگانے میں جھوٹا ہوں۔ اتنا کرنے کے بعد مرد پر سے حدِ قذف ساقط ہو جائے گی اور عورت پر لعان واجب ہوگا۔ وہ انکار کرے گی تو قید کی جائے گی یہاں تک کہ لعان منظور کرے یا شوہر کے الزام لگانے کی تصدیق کرے۔ اگر تصدیق کی تو عورت پر زنا کی حد لگائی جائے گی اور اگر لعان کرنا چاہے تو اسے بھی چار مرتبہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم کے ساتھ کہنا ہوگا کہ مرد اس پر زنا کی تہمت لگانے میں جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہنا ہوگا کہ اگر مرد اس الزام لگانے میں سچا ہو تو مجھ پر خدا عَزَّوَجَلَّ کا غضب ہو۔ اتنا کہنے کے بعد عورت سے زنا کی حد ساقط ہو جائے گی اور لعان کے بعد قاضی کے جدائی کروا دینے سے میاں بیوی میں جدائی واقع ہوگی، بغیر قاضی کے نہیں اور یہ جدائی طلاقِ بائنہ ہوگی۔ اور اگر مرد گواہی دینے کی اہلیت رکھنے والوں میں سے نہ ہو مثلاً غلام ہو یا کافر ہو یا اس پر قذف کی حد لگ چکی ہو تو لعان نہ ہوگا اور تہمت لگانے سے مرد پر حدِ قذف لگائی جائے گی اور اگر مرد گواہی کی اہلیت رکھنے والوں میں سے ہو اور عورت میں یہ اہلیت نہ ہو، اس طرح کہ وہ باندی ہو یا کافرہ ہو یا اس پر قذف کی حد لگ چکی ہو یا بچی ہو یا مجنونہ ہو یا زانیہ ہو، اس صورت میں نہ مرد پر حد ہوگی اور نہ لعان۔

نوٹ: لعان سے متعلق مزید مسائل کی معلومات کے لئے بہارِ شریعت جلد 2 حصہ 8 سے **''لِعان کا بیان''** مطالعہ فرمائیں۔

---

(١) بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ النور، باب ویدرأ عنہا العذاب...الخ، ٣/٢٨٠، الحدیث:٤٧٤٧.

﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ: اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی۔﴾ یعنی اے تہمت لگانے والے مردو اور تہمت لگائی گئی عورتو! اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول فرمانے والا اور اپنے تمام افعال و احکام میں حکمت والا نہ ہوتا تو وہ تمہارے راز کھول دیتا اور اس کے بعد تمہارا حال بیان سے باہر ہوتا۔[1]

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ				
اِنَّ	الَّذِیْنَ	جَآءُوْ بِالْاِفْكِ	عُصْبَةٌ	مِّنْكُمْ
بیشک	وہ لوگ جو	لائے بڑا بہتان	(وہ) ایک جماعت (ہے)	تم میں سے
بیشک جو لوگ بڑا بہتان لائے ہیں وہ تم ہی میں سے ایک جماعت ہے۔				

لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ						
لَا تَحْسَبُوْهُ	شَرًّا	لَّكُمْ	بَلْ	هُوَ	خَیْرٌ	لَّكُمْ
تم نہ سمجھو اس (بہتان) کو	برا	اپنے لیے	بلکہ	وہ	بہتر (ہے)	تمہارے لیے
تم اس بہتان کو اپنے لیے برا نہ سمجھو، بلکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔						

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِیْ تَوَلّٰى						
لِكُلِّ امْرِئٍ	مِّنْهُمْ	مَّا اكْتَسَبَ	مِنَ الْاِثْمِ	وَ	الَّذِیْ	تَوَلّٰى
ہر شخص کیلئے	ان میں سے	(وہ ہے) جو اس نے کمایا	گناہ سے	اور	جس نے	اٹھایا
ان میں سے ہر شخص کیلئے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا اور ان میں سے وہ شخص						

كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۱﴾			
كِبْرَهٗ	مِنْهُمْ	لَهٗ	عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۱﴾
اس (بہتان) کا بڑا حصہ	ان میں سے	اس کے لیے	بڑا عذاب (ہے)
جس نے اس بہتان کا سب سے بڑا حصہ اٹھایا اس کے لیے بڑا عذاب ہے ۝			

---

(۱) روح البیان، النور، تحت الآیۃ: ۱۰، ۶/۱۲۱.

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ: بیشک جو بڑا بہتان لائے ہیں۔﴾ یہ آیت اور اس کے بعد والی چند آیتیں اُمُّ الْمُؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی شان میں نازل ہوئیں جن میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی عفت و عصمت کی گواہی خود ربُّ العالمین نے دی اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا پر تہمت لگانے والے منافقین کو سزا کا مژدہ سنایا۔

واقعۂ اِفک

آیت میں مذکور بڑے بہتان سے مراد اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا پر تہمت لگانا ہے۔ اس کا واقعہ کچھ یوں ہوا کہ 5 سنہ ہجری میں غزوہ بنی مُصْطَلَق سے واپسی کے وقت قافلہ مدینہ منورہ کے قریب ایک پڑاو پر ٹھہرا، تو اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا ضرورت کے لئے کسی گوشے میں تشریف لے گئیں، وہاں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا ہار ٹوٹ گیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا اس کی تلاش میں مصروف ہو گئیں۔ اُدھر قافلے والوں نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا مَحمِل شریف اونٹ پر کَس دیا اور انہیں یہی خیال رہا کہ اُمُّ المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا اس میں ہیں، اس کے بعد قافلہ وہاں سے کوچ کر گیا۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا واپس تشریف لائیں تو قافلہ وہاں سے جا چکا تھا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا اس خیال سے وہیں قافلے کی جگہ پر بیٹھ گئیں کہ میری تلاش میں قافلہ ضرور واپس آئے گا۔ عام طور پر معمول یہ تھا کہ قافلے کے پیچھے گری پڑی چیز اُٹھانے کے لئے ایک صاحب رہا کرتے تھے، اس موقع پر حضرت صفوان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اس کام پر مامور تھے۔ جب وہ اس جگہ پر آئے اور اُنہوں نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو بلند آواز سے ”اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ“ پکارا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے کپڑے سے پردہ کر لیا۔ انہوں نے اپنی اُونٹنی بٹھائی اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا اس پر سوار ہو کر لشکر میں پہنچ گئیں۔ اس وقت سیاہ باطن منافقین نے غلط باتیں پھیلائیں اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی شان میں بدگوئی شروع کر دی، بعض مسلمان بھی اُن کے فریب میں آ گئے اور اُن کی زبان سے بھی کوئی بے جا کلمہ سرزد ہوا۔ اسی دوران اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بیمار ہو گئی تھیں اور ایک ماہ تک بیمار رہیں، بیماری کے عرصے میں انہیں اطلاع نہ ہوئی کہ اُن کے بارے میں منافقین کیا کہہ رہے ہیں۔ ایک روز حضرت اُمِّ مِسْطَح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے انہیں یہ خبر معلوم ہوئی۔ اس سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا مرض اور بڑھ گیا اور اس صدمے میں اس طرح روئیں کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے آنسو نہ تھمتے تھے اور نہ

ایک لمحہ کے لئے نیند آتی تھی، اس حال میں دو عالَم کے سردار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر وحی نازل ہوئی اور حضرتِ اُمُّ المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی پاکی میں یہ آیتیں اُتریں اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا شرف و مرتبہ اللہ تعالٰی نے اتنا بڑھایا کہ قرآنِ کریم کی بہت سی آیات میں آپ کی طہارت و فضیلت بیان فرمائی۔ اس دوران میں سیّد المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے بھی حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے لئے برسرِ منبر خیر کے کلمات ہی ارشاد فرمائے، چنانچہ فرمایا: میں اپنے اہل کے متعلق سوائے خیر کے کچھ نہیں جانتا۔(۱)

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: منافقین یقینی طور پر جھوٹے ہیں، اُمُّ المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا یقینی طور پر پاک ہیں۔ اللہ تعالٰی نے تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے جسمِ پاک کو مکھی کے بیٹھنے سے محفوظ رکھا کہ وہ نجاستوں پر بیٹھتی ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو بد عورت کی صحبت سے محفوظ نہ رکھے۔

حضرتِ عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بھی اس طرح آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی طہارت بیان کی اور فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا تاکہ اس سایہ پر کسی کا قدم نہ پڑے تو جو پروردگار عَزَّوَجَلَّ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سایہ کو محفوظ رکھتا ہے کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اہل کو محفوظ نہ فرمائے۔

حضرت علی مرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا کہ ایک جوں کا خون لگنے سے پروردگارِ عالَم عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو نعلین اتار دینے کا حکم دیا تو جو پروردگار عَزَّوَجَلَّ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نعلین شریف کی اتنی سی آلودگی کو گوارا نہ فرمائے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اہل کی آلودگی گوارا کرے۔(۲)

اس طرح بہت سے صحابہ اور بہت سی صحابیات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے قسمیں کھائیں۔ آیت نازل ہونے سے پہلے ہی اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی طرف سے دل مطمئن تھے، آیت کے نزول نے ان کی عزت و شرافت اور زیادہ کر دی تو بدگویوں کی بدگوئی اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

(۱) بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الافک، ۳/۶۱، الحدیث:۴۱۴۱.

(۲) مدارک، النور، تحت الآیۃ:۱۲، ص۷۷۲، ملخصاً.

اور صحابۂ کبار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے نزدیک باطل ہے اور بد گوئی کرنے والوں کے لئے سخت ترین مصیبت ہے۔

﴿لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ: تم اس بہتان کو اپنے لیے برا نہ سمجھو۔﴾ یعنی اے بہتان سے بچنے والو! تم اس بہتان کو اپنے لیے برا نہ سمجھو، بلکہ بہتان سے بچنا تمہارے لیے بہتر ہے کہ اللہ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی تمہیں اس پر جزا دے گا اور اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی شان اور ان کی براءت ظاہر فرمائے گا، چنانچہ اس براءت میں اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ آیتیں نازل فرمائیں۔[1]

﴿لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ: ان میں سے ہر شخص کیلئے۔﴾ یعنی ان بہتان لگانے والوں میں سے ہر شخص کے لئے اس کے عمل کے مطابق گناہ ہے کہ کسی نے طوفان اُٹھایا، کسی نے بہتان اُٹھانے والے کی زبانی موافقت کی، کوئی ہنس دیا، کسی نے خاموشی کے ساتھ سن ہی لیا، الغرض جس نے جو کیا اس کا بدلہ پائے گا۔[2]

﴿وَالَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ: ان میں سے وہ شخص جس نے اس کا سب سے بڑا حصہ اُٹھایا۔﴾ یعنی ان بہتان لگانے والوں میں سے وہ شخص جس نے اس بہتان کا سب سے بڑا حصہ اٹھایا کہ اپنے دل سے یہ طوفان گڑھا اور اس کو مشہور کرتا پھرا اس کے لیے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔ آیت میں جس کا ذکر ہے اس سے مراد عبد اللہ بن اُبی ابن سلول منافق ہے۔

سوالات سبق نمبر (3)

(۱) لعان کسے کہتے ہیں؟

(۲) مرد پر لعان کب واجب ہوتا ہے؟

(۳) عورت پر لعان کب واجب ہوتا ہے؟

(۴) لعان کا طریقہ کیا ہے؟

(۵) مرد و عورت کے لعان کے بعد کیا ہوگا؟

(۶) واقعہ افک مختصراً بیان کیجئے۔

(۷) آیت میں مذکور بہتان کا سب سے بڑا حصہ اٹھانے والے سے کون مراد ہے؟

(۱) مدارک، النور، تحت الآیة: ۱۱، ص ۷۷۱، ملخصاً.

(۲) مدارک، النور، تحت الآیة: ۱۱، ص ۷۷۱-۷۷۲.

سبق نمبر(4)

لَوْ لَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ					
لَوْ لَاۤ	اِذْ	سَمِعْتُمُوْهُ	ظَنَّ	الْمُؤْمِنُوْنَ	وَ
(ایسا) کیوں نہ ہوا	جب	تم نے سنا یہ بہتان	(تو) گمان کرتے	ایمان والے مرد	اور
ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ بہتان سنا تو مسلمان مرد اور					

الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا ۙ وَّ قَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۲﴾						
الْمُؤْمِنٰتُ	بِاَنْفُسِهِمْ	خَیْرًا	وَّ	قَالُوْا	هٰذَاۤ	اِفْكٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۲﴾
ایمان والی عورتیں	اپنی جانوں (دینی بھائیوں) پر	نیک (گمان)	اور	کہتے	یہ	کھلا بہتان (ہے)
مسلمان عورتیں اپنے لوگوں پر نیک گمان کرتے اور کہتے: یہ کھلا بہتان ہے ۝						

﴿لَوْ لَاۤ: ایسا کیوں نہ ہوا۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ادب سکھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ بہتان سنا تو مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اپنے لوگوں پر نیک گمان کرتے کیونکہ مسلمان کو یہی حکم ہے کہ وہ مسلمان کے ساتھ نیک گمان کرے کہ بدگمانی ممنوع ہے۔ نیز لوگ سن کر کہتے کہ یہ کھلا بہتان ہے، بالکل جھوٹ ہے اور بے حقیقت ہے۔[1]

صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: بعضے گمراہ بے باک یہ کہہ گزرتے ہیں کہ سیدِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو مَعَاذَ اللہ اس معاملہ میں بدگمانی ہوگئی تھی، وہ مُفتری کذّاب (یعنی جھوٹا بہتان لگانے والے) ہیں اور شانِ رسالت میں ایسا کلمہ کہتے ہیں جو مؤمنین کے حق میں بھی لائق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤمنین سے فرماتا ہے کہ "تم نے نیک گمان کیوں نہ کیا" تو کیسے ممکن تھا کہ رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بدگمانی کرتے اور حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کی نسبت بدگمانی کا لفظ کہنا بڑی سیاہ باطنی ہے، خاص کر ایسی حالت میں جب کہ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) نے بقسم فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ میرے اہل پاک ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان پر بدگمانی کرنا ناجائز ہے اور جب کسی نیک شخص

(۱) خازن، النور، تحت الآیۃ:۱۲، ۳/۳۴۳، تفسیر کبیر، النور، تحت الآیۃ:۱۲، ۸/۳۴۱، ملتقطاً.

پر تہمت لگائی جائے تو بغیر ثبوت مسلمان کو اس کی موافقت اور تصدیق کرنا روا نہیں۔[۱]

بدگمانی سے بچنے کی ترغیب

قرآن مجید میں مسلمانوں کو بدگُمانی سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘-اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ[۲]

ترجمۂ کنزُ العِرفان: اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے۔

اسی طرح کثیر اَحادیث میں بھی بدگمانی سے بچنے اور اچھا گمان رکھنے کا فرمایا گیا ہے، ان میں سے 4 اَحادیث درج ذیل ہیں:

(1)......حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے بھائی سے بدگمانی کی بے شک اس نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے بدگمانی کی، کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: "**اِجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ**" ترجمہ: بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو۔[۳]

(2)......حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔[۴]

(3)......حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: حُسنِ ظن عمدہ عبادت ہے۔[۵]

(4)......حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: تم اپنے بھائی کے منہ سے نکلنے والی کسی بات کا اچھا مَحمل پاتے ہو تو اس کے بارے میں بدگمانی نہ کرو۔[۶]

---

(۱) خزائن العرفان، النور، تحت الآیۃ: ۱۲، ص ۶۵۱-۶۵۲۔

(۲) حجرات: ۱۲۔

(۳) در منثور، الحجرات، تحت الآية: ۱۲، ۷/۵۶۶.

(٤) بخاری، کتاب الفرائض، باب تعلیم الفرائض، ٤/۳۱۳، الحدیث: ٦٧٢٤.

(٥) ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی حسن الظنّ، ٤/۳۸۷، الحدیث: ٤٩٩٣.

(٦) در منثور، الحجرات، تحت الآية: ۱۲، ۷/۵۶۶.

اللہ تعالیٰ ہمیں بدگمانی سے بچنے اور اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ اچھا گمان رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔[۱]

لَوْ لَا جَآءُوْ عَلَیْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓىٕكَ				
لَوْ لَا	جَآءُوْ عَلَیْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ	فَاِذْ	لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ	فَاُولٰٓىٕكَ
کیوں نہیں	وہ لائے اس پر چار گواہ	تو جب	وہ نہ لائے گواہ	تو یہ لوگ
اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے تو جب وہ گواہ نہ لائے تو وہی اللہ کے نزدیک				

عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ							
عِنْدَ اللّٰهِ	هُمُ	الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾	وَ	لَوْ لَا	فَضْلُ اللّٰهِ	عَلَیْكُمْ	وَ
اللہ کے نزدیک	وہی	جھوٹے (ہیں)	اور	اگر نہ ہوتا	اللہ کا فضل	تم پر	اور
جھوٹے ہیں ○ اور اگر دنیا اور آخرت میں اللہ کا فضل اور اس کی رحمت							

وَ رَحْمَتُهٗ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِیْ			
رَحْمَتُهٗ	فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ	لَمَسَّكُمْ	فِیْ
اس کی رحمت	دنیا اور آخرت میں	(تو) ضرور پہنچتا تمہیں	(اس معاملے) میں
تم پر نہ ہوتی تو جس معاملے میں			

مَاۤ اَفَضْتُمْ فِیْهِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۴﴾ ۚ	
مَاۤ اَفَضْتُمْ فِیْهِ	عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۴﴾
جس میں تم پڑ گئے تھے	بڑا عذاب
تم پڑ گئے تھے اس پر تمہیں بڑا عذاب پہنچتا ○	

﴿**لَوْ لَا جَآءُوْ عَلَیْهِ:** اس پر کیوں نہ لائے۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بہتان لگانے والوں سے فرمایا کہ وہ اپنے بہتان پر گواہ کیوں نہ لائے جو اس کی گواہی دیتے اور جب وہ گواہ نہیں لائے تو وہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔[۲]

---

(۱) بدگمانی سے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے کتاب "بدگمانی" (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ فرمائیں۔

(۲) خازن، النور، تحت الآیة:۱۳، ۳/۳۴۳.

یاد رہے کہ یہاں جھوٹے ہونے سے ظاہری اور باطنی طور پر جھوٹا ہونا مراد ہے اور اگر بالفرض وہ گواہ لے بھی آتے تو ظاہراً جھوٹے نہ رہتے اگرچہ در حقیقت پھر بھی وہ اور ان کے سارے گواہ جھوٹے ہوتے۔[1]

﴿وَلَوْلَا: اور اگر نہ ہوتا۔﴾ اس آیت میں بہتان لگانے والوں سے مزید فرمایا کہ اگر دنیا اور آخرت میں تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی، جس میں سے توبہ کے لئے مہلت دینا بھی ہے اور آخرت میں عفو و مغفرت فرمانا بھی تو جس بہتان میں تم پڑے تھے اس پر تمہیں بڑا عذاب پہنچتا۔[2]

اِذْتَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَ تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ				
اِذْ	تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ	وَ	تَقُوْلُوْنَ	بِاَفْوَاهِكُمْ
جب	تم ایک دوسرے سے سن کر اسے اپنی زبانوں پر لاتے تھے	اور	کہتے تھے	اپنے مونہوں سے
جب تم ایسی بات ایک دوسرے سے سن کر اپنی زبانوں پر لاتے تھے اور اپنے منہ سے وہ بات کہتے تھے				

مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ تَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ							
مَّا	لَيْسَ	لَكُمْ	بِهٖ	عِلْمٌ	وَّ	تَحْسَبُوْنَهٗ	هَيِّنًا
(وہ بات) جو	نہیں ہے	تمہیں	اس کا	کوئی علم	اور	تم سمجھتے تھے اسے	سہل، معمولی
جس کا تمہیں کوئی علم نہ تھا اور تم اسے معمولی سمجھتے تھے							

وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾			
وَّ	هُوَ	عِنْدَ اللّٰهِ	عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾
اور (حالانکہ)	وہ	اللہ کے نزدیک	بہت بڑا (تھا)
حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا تھا ○			

﴿اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ: جب تم اس کو ایک دوسرے سے سن کر اپنی زبانوں پر لاتے تھے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ یہ بڑا عذاب اس وقت پہنچ جاتا جب تم اس بہتان کو ایک دوسرے سے سن کر اپنی زبانوں پر لاتے تھے اور اپنے منہ سے وہ بات کہتے تھے جس کا تمہیں کوئی علم نہ تھا اور تم اسے ہلکا سا معاملہ سمجھتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ اس میں بڑا

(۱) روح البیان، النور، تحت الآیۃ:۱۳، ۶/۱۲۷.

(۲) خازن، النور، تحت الآیۃ:۱۴، ۳/۳۴۳.

گناہ نہیں حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جرمِ عظیم تھا۔[1]

سب صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھُمۡ عادل ہیں

اس سے معلوم ہوا کہ بعض صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھُمۡ سے گناہ اور مَعصِیَّت صادِر ہوئی مگر وہ اس پر قائم نہ رہے بلکہ انہیں توبہ کی توفیق ملی، لہٰذا یہ درست ہے کہ سارے صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھُمۡ عادل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے:

وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى[2]

ترجمۂ کنزُ العِرفان: اور ان سب سے اللہ نے سب سے اچھی چیز (جنت) کا وعدہ فرمالیا ہے۔

اور فرماتا ہے:

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ[3]

ترجمۂ کنزُ العِرفان: ان سب سے اللہ راضی ہوا اور یہ اللہ سے راضی ہیں۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ فاسق سے راضی نہیں ہوتا اور نہ اس سے جنت کا وعدہ فرماتا ہے۔

وَ لَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا یَكُوْنُ لَنَاۤ						
وَ	لَوْلَاۤ	اِذْ	سَمِعْتُمُوْهُ	قُلْتُمْ	مَّا یَكُوْنُ	لَنَاۤ
اور	(ایسا) کیوں نہ ہوا	جب	تم نے سنا اسے	(تو) تم کہہ دیتے	(جائز) نہیں ہے	ہمارے لئے
اور کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے اسے سنا تھا تو تم کہہ دیتے کہ ہمارے لئے جائز نہیں						

اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ﳓ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۶﴾					
اَنْ	نَّتَكَلَّمَ	بِهٰذَا	سُبْحٰنَكَ	هٰذَا	بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۶﴾
کہ	ہم کلام کریں	اس (بات) کے ساتھ	(اے اللہ) تو پاک ہے	یہ	بڑا بہتان (ہے)
کہ یہ بات کہیں۔ (اے اللہ!) تو پاک ہے، یہ بڑا بہتان ہے ○					

---

(۱) روح البیان، النور، تحت الآیۃ:۱۵، ۶/۱۲۷، مدارک، النور، تحت الآیۃ:۱۵، ص۷۷۳، ملتقطاً.

(۲) حدید:۱۰. (۳) توبہ:۱۰۰.

﴿وَ لَوْلَاۤ: اور کیوں نہ ہوا۔﴾ ارشاد فرمایا کہ جب تم نے بہتان سنا تھا تو اس وقت یہ کیوں نہ ہوا کہ تم کہہ دیتے: ہمارے لئے درست نہیں کہ یہ بہتان والی بات کہیں کیونکہ یہ درست ہو ہی نہیں سکتی۔ یہاں ایک مسئلہ ذہن نشین رہے کہ کسی نبی عَلَیْہِ السَّلَام کی بیوی کافر تو ہو سکتی ہے لیکن بدکار ہرگز نہیں ہو سکتی کیونکہ انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کفار کی طرف مبعوث ہوتے ہیں تو ضروری ہے کہ جو چیز کفار کے نزدیک بھی قابلِ نفرت ہو اس سے وہ پاک ہوں اور ظاہر ہے کہ عورت کی بدکاری اُن کے نزدیک قابلِ نفرت ہے۔[1]

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا پر لگائی گئی تہمت واضح بہتان تھی

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا پر لگائی گئی تہمت کا بہتان ہونا بالکل ظاہر تھا۔ اسی لئے بہتان نہ کہنے والوں اور توقف کرنے والوں پر عِتاب ہوا، البتہ چونکہ یہ حضورِ انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے گھر کا معاملہ تھا اس لئے آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خاموشی حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا کے معاملے کو نہ جاننے کی وجہ سے نہ تھی بلکہ وحی کے انتظار کی وجہ سے تھی کیونکہ اگر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنے علم کی بناء پر اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا کی عِصمت کی خبر دیتے تو منافق کہتے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے اہلِ بیت کی طرف داری کی۔ اسی لئے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی خاموش رہے بلکہ خود اُمُّ المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا نے بھی لوگوں سے نہ کہا کہ میں بے قصور ہوں۔ حالانکہ انہیں تو اپنی پاکدامنی یقین کے ساتھ معلوم تھی۔

سوالات سبق نمبر (4)

(۱) مسلمان پر بدگمانی کرنے کا کیا حکم ہے؟

(۲) جب کسی نیک شخص پر تہمت لگائی جائے تو مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے؟

(۳) بدگمانی سے بچنے کے متعلق ایک آیت اور دو احادیث مبارکہ بیان کیجئے۔

(۴) سارے صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ عادل ہیں اس پر آیات اور ان سے استدلال بیان کیجئے۔

(۵) کیا کسی نبی کی زوجہ کافرہ ہو سکتی ہے؟

(٦) حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا پر لگائے گئے بہتان پر خاموشی کیوں اختیار فرمائی؟

---

(۱) تفسیر کبیر، النور، تحت الآیۃ:١٦، ٨/٣٤٣-٣٤٤، مدارک، النور، تحت الآیۃ:١٦، ص٧٧٣.

سبق نمبر (5)

يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ						
يَعِظُكُمُ	اللّٰهُ	اَنْ	تَعُوْدُوْا	لِمِثْلِهٖۤ	اَبَدًا	اِنْ
نصیحت فرماتا ہے تمہیں	اللہ	کہ	تم نہ لوٹنا	اس جیسی (بات) کی طرف	کبھی	اگر
اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ دوبارہ کبھی اس طرح کی بات کی طرف نہ لوٹنا اگر						

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾	
كُنْتُمْ	مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾
تم ہو	ایمان والے
تم ایمان والے ہو ○	

﴿**يَعِظُكُمُ اللّٰهُ: اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے۔**﴾ امام فخر الدین رازی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس آیت کا معنی یہ ہے کہ سابقہ آیات میں مذکور کلام سے تمہیں معلوم ہو گیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا پر تہمت لگانا کتنا بڑا گناہ ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس جرم کی وجہ سے حد لگے گی، دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کے ذریعے نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم اپنی زندگی میں اس جیسے عمل کی طرف کبھی بھی نہ لوٹو۔ امام رازی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ مزید فرماتے ہیں کہ اس حکم میں وہ شخص تو داخل ہی ہے جو ایسی بات کہے اور وہ بھی داخل ہیں جو ایسی بات سنے اور اس کا رَد نہ کرے۔[۱]

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا پر تہمت لگانا خالص کفر ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اب جو حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا پر تہمت لگائے یا ان کی جناب میں تَرَدُّد میں رہے وہ مومن نہیں کافر ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اُمُّ المومنین صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کا قذف (یعنی ان پر تہمت لگانا) کفر خالص ہے۔[۲]

(۱) تفسیر کبیر، النور، تحت الآیۃ:۱۷، ۸/۳۴۴.

(۲) فتاویٰ رضویہ، ۱۴/۲۴۵۔

وَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِؕ-وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۱۸﴾

وَ	یُبَیِّنُ	اللّٰهُ	لَكُمُ	الْاٰیٰتِ	وَ	اللّٰهُ	عَلِیْمٌ	حَكِیْمٌ ﴿۱۸﴾
اور	صاف بیان فرماتا ہے	اللہ	تمہارے لیے	آیتیں	اور	اللہ	علم والا	حکمت والا (ہے)

اور اللہ تمہارے لیے آیتیں صاف بیان فرماتا ہے اور اللہ علم والا، حکمت والا ہے ○

﴿وَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ: اور اللہ تمہارے لیے آیتیں صاف بیان فرماتا ہے۔﴾ علامہ اسماعیل حقی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ شرعی احکام اور اچھے آداب پر دلالت کرنے والی آیتیں صاف بیان فرماتا ہے تاکہ تم ان کے ذریعے نصیحت حاصل کرو اور ادب سیکھو اور اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوقات کے سب حالات کا علم رکھنے والا اور اپنے تمام افعال و تدابیر میں حکمت والا ہے تو پھر اس بات کا سچا ہونا کیسے ممکن ہے جو اس عظیم ہستی کی حرمت کے بارے میں کہی گئی جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے لئے منتخب فرمایا اور اسے ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا تاکہ وہ حق کی طرف ان کی رہنمائی کریں اور انہیں (گناہ کی آلودگی سے) خوب پاکیزہ فرمادیں اور انہیں پاک کرکے خوب صاف ستھرا کردیں۔[1]

بہتان تراشی کی مذمت

یاد رہے کہ کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو جس کا وہ دوسروں کے سامنے ظاہر ہونا پسند نہ کرتا ہو، اس کی برائی کرنے کے طور پر ذکر کرنا غیبت ہے اور اگر اس میں وہ بات ہی نہ ہو تو یہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہے اور بہتان تراشی غیبت سے زیادہ تکلیف دہ ہے کیونکہ یہ جھوٹ ہے، اس لئے یہ ہر ایک پر گراں گزرتی ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ بہتان تراشی کبیرہ گناہ ہے اور حدیث پاک میں اس کی شدید مذمت بیان کی گئی ہے، چنانچہ حضرت معاذ بن انس رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو کسی مسلمان کو ذلیل کرنے کی غرض سے اس پر الزام عائد کرے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم کے پُل پر اس وقت تک روکے گا جب تک وہ اپنی کہی ہوئی بات (کے گناہ) سے (اس شخص کو راضی کرکے یا اپنے گناہ کی مقدار عذاب پاکر) نہ نکل جائے۔[2]

---

(۱) روح البیان، النور، تحت الآیة:۱۸، ۱۲۸/۶.

(۲) ابو داؤد، کتاب الادب، باب من ردّ عن مسلم غیبة، ۳۵٤/٤، الحدیث:٤٨٨٣.

اور حضرت ابو درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی شخص کے بارے میں کوئی ایسی بات ذکر کی جو اس میں نہیں تاکہ اس کے ذریعے اس کو عیب زدہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں قید کر دے گا یہاں تک کہ وہ اس کے بارے میں اپنی کہی ہوئی بات ثابت کرے۔ (اس سے مراد یہ ہے کہ طویل عرصے تک وہ عذاب میں مبتلا رہے گا)۔[1]

لہٰذا ہر شخص کو چاہئے کہ وہ بہتان تراشی سے بچے اور جس نے کسی پر بہتان لگایا ہے اسے توبہ کرنا اور معافی مانگنا ضروری ہے بلکہ جن کے سامنے بہتان باندھا ہے ان کے پاس جا کر یہ کہنا ضروری ہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا جو فلاں پر میں نے بہتان باندھا تھا۔

بہتان تراشی کرنے والوں کا رَد کرنا چاہئے

آیت نمبر 16 میں جو فرمایا گیا کہ **"اور کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے اسے سنا تھا تو تم کہہ دیتے کہ ہمارے لئے جائز نہیں کہ یہ بات کہیں"** اس سے معلوم ہوا کہ جس کے سامنے کسی مسلمان پر کوئی بہتان باندھا جا رہا ہو اور کسی مسلمان پر بہتان تراشی کر کے اسے ذلیل کیا جا رہا ہو تو اسے چاہئے کہ خاموش نہ رہے بلکہ بہتان لگانے والوں کا رَد کرے اور انہیں اس سے منع کرے اور جس مسلمان پر بہتان لگایا جا رہا ہے اس کی عزت کا دفاع کرے۔

افسوس! ہمارے معاشرے میں لوگوں کا حال یہ ہو چکا ہے کہ وہ کسی کے بارے میں ایک دوسرے سے ہزاروں غلط اور بے سروپا باتیں سنتے ہیں لیکن اکثر جگہ پر خاموش رہتے ہیں اور بہتان تراشی کرنے والوں کو منع کرتے ہیں نہ ان کا رد کرتے ہیں۔ یہ طرزِ عمل اسلامی احکام کے برخلاف ہے اور ایک مسلمان کی یہ شان نہیں کہ وہ ایسا طرزِ عمل اپنائے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقلِ سلیم اور ہدایت عطا فرمائے، اٰمین۔ ترغیب کے لئے یہاں ایک حدیث پاک ملاحظہ ہو، چنانچہ

حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جہاں کسی مسلمان شخص کی بے حرمتی اور بے عزتی کی جاتی ہو ایسی جگہ جس نے اُس کی مدد نہ کی (یعنی یہ خاموش

---

(۱) معجم الاوسط، باب المیم، من اسمہ مقدام، ۶/۳۲۷، الحدیث: ۸۹۳۶.

ستار ہا اور اُن کو منع نہ کیا) تو اللہ تعالیٰ وہاں اس کی مدد نہیں کرے گا جہاں اسے پسند ہو کہ اس کی مدد کی جائے اور جو شخص ایسے موقع پر کسی مسلمان شخص کی مدد کرے گا جہاں اُس کی بے حرمتی اور بے عزتی کی جارہی ہو، تو اللہ تعالیٰ ایسے موقع پر اس کی مدد فرمائے گا جہاں اسے محبوب ہے کہ مدد کی جائے۔[1]

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا							
اِنَّ	الَّذِیْنَ	یُحِبُّوْنَ	اَنْ	تَشِیْعَ	الْفَاحِشَةُ	فِی الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا
بیشک	وہ لوگ جو	چاہتے ہیں	کہ	پھیلے	بے حیائی	ان لوگوں میں جو	ایمان لائے
بیشک جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات پھیلے							

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۙ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ					
لَهُمْ	عَذَابٌ اَلِیْمٌ	فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ	وَ	اللّٰهُ	یَعْلَمُ
ان کے لیے	دردناک عذاب (ہے)	دنیا اور آخرت میں	اور	اللہ	جانتا ہے
ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے					

وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ							
وَ	اَنْتُمْ	لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾	وَ	لَوْ لَا	فَضْلُ اللّٰهِ	عَلَیْكُمْ	وَ	رَحْمَتُهٗ
اور	تم	نہیں جانتے	اور	اگر نہ ہوتا	اللہ کا فضل	تم پر	اور	اس کی رحمت
اور تم نہیں جانتے ○ اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی								

وَ اَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۰﴾				
وَ	اَنَّ	اللّٰهَ	رَءُوْفٌ	رَّحِیْمٌ ﴿۲۰﴾
اور	یہ کہ	اللہ	بے حد مہربان	رحم فرمانے والا (ہے، تو اس عذاب کا مزہ چکھتے)
اور یہ کہ اللہ نہایت مہربان، رحم فرمانے والا ہے (تو اس عذاب کا مزہ چکھتے)○				

ع ۲

[1] ابو داؤد، کتاب الادب، باب من ردّ عن مسلم غیبة، ۴/۳۵۵، الحدیث: ۴۸۸۴.

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ: بیشک جو لوگ چاہتے ہیں۔﴾ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ وہ لوگ جو یہ ارادہ کرتے اور چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات پھیلے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ دنیا کے عذاب سے مراد حد قائم کرنا ہے، چنانچہ عبد اللہ بن اُبی، حضرت حسّان اور حضرت مِسْطَح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو حد لگائی گئی اور آخرت کے عذاب سے مراد یہ ہے کہ اگر توبہ کئے بغیر مر گئے تو آخرت میں دوزخ ہے۔ مزید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دلوں کے راز اور باطن کے احوال جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔[١]

﴿اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا: کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات پھیلے۔﴾

اشاعتِ فاحشہ میں ملوث افراد کو نصیحت

اشاعت سے مراد تشہیر کرنا اور ظاہر کرنا ہے جبکہ فاحشہ سے وہ تمام اَقوال اور اَفعال مراد ہیں جن کی قباحت بہت زیادہ ہے اور یہاں آیت میں اصل مراد زِنا ہے۔[٢] البتہ یہ یاد رہے کہ اشاعتِ فاحشہ کے اصل معنٰی میں بہت وسعت ہے چنانچہ اشاعتِ فاحشہ میں جو چیزیں داخل ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں:

(1)......کسی پر لگائے گئے بہتان کی اشاعت کرنا۔

(2)......کسی کے خفیہ عیب پر مطلع ہونے کے بعد اسے پھیلانا۔

(3)......علمائے اہلسنّت سے بتقدیرِ الٰہی کوئی لغزش فاحش واقع ہو تو اس کی اشاعت کرنا۔

(4)......حرام کاموں کی ترغیب دینا۔

(5)......ایسی کتابیں لکھنا، شائع کرنا اور تقسیم کرنا جن میں موجود کلام سے لوگ کفر اور گمراہی میں مبتلا ہوں۔

(6)......ایسی کتابیں، اخبارات، ناول، رسائل اور ڈائجسٹ وغیرہ لکھنا اور شائع کرنا جن سے شہوانی جذبات متحرک ہوں۔

(7)......فحش تصاویر اور وڈیوز بنانا، بیچنا اور انہیں دیکھنے کے ذرائع مہیا کرنا۔

---

(١) مدارک، النور، تحت الآیة: ١٩، ص٧٧٤.

(٢) روح البیان، النور، تحت الآیة: ١٩، ٦/١٣٠، ملخصاً.

(8)......ایسے اشتہارات اور سائن بورڈ وغیرہ بنانا اور بنوا کر لگانا، لگوانا جن میں جاذِبیت اور کشش پیدا کرنے کے لئے جنسی عُریانِیَّت کا سہارا لیا گیا ہو۔

(9)......حیاسوز مناظر پر مشتمل فلمیں اور ڈرامے بنانا، ان کی تشہیر کرنا اور انہیں دیکھنے کی ترغیب دینا۔

(10)...... فیشن شو کے نام پر عورت اور حیا سے عاری لباسوں کی نمائش کر کے بے حیائی پھیلانا۔

(11)......زناکاری کے اڈّے چلانا وغیرہ۔

ان تمام کاموں میں مبتلا حضرات کو چاہیے کہ خدارا! اپنے طرزِ عمل پر غور فرمائیں بلکہ بطورِ خاص ان حضرات کو زیادہ غور کرنا چاہیے جو فحاشی و عریانی اور اسلامی روایات سے جدا کلچر کو عام کر کے مسلمانوں کے اخلاق اور کردار میں بگاڑ پیدا کر رہے ہیں اور بے حیائی، فحاشی و عریانی کے خلاف اسلام نے نفرت کی جو دیوار قائم کی ہے اسے گرانے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت اور عقلِ سلیم عطا فرمائے اور درج ذیل تین احادیث پر بھی غور و فکر کرنے اور ان سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

(1)...... حضرت جریر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جس نے اسلام میں اچھا طریقہ رائج کیا، اس کے لئے اسے رائج کرنے اور اپنے بعد اس پر عمل کرنے والوں کا ثواب ہے، اور ان عمل کرنے والوں کے ثواب میں سے بھی کچھ کم نہ ہو گا اور جس نے اسلام میں بُرا طریقہ رائج کیا، اس پر اس طریقے کو رائج کرنے اور اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ ہے اور ان عمل کرنے والوں کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہ ہو گی۔ [١]

(2)......سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے روم کے شہنشاہ ہرقل کو جو مکتوب بھجوایا اس میں تحریر تھا کہ (اے ہرقل!) میں تمہیں اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں، تم اسلام قبول کر لو تو سلامت رہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں دُگنا اجر عطا فرمائے گا اور اگر تم (اسلام قبول کرنے سے) پیٹھ پھیرو گے تو رِعایا کا گناہ بھی تم پر ہو گا۔ [٢]

---

(١) مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقۃ ولو بشقّ تمرۃ...الخ، ص٥٠٨، الحدیث:٦٩(١٠١٧).

(٢) بخاری، کتاب بدء الوحی، ٦-باب، ١/١٠، الحدیث:٧.

(3)......حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ظلماً قتل کیا جاتا ہے تو اس کے ناحق خون میں حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پہلے بیٹے (قابیل) کا حصہ ضرور ہوتا ہے کیونکہ اسی نے پہلے ظلماً قتل کرنا ایجاد کیا۔[1]

﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ: اور اگر اللہ کا فضل تم پر نہ ہوتا۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نہایت مہربان، رحم فرمانے والا ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اس حرکت کا مزہ چکھاتا اور اس کا عذاب تمہیں مہلت نہ دیتا۔

سوالات سبق نمبر (5)

(١) حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا پر تہمت لگانے والے کا کیا حکم ہے؟

(٢) کسی پر بہتان لگانے کی حدیث پاک میں کیا وعید بیان کی گئی ہے؟

(٣) جس کے سامنے کسی مسلمان پر بہتان باندھا جائے اسے کیا کرنا چاہئے؟

(٤) مسلمان کی عزت کا تحفظ کرنے کی کیا جزا ہے؟

(٥) اشاعت فاحشہ سے کیا مراد ہے اور اس کی کیا وعید ہے؟

(٦) اشاعت فاحشہ میں داخل کوئی 6 چیزیں بیان کیجئے۔

(٧) اسلام میں برا طریقہ رائج کرنے کا کیا وبال ہے؟

---

(١) بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب خلق آدم صلوات اللہ علیہ وذریّتہ، ٢/٤١٣، الحدیث:٣٣٣٥.

سبق نمبر (6)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَمَنْ

يٰۤاَيُّهَا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تَتَّبِعُوْا	خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ	وَ	مَنْ
اے	وہ لوگو جو	ایمان لائے	تم پیروی نہ کرو	شیطان کے قدموں (کی)	اور	جو

اے ایمان والو! شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو اور جو

يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ

يَّتَّبِعْ	خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ	فَاِنَّهٗ	يَاْمُرُ	بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ
پیروی کرتا ہے	شیطان کے قدموں (کی)	تو بیشک وہ	حکم دے گا	بے حیائی اور بری بات کا

شیطان کے قدموں کی پیروی کرتا ہے تو بیشک شیطان تو بے حیائی اور بُری بات ہی کا حکم دے گا

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ

وَ	لَوْلَا	فَضْلُ اللّٰهِ	عَلَيْكُمْ	وَ	رَحْمَتُهٗ	مَا زَكٰى	مِنْكُمْ
اور	اگر نہ ہوتا	اللہ کا فضل	تم پر	اور	اس کی رحمت	(تو) پاک نہ ہوتا	تم میں سے

اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی شخص بھی

مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ

مِّنْ اَحَدٍ	اَبَدًا	وَّ	لٰكِنَّ	اللّٰهَ	يُزَكِّيْ	مَنْ	يَّشَآءُ	وَ	اللّٰهُ
کوئی ایک	کبھی	اور	لیکن	اللہ	پاک کر دیتا ہے	جسے	وہ چاہتا ہے	اور	اللہ

کبھی پاکیزہ نہ ہوتا البتہ اللہ پاکیزہ فرمادیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اللہ

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾

سَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾
سننے والا	جاننے والا (ہے)

سننے والا، جاننے والا ہے ○

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا: اے ایمان والو!۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالٰی نے ایمان والوں کو شیطان کی پیروی کرنے سے منع فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو! تم اپنے اعمال اور افعال میں شیطان کے طریقوں پر نہ چلو اور جو شیطان کے طریقوں کی پیروی کرتا ہے تو بیشک شیطان تو بے حیائی اور بُری بات ہی کا حکم دے گا، تم اس کے وسوسوں میں نہ پڑو اور بہتان اُٹھانے والوں کی باتوں پر کان نہ لگاؤ اور اگر اللہ تعالٰی کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی شخص بھی کبھی پاکیزہ نہ ہوتا اور اللہ تعالٰی اس کو توبہ اور حسنِ عمل کی توفیق نہ دیتا اور عفو و مغفرت نہ فرماتا البتہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کی توبہ قبول فرما کر اسے گناہوں کی گندگی سے پاکیزہ فرما دیتا ہے اور اللہ تعالٰی سننے والا، جاننے والا ہے۔[1]

شیطان کا پیروکار

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی عظمت کا منکر شیطان کا پیروکار ہے، بے حیا ہے، بدکار ہے، اس سے بڑا بے حیا کون ہوگا جو اپنی ماں کو تہمت لگائے اور اس کے بارے میں ایسی غلیظ بات کہے۔

آیت "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ" سے معلوم ہونے والے امور

علامہ اسماعیل حقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس آیت سے معلوم ہونے والے تین اہم امور بیان فرمائے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

(1)......وہ تمام طریقے شیطان کے ہیں جن پر بے حیائی اور بُری بات ہونے کا اطلاق ہوتا ہے، جیسے زنا کی تہمت لگانا، گالی دینا، جھوٹ بولنا اور لوگوں کے عیبوں کی (شرعی ضرورت کے بغیر) چھان بین کرنا وغیرہ۔

(2)......گناہ کی گندگی سے پاکیزہ کرنے کا معاملہ اللہ تعالٰی کے سپرد ہے کیونکہ وہی اپنے فضل و رحمت سے بندے کو عبادات اور اسباب کی توفیق دیتا ہے لیکن بندے کے لئے ایک ایسا وسیلہ ہونا ضروری ہے جس سے وہ اللہ تعالٰی کی مراد کے مطابق گناہ کی گندگی سے پاک ہونے کی کیفیت سیکھ سکے اور اس سلسلے میں سب سے بڑا وسیلہ حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو بندے کو اللہ تعالٰی کی طرف ہدایت دیں (یعنی کامل مرشد) شیخ الاسلام عبد اللہ انصاری قُدِّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں: شریعت اور حدیث کے علم میں میرے استاد بہت ہیں لیکن

---

(١) ابو سعود، النور، تحت الآية: ٢١، ٤/٧٧-٧٨، مدارك، النور، تحت الآية: ٢١، ص٧٧٤، ملتقطاً.

طریقت میں میرے استاد حضرت ابو الحسن خرقانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ہیں، اگر میں ان کی زیارت نہ کرتا تو میں حقیقت کو نہ پہچان سکتا۔

کامل مرشد دین کے راستے کے رہنما اور یقین کے دروازوں کی چابیاں ہیں، لہٰذا کسی کامل انسان کا موجود ہونا بہت بڑی غنیمت ہے اور اس کی صحبت نصیب ہونا ایک عظیم نعمت ہے۔

اے دوست! میری یہ ایک نصیحت قبول کر لے ۔۔۔ جا کسی (علم و معرفت کی) دولت والے کا دامن تھام لے

کیوں کہ پانی کا قطرہ جب تک سیپی کے منہ میں نہیں جاتا ۔۔۔ اس وقت تک چمکدار اور روشن موتی نہیں بن پاتا

پھر حقیقی تزکیہ یہ ہے کہ گناہوں کے میل سے پاک کرنے کے بعد دل کو اغیار کے تعلقات سے پاک کر دیا جائے اور ہر کوئی اس تزکیہ کی اہلیت نہیں رکھتا۔ (بلکہ جسے اللہ تعالیٰ چاہے اسے ہی یہ دولت نصیب ہوتی ہے جیسا کہ آیت میں بیان ہوا)

(3)......غزوۂ بدر میں شریک ہونے والے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ میں جن سے بہتان کی خطا سرزد ہوئی ان کی خطا کو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے جیسا کہ اگلی آیت میں حضرت مسطح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے واقعے سے بھی معلوم ہو رہا ہے۔(1)

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ					
وَ	لَا يَأْتَلِ	أُولُوا الْفَضْلِ	مِنْكُمْ	وَ	السَّعَةِ	أَنْ
اور	قسم نہ کھائیں	فضیلت والے	تم میں سے	اور	گنجائش (والے)	(اس کی) کہ
اور تم میں فضیلت والے اور (مالی) گنجائش والے یہ قسم نہ کھائیں کہ						

يُّؤْتُوا أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ					
يُّؤْتُوا	أُولِي الْقُرْبٰى	وَ	الْمَسٰكِيْنَ	وَ	الْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
وہ (نہ) دیں گے	قرابت والوں	اور	مسکینوں	اور	اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں (کو)
وہ رشتے داروں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو (مال) نہ دیں گے					

(١) روح البیان، النور، تحت الآیۃ: ٢١، ٦/١٣١-١٣٢.

وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْاؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ

اَنْ	اَلَا تُحِبُّوْنَ	وَلْیَصْفَحُوْا	وَلْیَعْفُوْا
(اس بات کو) کہ	کیا تم پسند نہیں کرتے	اور درگزر کریں	اور انہیں چاہیے کہ معاف کر دیں

اور انہیں چاہیے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں، کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ

یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۲﴾

رَّحِیْمٌ ﴿۲۲﴾	غَفُوْرٌ	اللّٰهُ	وَ	لَكُمْ	اللّٰهُ	یَّغْفِرَ
مہربان (ہے)	بخشنے والا	اللہ	اور	تمہاری	اللہ	بخشش فرمادے

اللہ تمہاری بخشش فرمادے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

﴿وَلَا یَاْتَلِ: اور قسم نہ کھائیں۔﴾ ارشاد فرمایا کہ تم میں جو دین میں فضیلت اور منزلت والے ہیں اور مال وثروت میں گنجائش والے ہیں یہ قسم نہ کھائیں کہ وہ اپنے رشتے داروں، مسکینوں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو اپنے مال سے نہ دیں گے اور ان فضیلت والوں کو چاہیے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں، کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری بخشش فرمادے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ بخشنے والا مہربان ہے۔

شانِ نزول: یہ آیت حضرتِ ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حق میں نازل ہوئی، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے قسم کھائی تھی کہ حضرت مِسطح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ حسنِ سلوک نہ کریں گے۔ حضرت مِسطح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خالہ کے بیٹے تھے، نادار تھے، مہاجر تھے، بدری تھے اور حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہی اُن کا خرچ اُٹھاتے تھے مگر چونکہ اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا پر تہمت لگانے والوں کے ساتھ انہوں نے مُوافَقَت کی تھی اس لئے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ قسم کھائی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جب یہ آیت حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے پڑھی تو حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا: بے شک میری آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت کرے اور میں حضرت مِسطح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ جو سلوک کرتا تھا اس کو کبھی موقوف نہ کروں گا۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس کو جاری فرما دیا۔[1]

(١) بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الافک، ٣/٦١، الحدیث: ٤١٤١، خازن، النور، ٣/٣٤٤-٣٤٥.

آیت ”وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ“ سے معلوم ہونے والے مسائل

اس آیت سے 3 مسئلے معلوم ہوئے:

(1)......جو شخص کوئی کام نہ کرنے کی قسم کھائے پھر معلوم ہو کہ اس کا کرنا ہی بہتر ہے تو اسے چاہیے کہ اس کام کو کرلے، لیکن یہ یاد رہے کہ اسے قسم کا کَفّارہ دینا ہوگا جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جو شخص قسم کھائے اور دوسری چیز اُس سے بہتر پائے تو قسم کا کفارہ دیدے اور وہ کام کرلے۔[۱]

(2)......اس آیت سے حضرت صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی فضیلت ثابت ہوئی اور اس سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بلند شان اور مرتبہ ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اُولُوا الْفَضْلِ فرمایا۔[۲]

(3)......رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ (اور دیگر انبیاء و رُسُل عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔[۳]

سوالات سبق نمبر (6)

(۱) شیطان کس بات کا حکم دیتا ہے اور اس کے طریقے کونسے ہیں؟

(۲) حقیقی تزکیہ کیا ہے؟

(۳) سورۂ نور کی آیت 22 کا شانِ نزول بیان کیجئے؟

(۴) حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے یہ آیت ﴿وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ﴾ پڑھی تو صدیق اکبر نے کیا عرض کیا؟

(۵) اگر کسی بات پر قسم کھائے اور اس کا خلاف کرنے میں بہتری ہو تو کیا کرنا چاہیے؟

---

(۱) مسلم، كتاب الايمان والنذور، باب ندب من حلف يميناً فرأى...الخ، ص٨٩٨، الحديث:١٢(١٦٥٠).

(۲) خازن، النور، تحت الآية:٢٢، ٣/٣٤٥.

(۳) روح البيان، النور، تحت الآية:٢٢، ٦/١٣٣.

سبق نمبر (7)

اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ					
اِنَّ	الَّذِیْنَ	یَرْمُوْنَ	الْمُحْصَنٰتِ	الْغٰفِلٰتِ	الْمُؤْمِنٰتِ
بیشک	وہ لوگ جو	بہتان لگاتے ہیں	پاکدامن	انجان	ایمان والی عورتوں (پر)
بیشک وہ جو انجان، پاکدامن، ایمان والی عورتوں پر بہتان لگاتے ہیں					

لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ۪ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۳﴾				
لُعِنُوْا	فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ	وَ	لَهُمْ	عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۳﴾
ان پر لعنت کر دی گئی	دنیا اور آخرت میں	اور	ان کے لیے	بڑا عذاب (ہے)
ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے ○				

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ: **بیشک وہ جو۔**﴾ اِس آیت اوراس کے بعد والی دو آیات میں تہمت لگانے والے منافقین کی سزا بیان کی گئی ہے، اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ عورتیں جو بدکاری اور فِسق وفُجور کو جانتی بھی نہیں اور بُرا خیال اُن کے دل میں بھی نہیں گزرتا اور وہ پاکدامن اور ایمان والی ہیں، ایسی پاکیزہ عورتوں پر بدکاری کا بہتان لگانے والوں پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا نے فرمایا کہ آیت میں عورتوں کے بیان کردہ اوصاف سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی ازواجِ مطہرات کے اوصاف ہیں، اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے تمام ایماندار اور پارسا عورتیں مراد ہیں، انہیں عیب لگانے والوں پر اللہ تعالٰی لعنت فرماتا ہے۔[۱]

اور تفسیرِ خازن میں ہے کہ اس آیت میں جو وعید ذکر کی گئی یہ عبد اللہ بن اُبی ابن سلول منافق کے حق میں ہے۔[۲]

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ آیت کا شانِ نزول اگرچہ خاص ہے لیکن معنیٰ اور حکم سب کو عام ہے۔

(۱) مدارک، النور، تحت الآیة:۲۳، ص۷۷۵.

(۲) خازن، النور، تحت الآیة:۲۳، ۳/۳٤٥.

يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَيْدِيْهِمْ

اَيْدِيْهِمْ	وَ	اَلْسِنَتُهُمْ	عَلَيْهِمْ	تَشْهَدُ	يَّوْمَ
ان کے ہاتھ	اور	ان کی زبانیں	ان کے خلاف	گواہی دیں گی	(جس) دن

جس دن ان کے خلاف ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ

وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۲۴

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۲۴	بِمَا	اَرْجُلُهُمْ	وَ
وہ عمل کرتے تھے	(اس) کی جو	ان کے پاؤں	اور

اور ان کے پاؤں ان کے اعمال کی گواہی دیں گے ○

﴿يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ: جس دن ان کے خلاف گواہی دیں گے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ان کے خلاف ان کی زبانیں، ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ زبانوں کا گواہی دینا تو اُن کے مونہوں پر مُہریں لگائے جانے سے پہلے ہو گا اور اس کے بعد مونہوں پر مُہریں لگادی جائیں گی جس سے زبانیں بند ہو جائیں گی اور اعضاء بولنے لگیں گے اور دنیا میں جو عمل کئے تھے وہ ان کی خبر دیں گے۔[1]

يَوْمَىٕذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَ يَعْلَمُوْنَ

يَعْلَمُوْنَ	وَ	دِيْنَهُمُ الْحَقَّ	اللّٰهُ	يُّوَفِّيْهِمُ	يَوْمَىٕذٍ
وہ جان لیں گے	اور	ان کا سچا بدلہ	اللہ	پورا دے گا انہیں	اس دن

اس دن اللہ انہیں ان کی پوری سچی سزا دے گا اور وہ جان لیں گے

اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ۝۲۵

الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ۝۲۵	هُوَ	اللّٰهَ	اَنَّ
صریح حق (ہے)	وہی	اللہ	کہ

کہ اللہ ہی صریح حق ہے ○

(۱) خازن، النور، تحت الآية:۲٤، ۳/۳٤٥.

﴿یَوْمَىٕذٍ: اس دن۔﴾ منافقین کی سزا کے بیان میں ہی ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہیں ان کی پوری سچی سزا دے گا جس کے وہ قانونی طور پر مستحق ہیں اور وہ جان لیں گے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی صریح حق ہے یعنی موجود، ظاہر ہے، اسی کی قدرت سے ہر چیز کا وجود ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ کفار دنیا میں اللہ تعالیٰ کے وعدوں میں شک کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ آخرت میں انہیں اُن کے اعمال کی جزا دے کر ان وعدوں کا حق ہونا ظاہر فرمادے گا۔[1]

سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا بلند مقام

قرآنِ کریم میں کسی گناہ پر ایسی سختی، شدت اور تکرار و تاکید نہیں فرمائی گئی جیسی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا کے اوپر بہتان باندھنے پر فرمائی گئی، اس سے تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی رِفعَتِ منزلت ظاہر ہوتی ہے۔[2] اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے صدقے آپ سے نسبت رکھنے والوں کا بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقام بہت بلند ہے اور جس کی جتنی نسبت قریب ہے اس کا اتنا ہی مقام بلند ہے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے نسبت رکھنے والوں کی بے ادبی اللہ تعالیٰ کے غضب و جلال کا حق دار ٹھہرنے کا باعث ہے۔

اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَ الْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ ۚ				
اَلْخَبِیْثٰتُ	لِلْخَبِیْثِیْنَ	وَ	الْخَبِیْثُوْنَ	لِلْخَبِیْثٰتِ
گندی عورتیں	گندے مردوں کے لئے	اور	گندے مرد	گندی عورتوں کے لئے (ہیں)
گندی عورتیں گندے مردوں کیلئے ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کیلئے ہیں				

وَ الطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَ الطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ ۚ					
وَ	الطَّیِّبٰتُ	لِلطَّیِّبِیْنَ	وَ	الطَّیِّبُوْنَ	لِلطَّیِّبٰتِ
اور	پاکیزہ عورتیں	پاکیزہ مردوں کے لئے	اور	پاکیزہ مرد	پاکیزہ عورتوں کے لئے (ہیں)

(۱) خازن، النور، تحت الآیۃ:۲۵، ۳/۳۴۵.

(۲) مدارک، النور، تحت الآیۃ:۲۵، ص۷۷۵.

اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کیلئے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کیلئے ہیں۔

اُولٰٓىٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَؕ لَهُمْ				
اُولٰٓىٕكَ	مُبَرَّءُوْنَ	مِمَّا	یَقُوْلُوْنَ	لَهُمْ
یہ لوگ	پاک، بَری ہیں	(ان باتوں) سے جو	لوگ کہہ رہے ہیں	ان کے لیے
وہ ان باتوں سے بَری ہیں جو لوگ کہہ رہے ہیں۔ ان (پاکیزہ لوگوں) کے لیے				

مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِیْمٌ۠ (۲۶)		
مَّغْفِرَةٌ	وَّ	رِزْقٌ كَرِیْمٌ (۲۶)
بخشش	اور	عزت کی روزی (ہے)
بخشش اور عزت کی روزی ہے ○		

﴾اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ: گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے ہیں۔﴿ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ گندے کے لئے گندہ لائق ہے، گندی عورت گندے مرد کے لئے اور گندہ مرد گندی عورت کے لئے اور گندہ آدمی گندی باتوں کے درپے ہوتا ہے اور گندی باتیں گندے آدمی کا وَطیرہ ہوتی ہیں اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے ہیں۔ وہ پاک مرد اور عورتیں جن میں سے حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا اور حضرت صفوان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں، ان باتوں سے بَری ہیں جو یہ تہمت لگانے والے کہہ رہے ہیں۔ ان پاکیزہ لوگوں کے لیے بخشش اور جنت میں عزت کی روزی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی فضیلت اور خصوصیات

اس آیت سے حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا کمالِ فضل و شرف ثابت ہوا کہ وہ طیّبہ اور پاک پیدا کی گئیں اور قرآنِ کریم میں اُن کی پاکی کا بیان فرمایا گیا اور انہیں مغفرت اور رزقِ کریم کا وعدہ دیا گیا۔ اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے خصائِص عطا فرمائے جو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے لئے قابلِ فخر ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں:

(1)...... حضرت جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلَام رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ایک ریشمی کپڑے

پر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کی تصویر لائے اور عرض کیا کہ یہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی زوجہ ہیں۔

(2)...... نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے سوا کسی کنواری عورت سے نکاح نہ فرمایا۔

(3)...... رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی وفات آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے گھر تشریف آوری کے دِن ہوئی۔

(4)...... آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا ہی کا حجرۂ شریفہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی آرام گاہ بنا۔

(5)...... بعض اوقات ایسی حالت میں حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر وحی نازل ہوئی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے لحاف میں ہوتیں۔

(6)...... آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے خلیفہ حضرت صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی دُختر ہیں۔

(7)...... آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا پاک پیدا کی گئیں اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا سے مغفرت و رزقِ کریم کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔[۱]

سوالات سبق نمبر (7)

(۱) ایمان والی پاکیزہ عورتوں پر بدکاری کا بہتان لگانے والوں پر کیا وبال ہے؟

(۲) زبان واعضا اعمال کی گواہی دیں گے اس کی کیفیت بیان کیجئے۔

(۳) قرآن کریم میں کس گناہ پر سب سے زیادہ سختی، شدت اور تاکید فرمائی گئی؟

(۴) نبی کریم سے نسبت رکھنے والوں کی بے ادبی کرنے کا کیا وبال ہے؟

(۵) حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے کوئی چار خصائص بیان کیجئے۔

---

(۱) خازن، النور، تحت الآیۃ:۲۶، ۳/۳۴۶، مدارک، النور، تحت الآیۃ:۲۶، ص۷۷۶، ملتقطاً۔

سبق نمبر (8)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ				
يٰۤاَيُّهَا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تَدْخُلُوْا	بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ
اے	وہ لوگو جو	ایمان لائے	تم داخل نہ ہو	اپنے گھروں کے علاوہ گھروں (میں)
اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں داخل نہ ہو				
حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ؕ				
حَتّٰى	تَسْتَاْنِسُوْا	وَ	تُسَلِّمُوْا	عَلٰۤى اَهْلِهَا
یہاں تک کہ	اجازت لے لو	اور	سلام کرلو	ان میں رہنے والوں پر
جب تک اجازت نہ لے لو اور ان میں رہنے والوں پر سلام نہ کرلو۔				
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾				
ذٰلِكُمْ	خَيْرٌ	لَّكُمْ	لَعَلَّكُمْ	تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾
یہ (حکم)	بہتر (ہے)	تمہارے لیے	تاکہ تم	نصیحت قبول کرو
یہ تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت مان لو○				

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا: اے ایمان والو!﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے دوسروں کے گھروں میں جانے کے آداب اور احکام بیان فرمائے ہیں۔ **شانِ نزول:** حضرت عدی بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ انصار کی ایک عورت نے بارگاہِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں عرض کی: یا رسولَ اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، اپنے گھر میں میری حالت کچھ اس طرح کی ہوتی ہے کہ میں نہیں چاہتی کہ کوئی مجھے اس حالت میں دیکھے، چاہے وہ میرے والد یا بیٹا ہی کیوں نہ ہو اور میری اسی حالت میں گھر میں مردوں کا آنا جانا رہتا ہے تو میں کیا کروں؟ اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔[۱]

(۱) تفسیر طبری، النور، تحت الآیۃ:۲۷، ۹/۲۹۷.

دوسروں کے گھر جانے سے متعلق 3 شرعی احکام

یہاں اس آیت کے حوالے سے 3 شرعی احکام ملاحظہ ہوں:

(1)......اس آیت سے ثابت ہوا کہ غیر کے گھر میں کوئی بے اجازت داخل نہ ہو۔ اجازت لینے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ بلند آواز سے سُبْحَانَ الله یا اَلْحَمْدُ لِلّٰه یا اَللهُ اَكْبَر کہے، یا کھنکارے جس سے مکان والوں کو معلوم ہو جائے کہ کوئی آنا چاہتا ہے (اور یہ سب کام اجازت لینے کے طور پر ہوں) یا یہ کہے کہ کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے۔ غیر کے گھر سے وہ گھر مراد ہے جس میں غیر رہتا ہو خواہ وہ اس کا مالک ہو یا نہ ہو۔[۱]

(2)......غیر کے گھر جانے والے کی اگر صاحبِ مکان سے پہلے ہی ملاقات ہو جائے تو پہلے سلام کرے پھر اجازت چاہے اور اگر وہ مکان کے اندر ہو تو سلام کے ساتھ اجازت لے اور اس طرح کہے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ”سلام کو کلام پر مُقَدَّم کرو۔“[۲]

(3)......اگر دروازے کے سامنے کھڑے ہونے میں بے پردگی کا اندیشہ ہو تو دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہو کر اجازت طلب کرے۔ حدیث شریف میں ہے: اگر گھر میں ماں ہو جب بھی اجازت طلب کرے۔[۳]

فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى					
فَاِنْ	لَّمْ تَجِدُوْا	فِيْهَاۤ	اَحَدًا	فَلَا تَدْخُلُوْهَا	حَتّٰى
پھر اگر	تم نہ پاؤ	ان (گھروں) میں	کسی ایک (کو)	تو تم داخل نہ ہو ان میں	یہاں تک کہ
پھر اگر تم ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ تو بھی ان میں داخل نہ ہونا جب تک					

يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا							
يُؤْذَنَ	لَكُمْ	وَ	اِنْ	قِيْلَ	لَكُمُ	ارْجِعُوْا	فَارْجِعُوْا
اجازت دیدی جائے	تمہیں	اور	اگر	کہا جائے	تم سے	(کہ) واپس لوٹ جاؤ	تو واپس لوٹ جاؤ
تمہیں اجازت نہ دیدی جائے اور اگر تمہیں کہا جائے ”واپس لوٹ جاؤ“ تو تم واپس لوٹ جاؤ،							

(۱) روح البیان، النور، تحت الآیۃ:۲۷، ۶/۱۳۷، ملخصاً.

(۲) ترمذی، کتاب الاستئذان والآداب، باب ما جاء فی السلام قبل الکلام، ۴/۳۲۱، الحدیث:۲۷۰۸.

(۳) موطا امام مالک، کتاب الاستئذان، باب الاستئذان، ۲/۴۴۶، الحدیث:۱۸۴۷.

ھُوَ	اَزْكٰى	لَكُمْ	وَ	اللّٰهُ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ	عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾
وہ	زیادہ پاکیزہ (ہے)	تمہارے لیے	اور	اللہ	(اس) کو جو	تم عمل کرتے ہو	خوب جاننے والا (ہے)

هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾

یہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہے اور اللہ تمہارے کاموں کو خوب جاننے والا ہے ○

﴿فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَاۤ اَحَدًا: پھر اگر تم ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ۔﴾ یعنی اگر مکان میں اجازت دینے والا موجود نہ ہو تو بھی ان میں داخل نہ ہو نا جب تک تمہیں اجازت نہ دیدی جائے کیونکہ غیر کی مِلک میں تصرُّف کرنے کے لئے اس کی رضامندی ضروری ہے۔ اور اگر مکان میں اجازت دینے والا موجود ہو اور وہ تمہیں کہے کہ ”واپس لوٹ جاؤ“ تو تم واپس لوٹ جاؤ اور اجازت طلب کرنے میں اصرار اور منت سماجت نہ کرو۔

کسی کا دروازہ بجانے سے متعلق دو اہم باتیں

جب بھی کسی کے گھر جائیں تو دروازہ بجانے سے پہلے دو باتوں کا ضرور لحاظ رکھیں:

(1)......کسی کا دروازہ بہت زور سے کھٹ کھٹانا اور شدید آواز سے چیخنا خاص کر علماء اور بزرگوں کے دروازوں پر ایسا کرنا اور ان کو زور سے پکارنا مکروہ و خلافِ ادب ہے۔[1] لہٰذا درمیانے انداز میں دروازہ بجائیں اور آواز دینے کی ضرورت ہو تو درمیانی آواز سے پکاریں، یونہی جس کے گھر پہ بیل لگی ہو تو ایسا نہ کریں کہ بٹن پر ہاتھ رکھ کر ہی کھڑے ہو جائیں اور جب تک دروازہ کھل نہ جائے اس سے ہاتھ نہ ہٹائیں بلکہ ایک بار بٹن دبا کر کچھ دیر انتظار کریں، اگر دروازہ نہ کھلے تو دوبارہ بجالیں، کچھ دیر انتظار کے بعد پھر بجالیں، اگر تیسری بار بجانے کے بعد بھی جواب نہ ملے تو کسی شدید مجبوری اور ضرورت کے بغیر چوتھی بار نہ بجائیں بلکہ واپس چلے جائیں اور کسی دوسرے وقت میں ملاقات کرلیں۔ نیز یہاں یہ بھی یاد رہے کہ تین مرتبہ تک دروازہ بجانے یا گھنٹی بجانے کی اجازت ہے، کوئی واجب نہیں لہٰذا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دو یا ایک مرتبہ دروازہ بجانے پر اگر کوئی دروازہ نہ کھولے تو واپس چلے جائیں۔

(2)......جب کسی کا دروازہ بجائیں اور اندر سے پوچھا جائے کہ کون ہے تو اس کے جواب میں یہ نہ کہیں کہ ”میں ہوں“، بلکہ اپنا نام بتائیں تاکہ پوچھنے والا آپ کو پہچان سکے۔ حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں اپنے

(۱) مدارک، النور، تحت الآية:۲۸، ص۷۷٦.

والد کے قرض کے سلسلے میں حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے دروازہ بجایا۔ آپ نے پوچھا: کون ہے؟ میں نے عرض کی: میں ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”میں، میں۔“ (یعنی میں تو میں بھی ہوں) گویا آپ نے اس جواب کو ناپسند فرمایا۔[1]

نوٹ: مزید تفصیل کے لئے بہارِ شریعت جلد 3 حصہ 16 سے **”مکان میں جانے کا بیان“** مطالعہ فرمائیں۔

﴿**هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ**: یہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہے۔﴾ یعنی اجازت نہ ملنے کی صورت میں تمہارا لوٹ جانا تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ کام ہے کیونکہ بعض اوقات لوگ اس حال میں ہوتے ہیں کہ اس وقت وہ کسی کا اپنے پاس آنا پسند نہیں کرتے۔[2]

دینِ اسلام کا وصف

مذکورہ بالا آیاتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ اسلام نے ہمیں زندگی کے ہر چھوٹے بڑے معاملے میں اپنی تعلیمات سے نوازا ہے اور زندگی کے آداب سکھائے ہیں نیز دوسروں کی سہولت کا خیال رکھنا بھی سکھایا ہے۔

لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْكُوْنَةٍ

لَیْسَ	عَلَیْكُمْ	جُنَاحٌ	اَنْ	تَدْخُلُوْا	بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْكُوْنَةٍ
نہیں ہے	تم پر	کچھ گناہ	(اس میں) کہ	تم داخل ہو جاؤ	(ایسے) غیر رہائشی گھروں (میں)

اس بارے میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان گھروں میں جاؤ جو خاص کسی کی رہائش نہیں

فِیْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ

فِیْهَا	مَتَاعٌ	لَّكُمْ	وَ	اللّٰهُ	یَعْلَمُ
جن میں	نفع اٹھانے (کا اختیار ہے)	تمہیں	اور	اللہ	جانتا ہے

جن میں تمہیں نفع اُٹھانے کا اختیار ہے اور اللہ جانتا ہے

مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾

مَا	تُبْدُوْنَ	وَ	مَا	تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾

(۱) بخاری، کتاب الاستئذان، باب ما اذا قال: من ذا؟ فقال: انا، ۴/ ۱۷۱، الحدیث: ۶۲۵۰.

(۲) خازن، النور، تحت الآیة: ۲۸، ۳/ ۳۴۷.

جو	تم ظاہر کرتے ہو	اور	جو	تم چھپاتے ہو
جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو ○				

﴿لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ: تم پر کچھ گناہ نہیں۔﴾ شانِ نزول: یہ آیت ان صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُمْ کے جواب میں نازل ہوئی جنہوں نے آیتِ اِسْتِیْذَانْ یعنی اُوپر والی آیت نازل ہونے کے بعد دریافت کیا تھا کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان اور شام کے راستے میں جو مسافر خانے بنے ہوئے ہیں کیا اُن میں داخل ہونے کے لئے بھی اجازت لیناضروری ہے۔اس پر فرمایا گیا کہ اس بارے میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان گھروں میں جاؤ جو خاص کسی کی رہائش نہیں جیسے سَرائے اور مسافر خانے وغیرہ کہ اس میں جانے کے لئے اجازت حاصل کرنے کی حاجت نہیں اور ان سے تمہیں نفع اُٹھانے کا اختیار ہے۔بعض مفسرین کے نزدیک ان گھروں سے دوکانیں مراد ہیں۔[1] کیونکہ دکانوں میں اجازت لے کر داخل نہیں ہوا جاتا بلکہ کھلی ہوئی دکانیں ہوتی ہی اس لئے ہیں کہ لوگ ان میں آئیں اور خریداری کریں۔حقیقت میں اس سے مراد ہر وہ جگہ ہے جہاں شرعاً و عرفاً اجازت لے کر جانے کی حاجت نہیں۔

﴿وَاللّٰهُ یَعْلَمُ: اور اللہ جانتا ہے۔﴾ آیت کے اس حصے میں ان لوگوں کے لئے وعید ہے جو ان مقامات پر چوری وغیرہ کی نیت سے یا عورتوں کو جھانکنے کے لئے جائیں۔یہ لوگ اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو وہ ظاہر کرتے ہیں اور جو چھپاتے ہیں۔[2]

سوالات سبق نمبر (8)

(۱) آیت استیذان سے مراد کونسی آیت ہے نیز اس کا شانِ نزول بیان کیجئے۔

(۲) کسی کے گھر میں داخل ہونے کے لئے اجازت لینے کا طریقہ کیا ہے؟

(۳) کسی کا دروازہ بجانے کے آداب بیان کیجئے۔

(۴) اگر کسی کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ ملے تو کیا کرنا چاہئے؟

(۵) مسافر خانے یا ایسے گھر جو خاص کسی کی ملک نہ ہوں ان میں داخل ہونے کے کیا احکام ہیں؟

---

(۱) خازن، النور، تحت الآیة:۲۹، ۳/۳٤۷.

(۲) روح البیان، النور، تحت الآیة:۲۹، ٦/۱۳۹.

سبق نمبر (9)

قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ وَ یَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَہُمۡ ؕ

فُرُوۡجَہُمۡ	یَحۡفَظُوۡا	وَ	مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ	یَغُضُّوۡا	لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ	قُلۡ
اپنی شرمگاہوں (کی)	حفاظت کریں	اور	اپنی نگاہیں	وہ کچھ نیچی رکھیں	ایمان والوں سے	تم کہو

مسلمان مردوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں،

ذٰلِکَ اَزۡکٰی لَہُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا یَصۡنَعُوۡنَ ﴿۳۰﴾

یَصۡنَعُوۡنَ ﴿۳۰﴾	بِمَا	خَبِیۡرٌۢ	اللّٰہَ	اِنَّ	لَہُمۡ	اَزۡکٰی	ذٰلِکَ
وہ کام کرتے ہیں	(اس) سے جو	خبردار ہے	اللہ	بیشک	ان کے لیے	زیادہ پاکیزہ (ہے)	یہ

یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے، بیشک اللہ ان کے کاموں سے خبردار ہے ○

﴿قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ: مسلمان مردوں کو حکم دو۔﴾ اس آیت میں مسلمان مردوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور جس چیز کو دیکھنا جائز نہیں اس پر نظر نہ ڈالیں۔[1]

نگاہیں جھکا کر رکھنے اور حرام چیزوں کو دیکھنے سے بچنے کی ترغیب

کثیر احادیث میں بھی مسلمان مردوں کو اپنی نظریں نیچی رکھنے اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو دیکھنے سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے، ان میں سے چند یہاں بیان کی جاتی ہیں:

(1)...... حضرت ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: تم راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: یا رسولَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، راستوں میں بیٹھے بغیر ہمارا گزارہ نہیں، ہم وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: اگر راستوں میں بیٹھے بغیر تمہیں کوئی چارہ نہیں تو راستے کا حق ادا کرو۔ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: راستے کا حق کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: نظر نیچی رکھنا، تکلیف دہ چیز کو دُور کرنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کی دعوت دینا

(۱) خازن، النور، تحت الآیۃ: ۳۰، ۳/۳۴۸.

اور بُرائی سے منع کرنا۔[1]

(2)...... حضرت ابوسعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ایک مرد دوسرے مرد کے سَتْر کی جگہ نہ دیکھے اور نہ عورت دوسری عورت کے ستر کی جگہ دیکھے اور نہ مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں بَرَہْنَہ سوئے اور نہ عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں برہنہ سوئے۔[2]

(3)...... حضرت بریدہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے فرمایا کہ ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ کرو (یعنی اگر اچانک بِلاقصد کسی عورت پر نظر پڑ جائے تو فوراً نظر ہٹالے اور دوبارہ نظر نہ کرے) کہ پہلی نظر جائز ہے اور دوسری نظر جائز نہیں۔[3]

(4)...... حضرت ابو امامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان کسی عورت کے حُسن و جمال کی طرف (بلاارادہ) پہلی بار نظر کرے، پھر اپنی آنکھ جُھکالے تو اللہ تعالٰی اسے ایسی عبادت کرنے کی توفیق دے گا جس کا وہ مزہ پائے گا۔[4]

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنی نگاہیں جھکا کر رکھا کرے اور جن چیزوں کو دیکھنا حرام ہے انہیں دیکھنے سے بچے۔ مزید ترغیب کے لئے امام محمد غزالی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا یہ کلام ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں: نظر نیچی رکھنا دل کو بہت زیادہ پاک کرتا ہے اور نیکیوں میں اضافے کا ذریعہ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر تم نظر نیچی نہ رکھو بلکہ اسے آزادانہ ہر چیز پر ڈالو تو بسا اوقات تم بے فائدہ اور فضول بھی اِدھر اُدھر دیکھنا شروع کر دو گے اور رفتہ رفتہ تمہاری نظر حرام پر بھی پڑنا شروع ہو جائے گی، اب اگر جان بوجھ کر حرام پر نظر ڈالو گے تو یہ بہت بڑا گناہ ہے اور عین ممکن ہے کہ تمہارا دل حرام چیز پر فریفتہ ہو جائے اور تم تباہی کا شکار ہو جاؤ، اور اگر اس طرف دیکھنا حرام نہ ہو

---

(١) بخاری، کتاب المظالم والغصب، باب افنية الدور والجلوس فيها...الخ، ٢/١٣٢، الحديث:٢٤٦٥.

(٢) مسلم، كتاب الحيض، باب تحريم النظر الى العورات، ص١٨٦، الحديث:٧٤-(٣٣٨).

(٣) ابو داؤد، كتاب النكاح، باب ما يؤمر به من غض البصر، ٢/٣٥٨، الحديث:٢١٤٩.

(٤) مسند امام احمد، مسند الانصار، حديث ابى امامة الباهلى...الخ، ٨/٢٩٩، الحديث:٢٢٣٤١.

بلکہ مباح ہو تو ہو سکتا ہے کہ تمہارا دل (اس میں) مشغول ہو جائے اور اس کی وجہ سے تمہارے دل میں طرح طرح کے وسوسے آنا شروع ہو جائیں اور ان وسوسوں کا شکار ہو کر نیکیوں سے رہ جاؤ، لیکن اگر تم نے (حرام اور مباح) کسی طرف دیکھا ہی نہیں تو ہر فتنے اور وسوسے سے محفوظ رہو گے اور اپنے اندر راحت و نَشاط محسوس کرو گے۔[1]

نوٹ: پردے کے بارے میں مزید معلومات کے لئے بہارِ شریعت جلد 3 حصہ 16 سے ”دیکھنے اور چھونے کا بیان“ مطالعہ فرمائیں۔

﴿**وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ:** اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔﴾ آیت کے اس حصے کا ایک معنی یہ ہے کہ زنا اور حرام سے بچیں۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اپنی شرم گاہوں اور اُن سے مُتَّصِل وہ تمام اعضاء جن کا سَتْر ضروری ہے انہیں چھپائیں اور پردے کا اہتمام رکھیں۔[2]

﴿**ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ:** یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے۔﴾ یعنی نگاہوں کو جھکا کر رکھنا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنا مردوں کے لیے گناہ کے میل کے مقابلے میں بہت زیادہ پاکیزہ طریقہ اور کام ہے۔ اور فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ ان کے کاموں سے خبردار ہے۔ امام عبد اللہ بن احمد نسفی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ فرماتے ہیں: اس میں نگاہیں جھکا کر رکھنے اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کی ترغیب اور ایسا نہ کرنے پر ترہیب یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مردوں کے حالات، ان کے اَفعال اور ان کے نظریں گھمانے کے انداز سے خبردار ہے، وہ آنکھوں کی خیانت اور دلوں کی چھپی ہوئی باتیں جانتا ہے۔ جب مرد اس بات سے آگاہ ہیں تو ان پر لازم ہے کہ وہ اس معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور ہر غلط حرکت و سکون سے بچیں۔[3]

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ						
وَ	قُلْ	لِّلْمُؤْمِنٰتِ	یَغْضُضْنَ	مِنْ اَبْصَارِهِنَّ	وَ	یَحْفَظْنَ
اور	تم کہو	ایمان والیوں سے	وہ کچھ نیچی رکھیں	اپنی نگاہیں	اور	حفاظت کریں

(١) منہاج العابدین، تقوی الاعضاء الخمسة، الفصل الاول: العین، ص٧٢-٧٣.

(٢) روح البیان، النور، تحت الآیة: ٣٠، ٦/١٤٠، ملخصاً.

(٣) مدارک، النور، تحت الآیة: ٣٠، ص٧٧٧.

اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ وہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی

فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

فُرُوْجَهُنَّ	وَ	لَا يُبْدِيْنَ	زِيْنَتَهُنَّ	اِلَّا	مَا	ظَهَرَ	مِنْهَا
اپنی شرمگاہوں (کی)	اور	ظاہر نہ کریں	اپنی زینت	مگر	جتنی	(خود ہی) ظاہر ہو	اس میں سے

حفاظت کریں اور اپنی زینت نہ دکھائیں مگر جتنا (بدن کا حصہ) خود ہی ظاہر ہے

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۪ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا

وَلْيَضْرِبْنَ	بِخُمُرِهِنَّ	عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ	وَ	لَا يُبْدِيْنَ	زِيْنَتَهُنَّ	اِلَّا
اور چاہئے کہ وہ ڈال کر رکھیں	اپنے دوپٹے	اپنے گریبانوں پر	اور	ظاہر نہ کریں	اپنی زینت	مگر

اور وہ اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھیں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر

لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ

لِبُعُوْلَتِهِنَّ	اَوْ	اٰبَآئِهِنَّ	اَوْ	اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ	اَوْ	اَبْنَآئِهِنَّ	اَوْ
اپنے شوہروں کیلئے	یا	اپنے باپ	یا	اپنے شوہروں کے باپ	یا	اپنے بیٹوں	یا

اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹوں یا

اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ

اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ	اَوْ	اِخْوَانِهِنَّ	اَوْ	بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ	اَوْ	بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ
اپنے شوہروں کے بیٹوں	یا	اپنے بھائیوں	یا	اپنے بھائیوں کے بیٹوں	یا	اپنی بہنوں کے بیٹوں

شوہروں کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں

اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ

اَوْ	نِسَآئِهِنَّ	اَوْ	مَا	مَلَكَتْ	اَيْمَانُهُنَّ	اَوِ
یا	اپنی (مسلمان) عورتوں	یا	جن (عورتوں) کے	مالک ہوئے	ان کے دائیں ہاتھ	یا

یا اپنی (مسلمان) عورتوں یا اپنی کنیزوں پر جو ان کی ملکیت ہوں یا

الّٰتِبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ					
التّٰبِعِیْنَ	غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ	مِنَ الرِّجَالِ	اَوِ	الطِّفْلِ	الَّذِیْنَ
(ان) نوکروں (کیلئے)	(جو) شہوت والے نہیں	مردوں میں سے	یا	(ان) بچوں (کیلئے)	جو
مردوں میں سے وہ نوکر جو شہوت والے نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں					

لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَ لَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ				
لَمْ یَظْهَرُوْا	عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ	وَ	لَا یَضْرِبْنَ	بِاَرْجُلِهِنَّ
خبر نہیں رکھتے	عورتوں کی شرم کی چیزوں پر	اور	وہ (زمین پر) زور سے نہ ماریں	اپنے پاؤں
عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں اور زمین پر اپنے پاؤں اس لئے زور سے نہ ماریں				

لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ ؕ وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ						
لِیُعْلَمَ	مَا	یُخْفِیْنَ	مِنْ زِیْنَتِهِنَّ	وَ	تُوْبُوْۤا	اِلَى اللّٰهِ
تاکہ معلوم ہو جائے	جو	انہوں نے چھپائی ہو	اپنی زینت سے	اور	تم توبہ کرو	اللہ کی طرف
کہ ان کی اس زینت کا پتہ چل جائے جو انہوں نے چھپائی ہوئی ہے اور اے مسلمانو! تم سب اللہ کی طرف						

جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾			
جَمِیْعًا	اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ	لَعَلَّكُمْ	تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾
سب	اے ایمان والو	تاکہ تم	کامیاب ہو جاؤ
توبہ کرو اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ ○			

﴿وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ: اور مسلمان عورتوں کو حکم دو۔﴾ آیت کے اس حصے میں مسلمان عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور غیر مردوں کو نہ دیکھیں۔ حضرت اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں کہ میں اور حضرت میمونہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا بارگاہِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں حاضر تھیں، اسی وقت حضرت ابنِ اُمِّ مکتوم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ حاضر ہوئے۔ حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ہمیں پردہ کا حکم فرمایا تو میں نے عرض کی: وہ تو نابینا ہیں، ہمیں دیکھ اور پہچان نہیں سکتے۔ حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

"کیا تم دونوں بھی نابینا ہو اور کیا تم ان کو نہیں دیکھتیں۔"[۱]

عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنے کا شرعی حکم

یہاں ایک مسئلہ یاد رہے کہ عورت کا اجنبی مرد کی طرف نظر کرنے کا وہی حکم ہے، جو مرد کا مرد کی طرف نظر کرنے کا ہے اور یہ اس وقت ہے کہ عورت کو یقین کے ساتھ معلوم ہو کہ اس کی طرف نظر کرنے سے شہوت پیدا نہیں ہوگی اور اگر اس کا شبہ بھی ہو تو ہر گز نظر نہ کرے۔

﴿وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ: اور اپنی زینت نہ دکھائیں۔﴾ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نسفی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: زینت سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کے ذریعے عورت سجتی سنورتی ہے جیسے زیور اور سرمہ وغیرہ اور چونکہ محض زینت کے سامان کو دکھانا مباح ہے اس لئے آیت کا معنی یہ ہے کہ مسلمان عورتیں اپنے بدن کے ان اعضا کو ظاہر نہ کریں جہاں زینت کرتی ہیں جیسے سر، کان، گردن، سینہ، بازو، کہنیاں اور پنڈلیاں، البتہ بدن کے وہ اعضا جو عام طور پر ظاہر ہوتے ہیں جیسے چہرہ، دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں، انہیں چھپانے میں چونکہ مشقت واضح ہے اس لئے ان اعضا کو ظاہر کرنے میں حرج نہیں۔ (لیکن فی زمانہ چہرہ بھی چھپایا جائے گا۔)[۲]

اِس آیتِ مبارکہ کے بارے میں ملا جیون رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنا نکتہ نظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: زیادہ ظاہر یہ ہے کہ آیت میں مذکور حکم نماز کے بارے میں ہے (یعنی عورت نماز پڑھتے وقت چہرے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے علاوہ پورا بدن چھپائے۔ یہ حکم عورت کو) دیکھنے کے بارے میں نہیں کیونکہ عورت کا تمام بدن عورت یعنی چھپانے کی چیز ہے۔ شوہر اور مَحرم کے سوا کسی اور کے لئے اس کے کسی حصہ کو بے ضرورت دیکھنا جائز نہیں اور علاج وغیرہ کی ضرورت سے بقدرِ ضرورت جائز ہے۔[۳]

﴿وَ لْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ: اور وہ اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھیں۔﴾ یعنی مسلمان عورتیں

---

(۱) ترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی احتجاب النساء من الرجال، ٣٥٦/٤، الحدیث:٢٧٨٧، ابو داؤد، کتاب اللباس، باب فی قوله عزّوجلّ: وقل للمؤمنات یغضضن...الخ، ٨٧/٤، الحدیث:٤١١٢.

(۲) مدارک، النور، تحت الآیة:٣١، ص٧٧٧.

(۳) تفسیرات احمدیه، النور، تحت الآیة:٣١، ص٥٦٢.

اپنے دوپٹوں کے ذریعے اپنے بالوں، گردن، پہنے ہوئے زیور اور سینے وغیرہ کو ڈھانپ کر رکھیں۔(١)

اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے میں صحابیات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ کا جذبہ

جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو اس حکم پر عمل کرنے میں صحابیات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ کا جذبہ قابل دید ہے، چنانچہ اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھا فرماتی ہیں: اللہ تعالیٰ ان عورتوں پر رحم فرمائے جنھوں نے سب سے پہلے ہجرت کی تھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا "اور وہ اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھیں" تو انہوں نے اپنی اونی چادروں کو پھاڑ کر اوڑھنیاں بنالیا تھا۔(٢)

اب یہاں پردے سے متعلق تین عظیم واقعات ملاحظہ ہوں

(1)......حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھا فرماتی ہیں کہ پردے کی آیات نازل ہونے کے بعد (میرے رَضاعی چچا) افلح نے مجھ سے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو میں نے کہا: میں اس وقت تک اجازت نہیں دے سکتی جب تک نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اجازت نہ لے لوں کیونکہ ابو القعیس کے بھائی نے مجھے دودھ نہیں پلایا بلکہ ابو القعیس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے۔ جب رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے اور حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھا نے ان سے صورتِ حال عرض کی تو ارشاد فرمایا: اے عائشہ! رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھا، افلح کو اجازت دے دو کیونکہ وہ تمہارے رضاعی چچا ہیں۔(٣)

(2)......خاتونِ جنت حضرت فاطمہ زہرا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھا کو یہ تشویش تھی کہ عمر بھر تو غیر مردوں کی نظروں سے خود کو بچائے رکھا ہے اب کہیں وفات کے بعد میری کفن پوش لاش ہی پر لوگوں کی نظر نہ پڑ جائے! ایک موقع پر حضرت اسماء بنتِ عمیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھا نے عرض کی: میں نے حبشہ میں دیکھا ہے کہ جنازے پر درخت کی شاخیں باندھ کر اور ایک ڈولی کی سی صورت بنا کر اس پر پردہ ڈال دیتے ہیں۔ پھر انہوں نے کھجور کی شاخیں منگوا کر انہیں جوڑا اور اس پر کپڑا تان کر خاتونِ جنّت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھا کو دکھایا۔ اسے دیکھ کر آپ بہت

---

(١) خازن، النور، تحت الآية: ٣١، ٣/٣٤٨.

(٢) بخاری، كتاب التفسير، سورة النور، باب وليضربن بخمرهنّ على جيوبهنّ، ٣/٢٩٠، الحديث: ٤٧٥٨.

(٣) بخاری، كتاب التفسير، سورة الاحزاب، باب قوله: ان تبدوا شيئاً...الخ، ٣/٣٠٦، الحديث: ٤٧٩٦.

خوش ہوئیں اور لبوں پر مسکراہٹ آگئی۔ بس آپ کی یہی ایک مسکراہٹ تھی جو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے وصالِ ظاہری کے بعد دیکھی گئی۔[1]

(3)...... حضرت اُمِّ خلاد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کا بیٹا جنگ میں شہید ہو گیا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کیلئے چہرے پر نقاب ڈالے باپردہ بارگاہِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں حاضر ہوئیں، اس پر کسی نے حیرت سے کہا: اس وقت بھی آپ نے منہ پر نقاب ڈال رکھا ہے! آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے جواب دیا: میں نے بیٹا ضرور کھویا ہے لیکن حیا ہر گز نہیں کھوئی۔[2]

مذکورہ بالا حدیثِ پاک اور ان تین واقعات میں ان عورتوں کے لئے بڑی نصیحت ہے جو مسلمان ہونے کے باوجود اللہ تعالٰی کے دیئے ہوئے حکم پر عمل کرنے کی بجائے دنیا کے ناجائز فیشن اور رسم ورواج کو اپنانے میں بڑی کوشش کرتی ہیں اور پردے سے جان چھڑانے کے لئے طرح طرح کے حیلے بہانے تراشتی ہیں۔ اللہ تعالٰی انہیں عقلِ سلیم اور شرعی احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ: اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں۔﴾ اس آیت سے ان مردوں کے بارے میں بتایا گیا ہے جن کے سامنے عورت اپنی پوشیدہ زینت کے اعضا مثلاً سر، کان، گردن، سینہ، بازو، کہنیاں اور پنڈلیاں وغیرہ ظاہر کرسکتی ہے۔ چنانچہ وہ مرد حضرات درج ذیل ہیں:

(1)...... شوہر۔

(2)...... باپ۔ اس کے حکم میں دادا پر دادا وغیرہ تمام اصول شامل ہیں۔

(3)...... شوہروں کے باپ یعنی سُسر کہ وہ بھی مَحرم ہو جاتے ہیں۔

(4)...... اپنے بیٹے۔ اِنہیں کے حکم میں اِن کی اولاد بھی داخل ہے۔

(5)...... شوہروں کے بیٹے کہ وہ بھی مَحرم ہو گئے۔

(6، 7)...... سگے بھائی۔ سگے بھتیجے۔

---

(١) جذب القلوب، باب دوازدهم در ذکر مقبرهٔ شریفه بقیع...الخ، ص١٥٩.

(٢) ابو داؤد، کتاب الجهاد، باب فضل قتال الروم علی غیرهم من الامم، ٣/٩، الحدیث:٢٤٨٨.

(8)......سگے بھانجے۔ اِنہیں کے حکم میں چچا ماموں وغیرہ تمام مَحارِم داخل ہیں۔

(9)......مسلمان عورتوں کے سامنے۔ غیر مسلم عورتوں کے سامنے کھولنا منع ہے، چنانچہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو خط لکھا تھا کہ کُفّار اہلِ کتاب کی عورتوں کو مسلمان عورتوں کے ساتھ حمام میں داخل ہونے سے منع کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان عورت کو کافرہ عورت کے سامنے اپنا بدن کھولنا جائز نہیں۔ مسئلہ: عورت اپنے غلام سے بھی اجنبی مرد کی طرح پردہ کرے۔

(10)......اپنی ملکیت میں موجود کنیزوں کے سامنے۔ ان پر اپنا سنگار ظاہر کرنا ممنوع نہیں اور غلام اِن کے حکم میں نہیں، اس کو اپنی مالکہ کی زینت کی جگہوں کو دیکھنا جائز نہیں۔

(11)......مردوں میں سے وہ نوکر جو شہوت والے نہ ہوں مثلاً ایسے بوڑھے ہوں جنہیں اصلاً شہوت باقی نہیں رہی ہو اور وہ نیک ہوں۔

یاد رہے کہ ائمہ حنفیہ کے نزدیک خصی اور عنین نظر کی حرمت کے معاملے میں اجنبی کا حکم رکھتے ہیں، اسی طرح بُرے اَفعال کرنے والے ہیجڑوں سے بھی پردہ کیا جائے جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث سے ثابت ہے۔

(12)......وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں، وہ ابھی ناسمجھ نابالغ ہیں۔[1]

یاد رہے کہ شوہر کے علاوہ دیگر مَحارِم کے سامنے بھی عورت اپنے بناؤ سنگار کے اعضاء اس وقت ظاہر کر سکتی ہے جب ان میں سے کسی کو شہوت کا اندیشہ نہ ہو، اگر شہوت کا اندیشہ ہو تو ظاہر کرنا ناجائز ہے۔

﴿ **وَ لَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ**: اور زمین پر اپنے پاؤں زور سے نہ ماریں۔﴾ یعنی عورتیں چلنے پھرنے میں پاؤں اس قدر آہستہ رکھیں کہ اُن کے زیور کی جھنکار نہ سُنی جائے۔ اسی لئے چاہیے کہ عورتیں بجنے والے جھانجھن نہ پہنیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کی دعا نہیں قبول فرماتا جن کی عورتیں جھانجھن پہنتی ہوں۔ اس سے سمجھ لینا چاہیے کہ جب زیور کی آواز دعا قبول نہ ہونے کا سبب ہے تو خاص عورت کی آواز اور اس کی بے

---

(١) مدارک، النور، تحت الآیۃ: ٣١، ص٧٧٨، خازن، النور، تحت الآیۃ: ٣١، ٣/٣٤٩، **خزائن العرفان، النور، تحت الآیۃ: ٣١، ص٦٥٦، ملتقطاً۔**

پردگی کیسی اللہ تعالیٰ کے غضب کو لازم کرنے والی ہو گی۔ پردے کی طرف سے بے پروائی تباہی کا سبب ہے۔(اللہ کی پناہ)[1]

پردے کے دینی اور دُنیوی فوائد

یہاں پردہ کرنے کے چند دینی اور دُنیوی فوائد ملاحظہ ہوں، چنانچہ اس کے 4 دینی فوائد یہ ہیں:

(1)......پردہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

(2)......پردہ ایمان کی علامت، اسلام کا شعار اور مسلمان خواتین کی پہچان ہے۔

(3)......پردہ شرم وحیا کی علامت ہے اور حیا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

(4)......پردہ عورت کو شیطان کے شر سے محفوظ بنا دیتا ہے۔

اور پردے کے 4 دُنیوی فوائد یہ ہیں:

(1)......باحیا اور پردہ دار عورت کو اسلامی معاشرے میں بہت عزت ووقار کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

(2)......پردہ عورت کو بُری نظر اور فتنے سے محفوظ رکھتا اور بُرائی کے راستے کو روکتا ہے۔

(3)......عورت کے پردے سے معاشرے میں بگاڑ پیدا نہیں ہوتا اور معاشرے میں امن وسکون رہتا ہے۔

(4)......پردہ عورت کے وقار میں اضافہ کرتا اور اس کی خوبصورتی کی حفاظت کرتا ہے۔

پردے کی ضرورت واہمیت سے متعلق ایک مثال

یہاں پردے کی ضرورت اور اہمیت کو آسانی کے ساتھ سمجھنے کے لئے ایک مثال ملاحظہ ہو، چنانچہ وہ مثال یہ ہے کہ اگر ایک پلیٹ میں مٹھائی رکھ دی جائے اور اسے کسی چیز سے ڈھانپ دیا جائے تو وہ مکھیوں کے بیٹھنے سے محفوظ ہو جاتی ہے اور اگر اسے ڈھانپا نہ جائے، پھر اس پر مکھیاں بیٹھ جائیں تو یہ شکایت کرنا کہ اس پر مکھیاں کیوں بیٹھ گئیں بہت بڑی بے وقوفی ہے کیونکہ مٹھائی ایسی چیز ہے جسے مکھیوں کے تَصَرُّف سے بچانے کے لئے اسے

---

(۱) تفسیرات احمدیہ، النور، تحت الآیۃ: ۳۱، ص۵٦۵، **خزائن العرفان، النور، تحت الآیۃ: ۳۱، ص ٦۵٦، ملتقطاً۔**

ڈھانپ کر رکھنا ضروری ہے ورنہ انہیں مٹھائی پر بیٹھنے سے روکنا بڑا مشکل ہے، اسی طرح اگر عورت جو کہ چھپانے کی چیز ہے، اسے پردے میں رکھا جائے تو بہت سے معاشرتی مسائل سے بچ سکتی ہے اور عزت وناموس کے لٹیروں سے اپنی حفاظت کر سکتی ہے اور جب اسے پردے کے بغیر رکھا جائے تو اس کے بعد یہ شکایت کرنا کہاں کی عقلمندی ہے کہ لوگ عورت کو تانک جھانک کرتے ہیں، اسے چھیڑتے ہیں اوراس کے ساتھ دست درازی کرتے ہیں کیونکہ جب اسے بے پردہ کر دیا تو غیر مردوں کی فتنہ باز نظریں اس کی طرف ضرور اُٹھیں گی، ان کے لئے عورت کے جسم سے لطف اندوز ہونا اور اس میں تَصَرُّف کرنا آسان ہو گا اور شریر لوگوں سے اپنے جسم کو بچانا عورت کے لئے انتہائی مشکل ہو گا کیونکہ فطری طور پر مردوں میں عورتوں کے لئے رغبت رکھی گئی ہے اور جب وہ بے پردہ عورت کا جسم دیکھتا ہے تو وہ اپنی شہوت ورغبت کو پورا کرنے کے لئے اس کی طرف لپکتا ہے۔

پردے کی طرف سے بے پروائی تباہی کا سبب ہے

موجودہ دور میں میڈیا کے ذریعے اور دیگر ذرائع سے لوگوں کا یہ ذہن بنانے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے کہ عورت بھی ایک انسان ہے اور آزادی اس کا بھی حق ہے اور اسے پردہ کروانا اس کی آزادی اور روشن خیالی کے برخلاف ہے اور یہ ایک طرح کی جبری قید ہے حالانکہ پردہ تو عورت کی آزادی کا ضامن ہے، پردہ اس کی عزت وناموس کا محافظ ہے، اسی میں عورت کی عزت اور اس کا وقار ہے۔ آج ہر عقلمند انسان انصاف کی نظر سے یہ دیکھ سکتا ہے کہ جن ممالک میں عورت کے پردے کو اس کے انسانی حق اور آزادی کے خلاف قرار دے کر اس کی بے پردگی کو رواج دیا گیا، ایسے ذرائع اور حالات پیدا کئے گئے جن سے عورتوں اور مردوں کا باہم اِختلاط رہے اور ان کا ایک دوسرے کے ساتھ میل جول ہوتا رہے اور قانونی طور پر عورت کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ جب اور جس مرد کے ساتھ چاہے اپنا وقت گزارے اور اپنی فطری خواہشات کو پورا کرے تو وہاں کا حال کیسا عبرت ناک ہے کہ ان کا معاشرہ بگڑ گیا اور خاندانی نظام تباہ ہو کر رہ گیا، شادیوں کی ناکامی، طلاقوں کی تعداد اور حرامی بچوں کی پیدائش میں اضافہ ہو گیا اور یہ سب تباہی عورت کو بے پردہ کرنے کا ہی نتیجہ ہے۔[1]

---

(۱) پردے سے متعلق شرعی اَحکام کی تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کی کتاب "پردے کے بارے میں سوال جواب" (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ ضرور فرمائیں۔

﴿وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا: تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو۔﴾ یعنی اے مسلمانو! جن باتوں کا تمہیں حکم دیا گیا اور جن سے منع کیا گیا، اگر ان میں بشری تقاضے کی بنا پر تم سے کوئی تقصیر واقع ہو جائے تو تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس امید پر توبہ کرلو کہ تم فلاح پا جاؤ۔(١)

اور توبہ سے متعلق حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس سے بھی زیادہ راضی ہوتا ہے جیسے تم میں سے کسی کا اونٹ جنگل میں گم ہونے کے بعد دوبارہ اسے مل جائے۔(٢)

سوالات سبق نمبر (9)

(١) قرآنِ پاک میں مسلمانوں کو نگاہوں سے متعلق کیا حکم دیا گیا ہے؟

(٢) حدیث پاک میں راستے کے کیا حقوق بیان کئے گئے ہیں؟

(٣) امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی نے نظر کی حفاظت نہ کرنے کے کیا نقصانات بیان فرمائے ہیں؟

(٤) عورت کا غیر مرد کو دیکھنے کا کیا حکم ہے؟

(٥) پردے کی اہمیت پر تفسیر میں بیان کردہ واقعات میں سے کوئی واقعہ بیان کیجئے۔

(٦) پردے کے چند دینی و دنیوی فوائد بیان کیجئے۔

---

(١) خازن، النور، تحت الآیۃ:٣١، ٣/٣٥٠.

(٢) بخاری، کتاب الدعوات، باب التوبۃ، ٤/١٩١، الحدیث:٦٣٠٩.

سبق نمبر (10)

وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ					
وَ	اَنْكِحُوا	الْاَيَامٰى	مِنْكُمْ	وَ	الصّٰلِحِيْنَ
اور	نکاح کردو	(ان کے جو) بے نکاح (ہوں)	تم میں سے	اور	(جو) نیک لوگ (ہیں)
اور تم میں سے جو بغیر نکاح کے ہوں اور تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نیک ہیں ان کے نکاح کردو۔					

مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآىٕكُمْؕ اِنْ یَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ				
مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآىٕكُمْ	اِنْ	یَّكُوْنُوْا	فُقَرَآءَ	یُغْنِهِمُ
تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے	اگر	وہ ہوں گے	فقیر، تنگدست	(تو) مالدار کردے گا انہیں
اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کردے گا				

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (۳۲)					
اللّٰهُ	مِنْ فَضْلِهٖ	وَ	اللّٰهُ	وَاسِعٌ	عَلِیْمٌ (۳۲)
اللہ	اپنے فضل سے	اور	اللہ	وسعت والا	علم والا (ہے)
اور اللہ وسعت والا، علم والا ہے ○					

﴿وَ اَنْكِحُوا الْاَیَامٰى مِنْكُمْ: اور تم میں سے جو بغیر نکاح کے ہوں ان کے نکاح کردو۔﴾ اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو نگاہیں جھکا کر رکھنے اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا، اب اس آیت میں شرمگاہوں کی حفاظت کا ایک طریقہ بیان کیا جارہا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو بغیر نکاح کے ہوں خواہ مرد ہوں یا عورتیں، کنوارے یا غیر کنوارے (یعنی شادی شدہ تھے لیکن پھر طلاق یا ایک کی موت ہوگئی) اور تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نیک ہیں ان کے نکاح کردو۔[1]

(۱) خازن، النور، تحت الآیة: ۳۲، ۳/ ۳۵۰.

نکاح کرنے کا شرعی حکم

نکاح کرنے کا شرعی حکم یہ ہے کہ اِعتدال کی حالت میں یعنی نہ شہوت کا زیادہ غلبہ ہو اور نامرد بھی نہ ہو، مہر اور نان نفقہ پر قدرت رکھتا ہو تو نکاح سنّتِ مُؤَکَّدہ ہے۔ زِنا میں پڑنے کا اندیشہ ہے اور زَوجِیَّت کے حقوق پورے کرنے پر قادِر ہے تو واجب اور اگر زِنا میں پڑنے کا یقین ہو تو نکاح کرنا فرض ہے، زوجیت کے حقوق پورے نہ کرسکنے کا اندیشہ ہو تو نکاح مکروہ اور حقوق پورے نہ کرسکنے کا یقین ہو تو حرام ہے۔[1]

نوٹ: نکاح سے متعلق مسائل کی مزید معلومات کے لئے بہارِ شریعت جلد2 سے حصہ 7 کا مطالعہ فرمائیں۔

﴿اِنْ یَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ: اگر وہ فقیر ہوں گے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اگر نکاح کرنے والے فقیر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی کردے گا۔ اس غَناء کے بارے میں مفسرین کے چند قول ہیں:

(1)......اس غناء سے مراد قَناعَت ہے۔

(2)......اس سے مراد کفایت ہے کہ ایک کا کھانا دو کے لئے کافی ہو جائے جیسا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "ایک شخص کا کھانا دو کو کافی ہے۔"[2]

(3)......اس غناء سے شوہر اور بیوی کے دو رِزقوں کا جمع ہو جانا یا نکاح کی برکت سے فراخی حاصل ہونا مراد ہے۔[3]

تنگدستی دُور ہونے اور فراخ دستی حاصل ہونے کا ذریعہ

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نکاح کی برکت سے تنگدستی دور ہو جاتی اور فراخ دستی حاصل ہوتی ہے۔ کثیر احادیث میں بھی اس چیز کو بیان کیا گیا ہے، ترغیب کے لئے 6 احادیث درج ذیل ہیں:

(1)......حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: تین شخصوں کی اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔ (1) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔ (2) مُکاتَب (غلام)

---

(۱) بہارِ شریعت، حصہ ہفتم، نکاح کا بیان، ۲/۴-۵، ملخصاً۔

(۲) مسلم، کتاب الاشربۃ، باب فضیلۃ المواساۃ فی الطعام القلیل...الخ، ص۱۱۴۰، الحدیث:۱۷۹(۲۰۵۹).

(۳) مدارک، النور، تحت الآیۃ:۳۲، ص۷۷۹، خازن، النور، تحت الآیۃ:۳۲، ۳/۳۵۰، ملتقطاً۔

کہ (کِتابَت کی رقم) ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ (3) پارسائی کے ارادے سے نکاح کرنے والا۔[1]

(2)...... حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "تم نکاح کے ذریعے رِزق تلاش کرو۔"[2]

(3)...... حضرت عروہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: تم عورتوں سے نکاح کرو کیونکہ وہ تمہارے پاس (اللہ تعالٰی کی طرف سے رِزق اور) مال لائیں گی۔[3]

(4)...... حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں حاضر ہو کر اپنی تنگدستی کی شکایت کی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اسے نکاح کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔[4]

(5)...... حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جو تمہیں نکاح کا حکم فرمایا، تم اس کی اِطاعت کرو اس نے جو غنی کرنے کا وعدہ کیا ہے پورا فرمائے گا۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا: "اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُنہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔"[5]

(6)...... حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو نکاح کے بغیر غنی ہونے کی کوشش کر رہا ہے حالانکہ اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا ہے: "اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔"[6]

نکاح کی وجہ سے غنی ہونے کی ایک نفسیاتی وجہ بھی ہے اور وہ یہ کہ اکیلا آدمی عموماً بے فکر ہوتا ہے لیکن جب شادی ہو جاتی ہے تو احساسِ ذمہ داری پیدا ہو جاتا ہے تو آدمی تَن دہی سے کوشش کرتا ہے جس کے نتیجے

---

(۱) ترمذی، کتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء فی المجاهد والناكح والمكاتب...الخ، ۳/۲۴۷، الحديث:۱۶۶۱.

(۲) مسند الفردوس، باب الالف، ۱/۸۸، الحديث:۲۸۲.

(۳) مصنف ابن ابی شيبه، كتاب النكاح، فی التزويج من كان يأمر به ويحثّ عليه، ۳/۲۷۱، الحديث:۱۰.

(٤) تاريخ بغداد، باب محمد، ۳۰۷- محمد بن احمد بن نصر ابو جعفر...الخ، ۱/۳۸۲.

(٥) تفسير ابن ابی حاتم، النور، تحت الآية:۳۲، ۸/۲۵۸۲.

(٦) خازن، النور، تحت الآية:۳۲، ۳/۳۵۰.

میں اس کے لئے رزق کے دروازے کُھل جاتے ہیں اور اس بات کا ہزاروں لوگوں میں مشاہدہ بھی ہے کہ شادی سے پہلے بے فکر و بے روزگار اور دوستوں کے ساتھ وقت ضائع کر رہے ہوتے ہیں لیکن شادی کے بعد کام بھی شروع کر دیتے ہیں اور فضولیات سے بھی بچنا شروع کر دیتے ہیں۔

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى				
وَلْيَسْتَعْفِفِ	الَّذِيْنَ	لَا يَجِدُوْنَ	نِكَاحًا	حَتّٰى
اور چاہئے کہ پاکدامنی اختیار کریں	وہ لوگ جو	نہیں پاتے	نکاح کرنے کی طاقت	یہاں تک کہ
اور جو لوگ نکاح کرنے کی طاقت نہیں پاتے انہیں چاہیے کہ پاکدامنی اختیار کریں یہاں تک کہ				

يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ					
يُغْنِيَهُمُ	اللّٰهُ	مِنْ فَضْلِهٖ	وَ	الَّذِيْنَ	يَبْتَغُوْنَ
غنی کر دے انہیں	اللہ	اپنے فضل سے	اور	وہ لوگ جو	چاہتے ہیں
اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے اور تمہارے غلام اور لونڈیوں میں سے جو					

الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ			
الْكِتٰبَ	مِمَّا	مَلَكَتْ	اَيْمَانُكُمْ
مال کما کر دینے کی شرط پر آزادی	(ان میں) سے جن کے	مالک ہوئے	تمہارے دائیں ہاتھ
مال کما کر دینے کی شرط پر آزادی کے طلبگار ہوں			

فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖۗ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ							
فَكَاتِبُوْهُمْ	اِنْ	عَلِمْتُمْ	فِيْهِمْ	خَيْرًا	وَّ	اٰتُوْهُمْ	مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ
تو تم (یہ معاہدہ) لکھ دو انہیں	اگر	تم جانو	ان میں	کچھ بھلائی	اور	دو انہیں	اللہ کے مال سے
تو تم انہیں (یہ معاہدہ) لکھ دو اگر تم ان میں کچھ بھلائی جانو اور تم ان کی اللہ کے اس مال سے مدد کرو							

الَّذِيْۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ						
الَّذِيْۤ	اٰتٰىكُمْ	وَ	لَا تُكْرِهُوْا	فَتَيٰتِكُمْ	عَلَى الْبِغَآءِ	اِنْ

وہ جو	اس نے دیا تمہیں	اور	تم مجبور نہ کرو	اپنی کنیزوں (کو)	بدکاری پر	(خصوصاً) اگر

جو اس نے تمہیں دیا ہے اور تم دنیوی زندگی کا مال طلب کرنے کیلئے اپنی کنیزوں کو

اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَ

اَرَدْنَ	تَحَصُّنًا	لِّتَبْتَغُوْا	عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	وَ
وہ (خود بھی) چاہیں	بچنا	تاکہ تم چاہو، طلب کرو	دنیوی زندگی کا کچھ مال	اور

بدکاری پر مجبور نہ کرو (خصوصاً) اگر وہ خود (بھی) بچنا چاہتی ہوں اور

مَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾

مَنْ	يُّكْرِهْهُّنَّ	فَاِنَّ	اللّٰهَ	مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾
جو	مجبور کرے گا انہیں	تو بیشک	اللہ	ان کے مجبور کئے جانے کے بعد	بخشنے والا	مہربان (ہے)

جو انہیں مجبور کرے گا تو بیشک اللہ ان کے مجبور کئے جانے کے بعد بہت بخشنے والا، مہربان ہے ○

﴿ **وَلْيَسْتَعْفِفِ: اور چاہیے کہ پاکدامنی اختیار کریں۔** ﴾ اس آیت میں ان لوگوں کا حکم بیان کیا جارہا ہے جو نکاح کرنے کی اِستطاعت نہیں رکھتے چنانچہ ارشاد فرمایا کہ جو لوگ مَہر اور نان نفقہ میسر نہ ہونے کی وجہ سے نکاح کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تو انہیں چاہیے کہ حرام کاری سے بچے رہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے مالدار کردے اور وہ مہرو نان نفقہ ادا کرنے کے قابل ہو جائیں۔[1]

نکاح کی استطاعت نہ رکھنے والوں سے متعلق 2 شرعی مسائل

یہاں نکاح کی استطاعت نہ رکھنے والوں کے بارے میں دو شرعی مسائل ملاحظہ ہوں،

(1)......اگر یہ اندیشہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نان نفقہ نہ دے سکے گا یا جو ضروری باتیں ہیں ان کو پورا نہ کرسکے گا تو نکاح کرنا مکروہ ہے اور اگر ان باتوں کا یقین ہو تو نکاح کرنا حرام ہے مگر نکاح کرلیا تو نکاح بہر حال ہو جائے گا۔

(2)......جو لوگ کسی وجہ سے نکاح کی استطاعت نہیں رکھتے تو انہیں چاہیے کہ کثرت سے روزے رکھیں

(۱) مدارک، النور، تحت الآیۃ:۳۳، ص۷۷۹.

جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اے جوانو! تم میں جو کوئی نکاح کی استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کہ یہ اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے سے نگاہ کو روکنے والا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جس میں نکاح کی استطاعت نہیں وہ روزے رکھے کہ روزہ شہوت کو توڑنے والا ہے۔[۱]

﴿وَالَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ: اور جو مال کما کر دینے کی شرط پر آزادی کے طلبگار ہوں۔﴾ آیت کے اس حصے میں غلاموں اور لونڈیوں کے بارے میں چند احکام بیان ہوئے ہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے:

(1)......جو غلام اور لونڈی مخصوص مقدار میں مال کما کر دینے کی شرط پر آزادی کے طلبگار ہوں تو انہیں اس کا معاہدہ لکھ دینا مستحب ہے، اس طرح کی آزادی کو شریعت کی اِصطلاح میں کِتابَت اور ایسا معاہدہ کرنے والے غلام کو مُکاتَب کہتے ہیں جبکہ جو مال دینا طے پائے اسے بَدَلِ کِتابَت کہتے ہیں۔

(2)......غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ ایسا معاہدہ کرنا اس وقت مستحب ہے جب وہ امانت و دیانت اور کمائی پر قدرت رکھتے ہوں تاکہ وہ حلال روزی سے مال حاصل کرکے آزاد ہو سکیں اور اپنے آقا کو مال دے کر آزادی حاصل کرنے کے لئے بھیک نہ مانگتے پھریں، اسی لئے حضرتِ سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے اس غلام کو مُکاتَب کرنے سے انکار فرمادیا جو بھیک مانگنے کے علاوہ کمائی کا کوئی ذریعہ نہ رکھتا تھا۔

(3)......مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ مکاتب غلاموں کو زکوٰۃ وغیرہ دے کر ان کی مدد کریں تاکہ وہ بَدَلِ کِتابَت دے کر اپنی گردن چھڑا سکیں اور آزاد ہو سکیں۔

شانِ نزول: حُوَیْطِب بن عبد العزیٰ کے غلام صبیح نے اپنے مولیٰ سے کتابت کی درخواست کی، مولیٰ نے انکار کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو حویطب نے اس کو سو دینار پر مکاتب کر دیا اور ان میں سے بیس اس کو بخش دیئے باقی اس نے ادا کر دیئے۔[۲]

نوٹ: غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کرنے کے بارے میں تفصیلی مسائل کی معلومات کے لئے بہارِ شریعت

---

(۱) مسلم، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسه الیه...الخ، ص۷۲۵، الحدیث:۳-(۱۴۰۰).

(۲) خازن، النور، تحت الآیة:۳۳، ۳/۳۵۱، ملخصاً.

جلد 2 حصہ 9 سے **”آزاد کرنے کا بیان“** مطالعہ فرمائیں۔ نیز یاد رہے کہ فی زمانہ عالمی سطح پر انسانوں کو غلام یا لونڈی بنانے کا قانون ختم ہو چکا ہے۔

﴿**وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ**: اور تم اپنی کنیزوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو۔﴾ **شانِ نزول:** عبد اللہ بن اُبی ابن سلول منافق مال حاصل کرنے کے لئے اپنی کنیزوں کو بدکاری پر مجبور کرتا تھا، ان کنیزوں نے تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے اس کی شکایت کی، اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تم مال کے لالچ میں اندھے ہو کر کنیزوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو خصوصاً اگر وہ خود بھی بچنا چاہتی ہوں اور جو انہیں مجبور کرے گا تو بیشک اللہ تعالیٰ ان کے مجبور کئے جانے کے بعد بہت بخشنے والا، مہربان ہے اور اس کا وبال گناہ پر مجبور کرنے والے پر ہے۔[۱]

زِنا پر مجبور کئے جانے کی تفصیل

علامہ اسماعیل حقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: زنا پر مجبور کیا جانا اس وقت ثابت ہوگا جب کوئی جان سے مار دینے یا جسم کا کوئی عضو ضائع کر دینے کی دھمکی دے اور اگر (ایسی دھمکی نہ ہو بلکہ) تھوڑی بہت دھمکی ہو تو زنا پر مجبور کیا جانا ثابت نہ ہو گا۔[۲] اس مسئلے کی تفصیل یہ ہے کہ کوئی عورت سچے دل کے ساتھ زنا سے بچنا چاہتی ہے اور کوئی شخص اسے زنا نہ کرنے کی صورت میں جان سے مار دینے یا اس کا کوئی عضو ضائع کر دینے یا شدید مار مارنے کی دھمکی دے رہا ہے اور عورت سمجھتی ہے کہ اگر میں نے اس کی بات نہ مانی تو یہ جو کہہ رہا ہے وہ کر گزرے گا، اس صورت میں وہ زنا کئے جانے پر مجبور شمار ہوگی اور اگر اس کے ساتھ زنا ہوا تو وہ گناہگار نہیں ہوگی اور اگر دھمکی کی نوعیت ایسی نہیں بلکہ قید کر دینے یا معمولی مار مارنے وغیرہ کی دھمکی ہے تو ایسی صورت میں عورت زنا پر مجبور شمار نہ ہوگی اور زِنا ہونے کی صورت میں گناہگار بھی ہوگی۔

عورتوں کو زنا پر مجبور کرنے والے غور کریں

یاد رہے کہ اس آیتِ مبارکہ میں جو کنیزوں کو بدکاری پر مجبور کرنے سے منع فرمایا گیا، اس حکم میں

---

(۱) خازن، النور، تحت الآیۃ:۳۳، ۳/۳۵۲-۳۵۳، ملخصاً.

(۲) روح البیان، النور، تحت الآیۃ:۳۳، ۶/۱۵۰.

کنیزوں کے ساتھ ساتھ آزاد عورتیں بھی داخل ہیں اور انہیں بھی زنا پر مجبور کرنا منع ہے، نیز زنا پر مجبور کرنا دنیا کا مال طلب کرنے کے لئے ہو یا کسی اور غرض سے بہر صورت حرام اور شیطانی کام ہے اور آیت کے آخر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زنا پر مجبور کرنے والے گناہگار ہیں۔ اسے سامنے رکھتے ہوئے ان لوگوں کو اپنے طرزِ عمل پر غور کرنے کی شدید ضرورت ہے جو محنت مزدوری کر کے خود کما کر لانے سے جی چرانے کی بنا پر گھر کے اخراجات چلانے کے لئے یا اپنی خواہشات اور نشے کی لت پوری کرنے کے لئے کمینے پن کی حد پار کر دیتے اور اپنی بیویوں، بیٹیوں اور بہوؤں وغیرہ کو زنا کروانے پر مجبور کرتے ہیں تاکہ اس ذریعے سے حاصل ہونے والا مال گھر کے اخراجات چلانے، اپنی خواہشات اور نشہ پورا کرنے میں کام آئے، اسی طرح وہ لوگ بھی اپنی حالت پر غور کریں جو عورتوں کو ورغلا کر پہلے ان کی گندی تصاویر اور وڈیوز بنا لیتے ہیں، یا ان کی نجی زندگی کے کچھ ایسے پہلو نوٹ کر لیتے ہیں جن کا ظاہر ہو جانا عورت اپنے حق میں شدید نقصان دہ سمجھتی ہے، پھر یہ لوگ ان چیزوں کو منظر عام پر لانے کی دھمکیاں دے کر انہیں زنا کروانے پر مجبور کرتے رہتے ہیں، ایسے لوگ یاد رکھیں کہ جس عورت کے حق میں شریعت کے اصولوں کے مطابق زنا پر مجبور کیا جانا ثابت ہوا اسے تو اللہ تعالیٰ مہربانی فرماتے ہوئے بخش دے گا لیکن زنا پر مجبور کرنے والا بہر حال گناہگار ہو گا اور اگر اس نے توبہ نہ کی اور اس چیز سے باز نہ آیا تو وہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور جہنم کے دردناک عذاب میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو عقلِ سلیم اور ہدایت عطا فرمائے، اٰمین۔

وَ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ وَّ مَثَلًا

مَثَلًا	وَّ	اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ	اِلَیْكُمْ	اَنْزَلْنَاۤ	لَقَدْ	وَ
حال	اور	روشن آیتیں	تمہاری طرف	ہم نے نازل فرمائیں	ضرور بیشک	اور

اور بیشک ہم نے تمہاری طرف روشن آیتیں اور

مِّنَ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ۠ ﴿۳۴﴾

لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴿۳۴﴾	مَوْعِظَةً	وَ	مِنْ قَبْلِكُمْ	خَلَوْا	مِّنَ الَّذِیْنَ

ع

ان لوگوں کا جو	گزر گئے	تم سے پہلے	اور	نصیحت	ڈروالوں کے لیے
تم سے پہلے لوگوں کا حال اور ڈروالوں کے لیے نصیحت نازل فرمائی ۝					

﴿وَ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ: اور بیشک ہم نے اُتاریں۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک کے تین اوصاف بیان فرمائے ہیں:

(1)...... قرآنِ پاک کی آیتیں روشن اور مُفَصَّل ہیں۔

(2)...... اس میں سابقہ لوگوں کی مثالیں ہیں۔اس کا ایک معنی یہ ہے کہ جس طرح تورات اور انجیل میں حدود قائم کرنے کے احکام دیئے گئے اسی طرح قرآنِ مجید میں بھی دیئے گئے ہیں۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ سابقہ اُمتوں میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے جن پر عذاب نازل ہوا ان کا ذکر قرآنِ پاک میں ہے اور اسے ہم نے تمہارے لئے مثال بنادیا تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اگر تم نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے میں اُن کی رَوِش اختیار کی تو تم پر بھی ویسا ہی عذاب نازل ہو سکتا ہے۔

(3)...... مُتَّقِین کے لئے نصیحت ہے۔ متقین کا بطورِ خاص اس لئے ذکر فرمایا کہ قرآن کی نصیحت سے یہی فائدہ حاصل کرتے ہیں۔[۱]

قرآنِ مجید سے نصیحت حاصل کرنے کی ترغیب

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآنِ مجید نصیحت حاصل کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے اور اس کی برکت سے دلوں کی سختی دُور ہو جاتی، دلوں پر چڑھا ہوا گناہوں کا زنگ ختم ہو جاتا اور خشک آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے خوف کے سبب آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: یہ دل ایسے زنگ آلود ہوتے رہتے ہیں جیسے لوہا پانی لگنے سے زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ عرض کی گئی: یا رسولَ اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ، ان دلوں کی صفائی کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: موت کی زیادہ یاد اور قرآنِ کریم کی تلاوت۔[۲]

(۱) تفسیر کبیر، النور، تحت الآیۃ:۳٤، ۳۷۸/۸.

(۲) شعب الایمان، التاسع عشر من شعب الایمان...الخ، فصل فی ادمان تلاوته، ۳۵۲/۲، الحدیث:۲۰۱٤.

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ موت کو یاد کرنے کے ساتھ ساتھ قرآنِ مجید کی تلاوت کرے اور سُنے، قرآنِ کریم کو سمجھنے کی کوشش کرے، اس کی نصیحتوں کو قبول کرے اور ظاہری و باطنی اعمال اور دیگر چیزوں سے متعلق اس کے دیئے ہوئے احکامات پر عمل کرے۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا

فِیْهَا	كَمِشْكٰوةٍ	مَثَلُ نُوْرِهٖ	نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	اَللّٰهُ
جس میں	(ایسی ہے) جیسے ایک طاق	اس کے نور کی مثال	آسمانوں اور زمین کا نور (ہے)	اللہ

اللہ آسمانوں اور زمینوں کو روشن کرنے والا ہے۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہو جس میں

مِصْبَاحٌؕ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ

كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ	كَاَنَّهَا	اَلزُّجَاجَةُ	فِیْ زُجَاجَةٍ	اَلْمِصْبَاحُ	مِصْبَاحٌ
ایک موتی کی طرح چمکتا ہوا ستارہ (ہے)	گویا کہ وہ	فانوس	ایک فانوس میں (ہے)	(وہ) چراغ	چراغ (ہے)

چراغ ہے، وہ چراغ ایک فانوس میں ہے، وہ فانوس گویا ایک موتی کی طرح چمکتا ہوا ستارہ ہے

یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّ لَا

لَا	وَّ	شَرْقِیَّةٍ	لَّا	مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ	یُّوْقَدُ
نہ	اور	مشرق والا (ہے)	(جو) نہ	برکت والے درخت زیتون سے	جو روشن ہوتا ہے

جو زیتون کے برکت والے درخت سے روشن ہوتا ہے جو نہ مشرق والا ہے اور نہ

غَرْبِیَّةٍۙ یَّكَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍؕ

نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ	نَارٌ	لَمْ تَمْسَسْهُ	وَ لَوْ	یَّكَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ	غَرْبِیَّةٍ
نور پر نور (ہے)	آگ	نہ چھوئے اسے	اگرچہ	قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے	مغرب والا

مغرب والا ہے۔ قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے۔ نور پر نور ہے،

یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُؕ وَ یَضْرِبُ اللّٰهُ

اللّٰهُ	یَضْرِبُ	وَ	یَّشَآءُ	مَنْ	لِنُوْرِهٖ	اللّٰهُ	یَهْدِی

اللہ	بیان فرماتا ہے	اور	وہ چاہتا ہے	جسے	اپنے نور کی	اللہ	راہ دکھاتا ہے

اللہ اپنے نور کی راہ دکھاتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ لوگوں کیلئے مثالیں بیان فرماتا ہے

الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۳۵﴾ۙ

عَلِیْمٌ ﴿۳۵﴾	بِكُلِّ شَیْءٍ	اللّٰهُ	وَ	لِلنَّاسِ	الْاَمْثَالَ
خوب جاننے والا (ہے)	ہر چیز کو	اللہ	اور	لوگوں کیلئے	مثالیں

اور اللہ ہر شے کو خوب جاننے والا ہے ○

﴿**اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ**: اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔﴾ نور اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: آیت کے اس حصے کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کا ہادی ہے تو زمین و آسمان والے اس کے نور سے حق کی راہ پاتے ہیں اور اس کی ہدایت سے گمراہی کی حیرت سے نجات حاصل کرتے ہیں۔ بعض مفسرین نے فرمایا: اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کو منور فرمانے والا ہے اور اُس نے آسمانوں کو فرشتوں سے اور زمین کو انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے منور کیا۔[1]

﴿**مَثَلُ نُوْرِهٖ**: اس کے نور کی مثال۔﴾ بعض مفسرین کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے نور سے مومن کے دل کی وہ نورانیت مراد ہے جس سے وہ ہدایت پاتا اور راہ یاب ہوتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس نور کی مثال ہے جو اس نے مؤمن کو عطا فرمایا۔ بعض مفسرین نے اس نور سے قرآن مراد لیا اور ایک تفسیر یہ ہے کہ اس نور سے مراد سیِّدِ کائنات، افضلِ موجودات، رحمتِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔

نور کی مثال کے مختلف معانی

اہلِ علم نے اس آیت میں بیان کی گئی مثال کے کئی معنی بیان فرمائے ہیں، ان میں سے دو معنی درج ذیل ہیں:

(1)......نور سے مراد ہدایت ہے اور معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت انتہائی ظہور میں ہے کہ عالَمِ محسوسات

---

(۱) خازن، النور، تحت الآیۃ: ۳۵، ۳/۳۵۳.

میں اس کی تشبیہ ایسے روشن دان سے ہو سکتی ہے جس میں صاف شفاف فانوس ہو، اس فانوس میں ایسا چراغ ہو جو نہایت ہی بہتر اور پاک صاف زیتون سے روشن ہو تاکہ اس کی روشنی نہایت اعلیٰ اور صاف ہو۔

(2)......یہ سید المرسلین، محمدِ مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے نور کی مثال ہے۔ اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے حضرت کعب احبار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے فرمایا کہ اس آیت کے معنی بیان کرو۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مثال بیان فرمائی۔ روشندان (یعنی طاق) تو حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا سینہ شریف ہے اور فانوس، قلبِ مبارک اور چراغ، نبوت ہے جو کہ شجرِ نبوت سے روشن ہے اور اس نورِ محمدی کی روشنی کمالِ ظہور میں اس مرتبہ پر ہے کہ اگر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنے نبی ہونے کا بیان بھی نہ فرمائیں جب بھی خَلْق پر ظاہر ہو جائے۔

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ روشندان تو دو عالَم کے سردار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا سینہ مبارک ہے اور فانوس قلبِ اَطہر اور چراغ وہ نور جو اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھا کہ شرقی ہے نہ غربی نہ یہودی، نہ نصرانی، ایک شجرۂ مبارکہ سے روشن ہے، وہ شجرہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں۔ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے دل کے نور پر نورِ محمدی، نور پر نور ہے۔

حضرت محمد بن کعب قرظی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ روشن دان اور فانوس تو حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں اور چراغ حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور شجرۂ مبارکہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کہ اکثر انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام آپ کی نسل سے ہیں اور شرقی و غربی نہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نہ یہودی تھے نہ عیسائی، کیونکہ یہودی مغرب کی طرف نماز پڑھتے ہیں اور عیسائی مشرق کی طرف۔ قریب ہے کہ محمدِ مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مَحاسِن و کمالات نزولِ وحی سے پہلے ہی مخلوق پر ظاہر ہو جائیں۔ نور پر نور یہ کہ نبی کی نسل سے نبی ہیں اور نورِ محمدی نورِ ابراہیمی پر ہے۔[1] اس مثال کی تشریح میں ان کے علاوہ اور بھی بہت اَقوال ہیں۔

---

(۱) خازن، النور، تحت الآیة:۳۵، ۳/۳۵۴.

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن نے اس آیت کا خلاصہ ایک شعر میں سمو دیا، چنانچہ فرماتے ہیں:

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا   تیری صورت کے لئے آیا ہے سورہ نور کا

﴿مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ: برکت والے درخت زیتون سے۔﴾ زیتون کا درخت انتہائی برکت والا ہے کیونکہ اس میں بہت سارے فوائد ہیں، جیسے اس کا روغن جس کو زَیت کہتے ہیں انتہائی صاف اور پاکیزہ روشنی دیتا ہے۔ سر میں بھی لگایا جاتا ہے اور سالن کی جگہ روٹی سے بھی کھایا جاتا ہے۔ دنیا کے اور کسی تیل میں یہ وصف نہیں۔ زیتون کے درخت کے پتے نہیں گرتے۔ یہ درخت نہ سرد ملک میں واقع ہے نہ گرم ملک میں بلکہ ان کے درمیان ملک "شام" میں واقع ہے کہ نہ اُسے گرمی سے نقصان پہنچے نہ سردی سے اور وہ نہایت عمدہ و اعلیٰ ہے اور اس کے پھل انتہائی مُعتَدِل ہیں۔[1]

زیتون سے متعلق حضرت ابو اسید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "زیتون کھاؤ اور اس کا تیل استعمال کرو یہ مبارک درخت ہے۔"[2]

سوالات سبق نمبر (10)

(۱) نکاح کرنے کے شرعی احکام کیا ہیں؟

(۲) نکاح کی برکات سے متعلق تین احادیث بیان کیجئے۔

(۳) نکاح کی وجہ سے غنی ہونے کی نفسیاتی وجہ بیان کیجئے۔

(۴) نکاح کی استطاعت نہ رکھنے والوں کے لئے کیا شرعی احکام ہیں؟

(۵) غلام یا لونڈی سے مال کے عوض صلح کا معاہدہ کب مستحب ہے؟

(۶) زنا پر مجبور کیا جانا کب ثابت ہو گا؟

(۷) آیت نمبر 34 میں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک کے کتنے اور کونسے اوصاف بیان فرمائے؟

(۸) اللہ تعالیٰ کے زمین و آسمان کا نور ہونے سے کیا مراد ہے؟

(۹) زیتون کے تیل کو کیا کہتے ہیں؟ نیز اس تیل کے کیا فوائد ہیں؟

---

(۱) خازن، النور، تحت الآیۃ:۳۵، ۳/۳۵۳-۳۵۴، ملخصاً۔

(۲) ترمذی، کتاب الاطعمۃ، باب ما جاء فی اکل الزیت، ۳/۳۳۷، الحدیث:۱۸۵۹۔

سبق نمبر (11)

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ یُذْكَرَ						
فِیْ بُیُوْتٍ	اَذِنَ	اللّٰهُ	اَنْ	تُرْفَعَ	وَ	یُذْكَرَ
(ان) گھروں میں (ہے)	حکم دیا	اللہ (نے)	کہ	انہیں بلند کیا جائے، ان کی تعظیم کی جائے	اور	ذکر کیا جائے
ان گھروں میں ہے جن کی تعظیم کرنے اور ان میں اللہ کا نام ذکر کئے جانے						

فِیْهَا اسْمُهٗ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾					
فِیْهَا	اسْمُهٗ	یُسَبِّحُ	لَهٗ	فِیْهَا	بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾
ان میں	اس (اللہ) کا نام	تسبیح کرتے ہیں	اس کی	ان (گھروں) میں	صبح اور شام
کا اللہ نے حکم دیا ہے، ان میں صبح و شام اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں ○					

﴿فِیْ بُیُوْتٍ: گھروں میں۔﴾ اس آیت کا تعلق اس سے پہلے والی آیت کے ساتھ ہے اور معنی یہ ہے کہ نورِ الٰہی کی مثال اس طاق کی طرح ہے جو ان گھروں میں ہے جنہیں بنانے، اُن کی تعظیم و تطہیر کرنے اور ان میں اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کئے جانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اُن گھروں سے مسجدیں مراد ہیں۔(۱)

مسجد سے متعلق 4 احادیث

آیت کی مناسبت سے یہاں مسجد بنانے کے حکم، مسجد بنانے کے فضائل اور انہیں پاک صاف رکھنے سے متعلق 4 احادیث ملاحظہ ہوں:

(1)...... حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا: مسجدیں زمین میں اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں، یہ آسمان والوں کے لئے ایسے روشن ہوتی ہیں جیسے زمین والوں کے لئے آسمان کے ستارے روشن ہوتے ہیں۔(۲)

(2)...... حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے محلّوں میں مسجدیں تعمیر کرنے اور انہیں پاک صاف رکھنے کا حکم دیا ہے۔(۳)

---

(۱) خازن، النور، تحت الآیة:۳٦، ۳/۳۵۵.

(۲) معجم الکبیر، ومن مناقب عبد اللہ بن عباس واخبارہ، ۱۰/۲٦۲، الحدیث:۱۰٦۰۸.

(۳) ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب اتخاذ المساجد فی الدور، ۱/۱۹۷، الحدیث:۴۵۵.

(3)......حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے مسجد بنائے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔[1]

(4)......حضرت واثلہ بن اسقع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اپنی مسجدوں کو بچوں، پاگلوں، (مسجد میں) خرید و فروخت کرنے، شور کرنے، حد جاری کرنے اور تلواریں ننگی کرنے سے محفوظ رکھو۔[2]

﴿یُسَبِّحُ لَهٗ: اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔﴾ تسبیح سے مراد نمازیں ہیں، صبح کی تسبیح سے فجر اور شام سے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں مراد ہیں۔[3]

صبح یا شام مسجد میں جانے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جو صبح یا شام مسجد میں گیا اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے مہمانی کا اہتمام کرے گا جب بھی وہ صبح یا شام کو جائے۔[4]

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ					
رِجَالٌ	لَّا تُلْهِيْهِمْ	تِجَارَةٌ	وَّ	لَا	بَيْعٌ	عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ
(وہ) مرد	غافل نہیں کرتی انہیں	کوئی تجارت	اور	نہ	خرید و فروخت	اللہ کے ذکر سے
وہ مرد جن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر						

وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ						
وَ	اِقَامِ الصَّلٰوةِ	وَ	اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ	يَخَافُوْنَ	يَوْمًا	تَتَقَلَّبُ
اور	نماز قائم کرنے	اور	زکوٰۃ دینے (سے)	وہ ڈرتے ہیں	(اس) دن (سے)	الٹ جائیں گے
اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی وہ اس دن سے ڈرتے ہیں						

---

(۱) ابن ماجه، كتاب المساجد والجماعات، باب من بنى لله مسجداً، ۱/۴۰۷، الحديث:۷۳۵.

(۲) ابن ماجه، كتاب المساجد والجماعات، باب ما يكره في المساجد، ۱/۴۱۵، الحديث:۷۵۰.

(۳) مدارك، النور، تحت الآية:۳۶، ص۷۸۲.

(۴) بخاری، كتاب الاذان، باب فضل من غدا الى المسجد وراح، ۱/۲۳۷، الحديث:۶۶۲.

فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ لِیَجْزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ

فِیْهِ	الْقُلُوْبُ	وَ	الْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾	لِیَجْزِیَهُمُ	اللّٰهُ	اَحْسَنَ
اس میں	دل	اور	آنکھیں	تاکہ بدلہ دے انہیں	اللہ	سب سے بہتر

جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گے ○ تاکہ اللہ انہیں ان کے بہتر کاموں کا بدلہ دے

مَا عَمِلُوْا وَ یَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ

مَا	عَمِلُوْا	وَ	یَزِیْدَهُمْ	مِّنْ فَضْلِهٖ	وَ	اللّٰهُ
جو	انہوں نے کام کئے	اور	مزید عطا فرمائے انہیں	اپنے فضل سے	اور	اللہ

اور اپنے فضل سے انہیں مزید عطا فرمائے اور اللہ

یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾

یَرْزُقُ	مَنْ	یَّشَآءُ	بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾
رزق دیتا ہے	جسے	وہ چاہتا ہے	حساب کے بغیر

جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے ○

﴿**رِجَالٌ**: مرد۔﴾ اس آیت میں نور سے ہدایت حاصل کرنے والوں کے چند ظاہری و باطنی اعمال ذکر فرمائے گئے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ نور سے ہدایت حاصل کرنے والے وہ مرد ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے قلبی و لسانی ذکر اور نماز کے اوقات پر مسجدوں کی حاضری سے، نماز قائم کرنے اور انہیں وقت پر ادا کرنے سے اور زکوٰۃ کو وقت پر دینے سے غافل نہیں کرتی۔[1]

نماز سے متعلق صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ کا حال

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا بازار میں تھے، مسجد میں نماز کے لئے اقامت کہی گئی تو آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ نے دیکھا کہ بازار والے اُٹھے اور دوکانیں بند کر کے مسجد میں داخل ہوگئے۔ یہ دیکھ کر آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ آیت "**رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ**" ایسے ہی لوگوں کے حق میں ہے۔[2]

(۱) مدارک، النور، تحت الآیۃ:۳۷، ص۷۸۳، خازن، النور، تحت الآیۃ:۳۷، ۳/۳۵۵، ملتقطاً.

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، النور، تحت الآیۃ:۳۷، ۸/۲۶۰۷.

سُبْحَانَ اللہ! ان مقدس ہستیوں کے نزدیک نماز کی اہمیت عملی طور پر تجارت، کاروبار اور دوکانداری سے بڑھ کر تھی اسی لئے یہ اقامت کی آواز سنتے ہی سب کچھ بند کر کے نماز کے لئے حاضر ہو جاتے تھے اور اب کے مسلمانوں کا حال سب کو معلوم ہے کہ دوکان کے پاس مسجد ہونے کے باوجود جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے لئے حاضر ہونے کی بجائے اپنی دوکانداری میں مصروف رہتے ہیں اور اس اندیشے سے بھی نماز کے لئے حاضر نہیں ہوتے کہ پیچھے سے کوئی گاہک آ جائے اور وہ خالی چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ انہیں نماز کی اہمیت سمجھنے اور اسے وقت پر، جماعت کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

وقت پر اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے 3 فضائل

آیت کی مناسبت سے یہاں وقت پر اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے 3 فضائل ملاحظہ ہوں:

(1)...... حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، میں نے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے سوال کیا: اعمال میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: وقت کے اندر نماز۔[1]

(2)...... حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جس نے کامل وضو کیا، پھر نمازِ فرض کے لیے چلا اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھی تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔[2]

(3)...... حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: منافقین پر سب سے زیادہ گراں نماز عشا اور فجر ہے اور اگر وہ جانتے کہ ان میں کیا ہے؟ تو گھسٹتے ہوئے آتے۔ بیشک میں نے ارادہ کیا کہ نماز قائم کرنے کا حکم دوں پھر کسی کو حکم فرماؤں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں اپنے ہمراہ کچھ لوگوں کو جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں ان کے پاس لے کر جاؤں، جو نماز میں حاضر

(۱) بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب فضل الصلاۃ لوقتہا، ۱/۱۹۶، الحدیث: ۵۲۷۔

(۲) صحیح ابن خزیمہ، کتاب الامامۃ فی الصلاۃ، باب فضل المشی الی الجماعۃ متوضیاً...الخ، ۲/۳۷۳، الحدیث: ۱٤۸۹۔

نہیں ہوتے اور ان کے گھر اُن پر آگ سے جلادوں۔[1]

زکوٰۃ ادا کرنے کے فضائل

قرآن وحدیث میں زکوٰۃ ادا کرنے کے بہت فضائل بیان کئے گئے ہیں، یہاں ایک آیت اور ایک حدیث پاک ملاحظہ ہو، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ[2]

ترجمۂ کنزُ العِرفان: بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اور حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو بیشک اس کے مال کا شر اُس سے چلا گیا۔[3]

عورت کے لئے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے

یاد رہے کہ اس آیت میں بطورِ خاص مردوں کا ذکر اس لئے ہوا کہ عورتوں پر جمعہ یا جماعت کے ساتھ دیگر نمازوں کی ادائیگی کے لئے مسجد میں حاضر ہونا لازم نہیں۔[4] عورت کے لئے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ فضیلت کا حامل ہے، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: عورت کا دالان یعنی بڑے کمرے میں نماز پڑھنا، صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور کوٹھری میں نماز ادا کرنا دالان میں نماز ادا کرنے سے بہتر ہے۔[5]

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب المساجد..الخ، باب فضل صلاۃ الجماعۃ...الخ، ص۳۲۷، الحدیث:۲۵۲-(۶۵۱).

(۲) بقرہ:۲۷۷.

(۳) معجم الاوسط، باب الالف، من اسمہ: احمد، ۱/۴۳۱، الحدیث:۱۵۷۹.

(۴) خازن، النور، تحت الآیۃ:۳۷، ۳/۳۵۵.

(۵) ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب التشدید فی ذلک، ۱/۲۳۵، الحدیث:۵۷۰.

﴿یَخَافُوْنَ: ڈرتے ہیں۔﴾ آیت کی ابتداء میں جن مردوں کے اعمال ذکر فرمائے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں اُلٹ جائیں گی۔ یعنی وہ فرمانبردار بندے جو ذکر و طاعت میں نہایت مُسْتَعِد رہتے ہیں اور عبادت کی ادائیگی میں سرگرم رہتے ہیں، اس حُسنِ عمل کے باوجود وہ اس دن سے خائِف رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا نہ ہو سکا۔ آیت میں قیامت کے دن کا ایک حال بتایا گیا کہ اس دن دل اور آنکھیں اُلٹ جائیں گے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ دلوں کا اُلٹ جانا یہ ہے کہ شدتِ خوف اور اِضطراب سے دل اُلٹ کر گلے تک چڑھ جائیں گے، نہ باہر نکلیں نہ نیچے اُتریں اور آنکھیں اُوپر چڑھ جائیں گی یا اس کے یہ معنی ہیں کہ کفار کے دل کفر و شک سے ایمان و یقین کی طرف پلٹ جائیں گے اور آنکھوں سے پردے اُٹھ جائیں گے۔[1]

﴿لِیَجْزِیَهُمُ اللّٰهُ: تاکہ اللہ انہیں بدلہ دے۔﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ان نیک کاموں میں اس لئے مشغول ہوتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے بہتر اَعمال کا ثواب عطا کرے اور صرف یہی نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں مزید بھی عطا کرے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رِزق عطا فرماتا ہے۔[2]

سوالات سبق نمبر (11)

(۱) مسجد کے فضائل پر کوئی دو حدیثیں بیان کیجئے۔

(۲) قرآنِ پاک میں ہدایت پانے والوں کے کیا اوصاف بیان کئے گئے ہیں؟

(۳) جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی کیا فضیلت ہے؟

(۴) عورت کا کس جگہ نماز پڑھنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟

(۵) دلوں کے الٹ جانے سے کیا مراد ہے؟

---

(۱) خازن، النور، تحت الآية:۳۷، ۳/۳۵۵-۳۵۶.

(۲) خازن، النور، تحت الآية:۳۸، ۳/۳۵۶.

سبق نمبر (12)

وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِیْعَةٍ				
وَ	الَّذِیْنَ	كَفَرُوْۤا	اَعْمَالُهُمْ	كَسَرَابٍۭ بِقِیْعَةٍ
اور	وہ لوگ جنھوں نے	کفر کیا	ان کے اعمال	کسی بیابان میں دھوپ میں چمکتی ریت جیسے (ہیں)
اور کافروں کے اعمال ایسے ہیں جیسے کسی بیابان میں دھوپ میں پانی کی طرح چمکنے والی ریت ہو،				

یَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءًؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَهٗ					
یَّحْسَبُهُ	الظَّمْاٰنُ	مَآءً	حَتّٰۤى	اِذَا	جَآءَهٗ
گمان کرتا ہے اسے	پیاسا آدمی	پانی	یہاں تک کہ	جب	وہ آتا ہے اس کے پاس
پیاسا آدمی اسے پانی سمجھتا ہے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس آتا ہے					

لَمْ یَجِدْهُ شَیْــٴًـا وَّ وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ						
لَمْ یَجِدْهُ	شَیْــٴًـا	وَّ	وَجَدَ	اللّٰهَ	عِنْدَهٗ	فَوَفّٰىهُ
(تو) نہیں پاتا اسے	کچھ (بھی)	اور	وہ پائے گا	اللہ (کو)	اپنے قریب	تو وہ پورا دے گا اسے
تو اسے کچھ بھی نہیں پاتا اور وہ اللہ کو اپنے قریب پائے گا تو اللہ اسے						

حِسَابَهٗؕ وَ اللّٰهُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾			
حِسَابَهٗ	وَ	اللّٰهُ	سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾
اس کا حساب	اور	اللہ	جلد حساب کر لینے والا (ہے)
اس کا پورا حساب دے گا اور اللہ جلد حساب کر لینے والا ہے ○			

﴿وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا: اور جو کافر ہوئے۔﴾ اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے حالات بیان فرمائے اور اس آیت سے کافروں کے بارے میں بیان فرمایا کہ وہ آخرت میں شدید خسارے کا شکار ہوں گے اور دنیا میں بھی انہیں طرح طرح کی ظلمتوں کا سامنا ہو گا۔ اسی سلسلے میں یہاں دو مثالیں بیان کی گئیں، اس آیت میں ذکر کی گئی مثال کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار کے ظاہری اچھے اَعمال کی مثال ایسی ہے جیسے کسی بیابان میں

دھوپ میں پانی کی طرح چمکنے والی ریت ہو، پیاسا آدمی اسے پانی سمجھ کر اس کی تلاش میں چلا اور جب وہاں پہنچا تو پانی کا نام ونشان نہ تھا تو وہ سخت مایوس ہو گیا ایسے ہی کافر اپنے خیال میں نیکیاں کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا ثواب پائے گا، لیکن جب میدانِ قیامت میں پہنچے گا تو ثواب نہ پائے گا بلکہ عذابِ عظیم میں گرفتار ہو گا اور اس وقت اس کی حسرت اور اس کا غم اس پیاس سے بدرجہا زیادہ ہو گا۔[1]

کفار کے لئے بیان کی گئی مثال میں مسلمانوں کے لئے نصیحت

اس آیت میں ان مسلمانوں کے لئے بھی بڑی عبرت و نصیحت ہے جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو اس کے حکم کی نافرمانی اور مخالفت کرنے میں صرف کرتے ہیں، پھر عادت و رسم، رِیاکاری و دِکھلاوے کے طور پر، اور غفلت کے ساتھ نیک اَعمال کرتے ہیں اور جہالت کی وجہ سے یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ وہ نیک کام کر رہے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ شیطان نے ان کے لئے ان کے اعمال کو مُزَیَّن کر دیا اور ان کے اعمال کی مثال صحراء میں چمکنے والی ریت کی طرح ہے، اسی طرح وہ اپنے اعمال کے بارے میں یہ گمان کر رہے ہوتے ہیں کہ ان نیک اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان پر کوئی غضب و جلال نہ فرمائے گا اور ان کے لئے جہنم کی آگ کو ٹھنڈا کر دیا جائے گا، لیکن جب انہیں موت آئے گی تو معاملہ ان کے گمان سے انتہائی برعکس ہو گا، قیامت کے دن میزانِ عمل میں ان کے اعمال کا کوئی وزن نہ ہو گا، اللہ تعالیٰ ان کے بُرے اعمال کی وجہ سے ان پر غضب فرمائے گا اور جس سزا کے یہ حق دار ہیں وہ سزا انہیں دے گا۔ لہٰذا ہر عقلمند انسان کو چاہئے کہ اس مثال کو سمجھے اور اس سے نصیحت حاصل کرتے ہوئے اپنے اعمال کی اصلاح کی طرف بھرپور توجہ دے۔

اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰىهُ مَوْجٌ				
مَوْجٌ	یَّغْشٰىهُ	فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ	كَظُلُمٰتٍ	اَوْ
ایک موج (نے)	ڈھانپ لیا ہو اسے	کسی گہرے سمندر میں	جیسے تاریکیاں (ہوں)	یا
یا جیسے کسی گہرے سمندر میں تاریکیاں ہوں جس کو اوپر سے ایک موج نے ڈھانپ لیا ہو،				

(۱) تفسیر کبیر، النور، تحت الآیۃ:۳۹، ۸/۳۹۹، خازن، النور، تحت الآیۃ:۳۹، ۳/۳۵۶، ملتقطاً۔

مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌؕ ظُلُمٰتٌۢ				
مِّنْ فَوْقِهٖ	مَوْجٌ	مِّنْ فَوْقِهٖ	سَحَابٌ	ظُلُمٰتٌۢ
اس کے اوپر سے	(دوسری) موج (ہو)	اس (موج) کے اوپر سے	بادل (ہوں)	اندھیرے (ہیں)
اس موج پر ایک اور موج ہو، (پھر) اس (دوسری) موج پر بادل ہوں۔ اندھیرے ہی اندھیرے ہیں				

بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَكَدْ یَرٰىهَاؕ					
بَعْضُهَا	فَوْقَ بَعْضٍ	اِذَاۤ	اَخْرَجَ	یَدَهٗ	لَمْ یَكَدْ یَرٰىهَا
ان کے بعض	بعض کے اوپر (ہیں)	جب	کوئی نکالتا ہے	اپنا ہاتھ	(تو) وہ اسے دکھائی دیتا معلوم نہ ہو
ایک کے اوپر دوسرا اندھیرا ہے کہ جب کوئی اپنا ہاتھ نکالے تو اسے اپنا ہاتھ بھی دکھائی دیتا معلوم نہ ہو					

وَ مَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ۠ (۴۰)								
وَ	مَنْ	لَّمْ یَجْعَلِ	اللّٰهُ	لَهٗ	نُوْرًا	فَمَا	لَهٗ	مِنْ نُّوْرٍ (۴۰)
اور	وہ شخص جو	نہ بنائے	اللہ	اس کے لئے	نور	تو نہیں	اس کے لیے	کوئی نور
اور جس کیلئے اللہ نور نہ بنائے اس کے لیے کوئی نور نہیں ○								

ع

﴿اَوْ كَظُلُمٰتٍ: یا جیسے تاریکیاں ہوں۔﴾ اس آیت میں کفار کے بُرے اعمال کی مثال بیان کی گئی ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کافروں کے بُرے اعمال ایسے ہوں گے جیسے کسی گہرے سمندر میں تاریکیاں ہوں جس کو اوپر سے ایک موج نے ڈھانپ لیا ہو، اس موج پر ایک دوسری موج ہو، پھر اس دوسری موج پر بادل ہوں، اندھیرے ہی اندھیرے ہیں کہ ایک اندھیرا دریا کی گہرائی کا، اس پر ایک اور اندھیرا تہ بہ تہ موجوں کا، اس پر اور اندھیرا بادلوں کی گھری ہوئی گھٹا کا، ان اندھیریوں میں شدت کا یہ عالم کہ جو اس میں ہو، وہ اپنا ہاتھ نکالے تو اسے اپنا ہاتھ بھی دکھائی دیتا معلوم نہ ہو حالانکہ اپنا ہاتھ انتہائی قریب اور اپنے جسم کا جزو ہے جب وہ بھی نظر نہ آئے تو اور دوسری چیز کیا نظر آئے گی۔ ایسا ہی کفار کا حال ہے کہ وہ تین اندھیروں یعنی باطل اِعتقاد، ناحق قول اور قبیح عمل کی تاریکیوں میں گرفتار ہیں۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ دریا کے گنڈے اور اس کی گہرائی سے کافر کے دل کو اور موجوں سے جہل، شک اور حیرت کو جو کافر کے دل پر چھائے ہوئے ہیں اور بادلوں سے مُہر کو

جو اُن کے دِلوں پر ہے تشبیہ دی گئی۔ (1)

﴿وَ مَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ: اور جس کے لئے اللہ نور نہ بنائے اس کے لیے کوئی نور نہیں۔﴾ یعنی جسے اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید کے نور سے ہدایت دینا اور قرآنِ کریم پر ایمان لانے کی توفیق دینا نہ چاہے تو اسے اصلاً کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ (2)

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ					
اَلَمْ تَرَ	اَنَّ	اللّٰهَ	یُسَبِّحُ	لَهٗ	مَنْ	فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ
کیا تم نے نہ دیکھا	کہ	اللہ	تسبیح کرتا ہے	اس کی	جو کوئی	آسمانوں اور زمین میں (ہے)
کیا تم نے نہ دیکھا کہ جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں وہ سب						

وَ الطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَ تَسْبِیْحَهٗؕ								
وَ	الطَّیْرُ	صٰٓفّٰتٍ	كُلٌّ	قَدْ	عَلِمَ	صَلَاتَهٗ	وَ	تَسْبِیْحَهٗ
اور	پرندے	پر پھیلائے ہوئے	سب (نے)	تحقیق	جان لی	اپنی نماز	اور	اپنی تسبیح
اور پرندے (اپنے) پر پھیلائے ہوئے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں سب کو اپنی نماز اور اپنی تسبیح معلوم ہے								

وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾				
وَ	اللّٰهُ	عَلِیْمٌۢ	بِمَا	یَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾
اور	اللہ	خوب جاننے والا (ہے)	(اس) کو جو	وہ کام کرتے ہیں
اور اللہ ان کے کاموں کو خوب جاننے والا ہے ○				

﴿اَلَمْ تَرَ: کیا تم نے نہ دیکھا۔﴾ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت اور قدرت پر دلائل بیان فرمائے اور ان کے بعد منافقین کا حال بیان فرمایا ہے۔ اس آیت میں حضور سیّدُ المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کو یہ خبر دینے کے لئے خطاب فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نور کے اعلیٰ مراتب پر فائض فرمایا ہے اور ان کے سامنے

---

(۱) خازن، النور، تحت الآیۃ: ۴۰، ۳/۳۵۶-۳۵۷۔

(۲) روح البیان، النور، تحت الآیۃ: ۴۰، ۶/۱۶۳۔

ملکوت و ملک کے انتہائی باریک اور مخفی ترین اسرار بیان فرمائے ہیں، چنانچہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ کو مضبوط اور قوی مشاہدے، صریح وحی اور صحیح اِستدلال کے ذریعے اس چیز کا یقینی علم حاصل ہے کہ آسمانوں اور زمین میں موجود تمام مخلوق اور ان کے درمیان پرندے اپنے پَر پھیلائے ہوئے اللہ تعالٰی کی ذات، صفات اور اَفعال میں ہر اس نَقْص و عیب سے پاکی بیان کر رہے ہیں جو اللہ تعالٰی کی شانِ جلیل کے لائق نہیں۔ ان میں سے ہر ایک اپنی نماز اور اپنی تسبیح جانتا ہے اور اللہ تعالٰی نے نماز و تسبیح کا جسے جو طریقہ سکھایا اسی کے مطابق وہ عمل کرتا ہے۔(اگرچہ ہمیں وہ طریقہ دکھائی نہ دے یا سمجھ نہ آئے۔)[1]

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِۚ وَ اِلَى اللّٰهِ الْمَصِیْرُ ﴿۴۲﴾					
وَ	لِلّٰهِ	مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	وَ	اِلَى اللّٰهِ	الْمَصِیْرُ ﴿۴۲﴾
اور	اللہ ہی کے لیے (ہے)	آسمانوں اور زمین کی بادشاہت	اور	اللہ ہی کی طرف	لوٹنا (ہے)
اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے ○					

﴿وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ: اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کے لیے ہے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت کسی اور کے لئے نہیں بلکہ صرف اللہ تعالٰی ہی کے لیے ہے کیونکہ وہی ان کا خالق ہے اور وہی ان میں ہر طرح کا تَصَرُّف فرمانے کی قدرت رکھتا ہے اور مخلوق کو فنا ہونے کے بعد جب دوبارہ زندہ کیا جائے گا تو سب نے صرف اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں ہی لوٹنا ہے لہٰذا ہر عقلمند انسان کو چاہئے کہ صرف ایسے قوت والے مالک کی ہی عبادت کرے اور زبان و دل سے اسی کی پاکی بیان کرے۔[2]

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُزْجِیْ سَحَابًا ثُمَّ یُؤَلِّفُ						
اَلَمْ تَرَ	اَنَّ	اللّٰهَ	یُزْجِیْ	سَحَابًا	ثُمَّ	یُؤَلِّفُ
کیا تم نے نہ دیکھا	کہ	اللہ	نرمی کے ساتھ چلاتا ہے	بادل (کو)	پھر	ملاپ کر دیتا ہے
کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ نرمی کے ساتھ بادل کو چلاتا ہے پھر انہیں آپس میں						

(۱) ابو سعود، النور، تحت الآیۃ: ۴۱، ۴/۹۸، تفسیر سمرقندی، النور، تحت الآیۃ: ۴۱، ۲/۴۴۳، ملتقطاً.

(۲) روح البیان، النور، تحت الآیۃ: ۴۲، ۶/۱۶۴.

بَیْنَهٗ ثُمَّ یَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى

فَتَرَى	رُكَامًا	یَجْعَلُهٗ	ثُمَّ	بَیْنَهٗ
تو تو دیکھتا ہے	تہ در تہ	کر دیتا ہے اسے	پھر	اس (بادل کے ٹکڑوں) کے درمیان

ملا دیتا ہے پھر انہیں تہ در تہ کر دیتا ہے تو تم دیکھتے ہو

الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ

مِنَ السَّمَآءِ	یُنَزِّلُ	وَ	مِنْ خِلٰلِهٖ	یَخْرُجُ	الْوَدْقَ
آسمان سے	وہ اتارتا ہے	اور	اس کے درمیان سے	وہ نکلتی ہے	بارش (کو)

کہ اس کے درمیان میں سے بارش نکلتی ہے اور وہ آسمان میں موجود

مِنْ جِبَالٍ فِیْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَیُصِیْبُ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ

یَّشَآءُ	مَنْ	بِهٖ	فَیُصِیْبُ	مِنْۢ بَرَدٍ	مِنْ جِبَالٍ فِیْهَا
وہ چاہتا ہے	جس (پر)	ان کو	پھر ڈال دیتا ہے	کچھ اولے	اس میں (موجود برف کے) پہاڑوں سے

برف کے پہاڑوں سے اولے اُتارتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے اس پر انہیں ڈال دیتا ہے

وَیَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ یَّشَآءُ ؕ یَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ یَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾

یَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ یَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾	یَّشَآءُ	عَنْ مَّنْ	یَصْرِفُهٗ	وَ
قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک لے جائے آنکھیں	وہ چاہتا ہے	جس سے	پھیر دیتا ہے انہیں	اور

اور جس سے چاہتا ہے اس سے انہیں پھیر دیتا ہے قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک آنکھیں لے جائے ○

﴿اَلَمْ تَرَ: کیا تم نے نہ دیکھا۔﴾ اس آیت میں حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ ساتھ ہر عقلمند سے بھی خطاب ہے کیونکہ جو ان چیزوں میں غور و فکر کرے گا تو وہ جان لے گا اور جاننے والے کا علم و یقین مزید بڑھ جائے گا کہ اللہ تعالیٰ قدرت والا، حکمت والا ہے۔ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ جس سرزمین اور جن شہروں کی طرف چاہے نرمی کے ساتھ بادل کو چلاتا ہے، پھر انہیں آپس میں ملا دیتا ہے اور ان کے جدا جدا ٹکڑوں کو یک جا کر دیتا ہے، پھر انہیں تہ در تہ کر دیتا ہے، تو تم دیکھتے ہو کہ اس کے درمیان میں سے بارش نکلتی ہے اور اللہ تعالیٰ آسمان میں موجود برف کے پہاڑوں سے اولے اُتارتا ہے، پھر جس پر چاہتا ہے اس

پر ڈال دیتا ہے اور جس کے جان و مال کو چاہتا ہے ان سے ہلاک و تباہ کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اس سے اولوں کو پھیر دیتا ہے اور اُس کے جان و مال کو محفوظ رکھتا ہے، قریب ہے کہ اس بادل کی بجلی کی چمک آنکھوں کے نور کو لے جائے اور روشنی کی تیزی سے آنکھوں کو بے کار کر دے۔ آگ ٹھنڈک اور پانی کی ضد ہے اور آگ کا ٹھنڈک سے ظاہر ہونا ایک شے کا اپنی ضد سے ظاہر ہونا ہے اور یہ کسی قادر و حکیم کی قدرت کے بغیر ممکن نہیں۔[۱]

﴿وَ یُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِیْهَا مِنْۢ بَرَدٍ: اور وہ آسمان میں موجود برف کے پہاڑوں سے اولے اُتارتا ہے۔﴾

امام فخر الدین رازی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس آیت کے بارے میں مفسرین کے دو قول ہیں: (1) آسمان میں اولوں کے پہاڑ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اسی طرح پیدا فرمایا ہے، پھر وہ ان پہاڑوں میں سے جتنے اولے چاہتا ہے نازل فرماتا ہے۔ یہ اکثر مفسرین کا قول ہے۔ (2) آسمان سے مراد حقیقی آسمان نہیں بلکہ وہ بادل ہے جو لوگوں کے سروں پر بلند ہے، اسے بلندی کی وجہ سے آسمان فرمایا گیا کیونکہ ''سماء'' اس چیز کو کہتے ہیں جو تجھ سے بلند ہے اور تیرے اوپر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بادل سے اولے نازل فرماتا ہے، جبکہ پہاڑوں سے بڑے بڑے بادل مراد ہیں کیونکہ وہ بڑا ہونے کی وجہ سے پہاڑوں کے مشابہ ہیں، جیسے مال کی وسعت کی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ فلاں آدمی مال کے پہاڑوں کا مالک ہے (اسی طرح یہاں بادلوں کو بڑا ہونے کی وجہ سے پہاڑوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے) اور یہ مفسرین کہتے ہیں کہ اولے جما ہوا پانی ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے بادلوں میں پیدا فرمایا ہے، پھر وہ انہیں زمین کی طرف نازل فرماتا ہے۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ پہلا قول زیادہ مناسب ہے کیونکہ آسمان ایک مخصوص جسم کا نام ہے اور اسے بادل کا نام قرار دینا مجازی طور پر ہے اور جس طرح یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ بادلوں میں پانی رکھے، پھر اسے اولوں کی صورت میں نازل فرمائے تو بلاشبہ یہ بھی صحیح ہے کہ آسمان میں اولوں کے پہاڑ ہوں اور جب دونوں کاموں کا اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہونا صحیح ہے تو اس آیت کے ظاہری معنی کو ترک کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔[۲]

یاد رہے کہ امام عبد اللہ بن عمر بیضاوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ''تفسیر بیضاوی'' میں، علامہ شہاب الدین احمد بن

---

(۱) صاوی، النور، تحت الآیۃ:۴۳، ۴/۱۴۱۰-۱۴۱۱، مدارک، النور، تحت الآیۃ:۴۳، ص۷۸۴-۷۸۵، خازن، النور، تحت الآیۃ:۴۳، ۳/۳۵۷، تفسیر کبیر، النور، تحت الآیۃ:۴۳، ۸/۴۰۴-۴۰۵، ملتقطاً۔

(۲) تفسیر کبیر، النور، تحت الآیۃ:۴۳، ۸/۴۰۵۔

عمر خفاجی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے بیضاوی کے حاشیے "عنایۃ القاضی" میں اور محمد بن مصلح الدین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے تفسیر بیضاوی پر اپنے حاشیے "محی الدین شیخ زادہ" میں، امام ابو سعود محمد بن محمد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے "تفسیر ابو سعود" میں اور علامہ اسماعیل حقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے "تفسیر روح البیان" میں دوسرے قول کو اختیار فرمایا ہے کہ یہاں آسمان سے مراد بادل ہیں۔

يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً							
يُقَلِّبُ	اللّٰهُ	الَّيْلَ	وَ	النَّهَارَ	اِنَّ	فِيْ ذٰلِكَ	لَعِبْرَةً
تبدیل فرماتا ہے	اللہ	رات	اور	دن (کو)	بیشک	اس میں	ضرور سمجھنے کا مقام (ہے)
اللہ رات اور دن کو تبدیل فرماتا ہے، بیشک اس میں آنکھ والوں کیلئے							

لِّاُولِی الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾
لِّاُولِی الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾
آنکھوں والوں کیلئے
سمجھنے کا مقام ہے ○

﴾**يُقَلِّبُ اللّٰهُ**: **اللہ تبدیل فرماتا ہے۔**﴿ یعنی اللہ تعالٰی رات اور دن کو تبدیل فرماتا ہے اس طرح کہ رات کے بعد دن لاتا اور دن کے بعد رات لاتا ہے۔ بیشک بادلوں کو چلانے، ان سے بارش نکلنے، آسمانوں سے اولے برسانے، بادلوں سے بجلی ظاہر کرنے اور دن رات کو تبدیل کرنے میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے اللہ تعالٰی کے وجود، اس کی قدرت اور وحدانیت پر واضح دلائل موجود ہیں۔[1]

سوالات سبق نمبر (12)

(۱) قرآن کریم میں کفار کے ظاہری اچھے اعمال کی ذکر کردہ مثال کا خلاصہ بیان کیجئے۔

(۲) قرآن کریم میں کفار کے برے اعمال کی ذکر کردہ مثال کا خلاصہ بیان کیجئے۔

(۳) کفار کے لئے بیان کی گئی مثال میں مسلمانوں کے لئے کیا نصیحت ہے؟

(۴) آیت نمبر 41 کا خلاصہ بیان کیجئے۔

(۵) آیت نمبر 43 کا خلاصہ بیان کیجئے۔

(۱) مدارک، النور، تحت الآیۃ: ۴۴، ص ۷۸۵، ملخصاً.

سبق نمبر (13)

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ							
وَ	اللّٰهُ	خَلَقَ	كُلَّ دَآبَّةٍ	مِّنْ مَّآءٍ	فَمِنْهُمْ	مَّنْ	يَّمْشِيْ
اور	اللہ (نے)	بنایا	ہر جاندار	پانی سے	تو ان میں سے	(کوئی وہ ہے) جو	چلتا ہے
اور اللہ نے زمین پر چلنے والا ہر جاندار پانی سے بنایا تو ان میں کوئی							

عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ						
عَلٰى بَطْنِهٖ	وَ	مِنْهُمْ	مَّنْ	يَّمْشِيْ	عَلٰى رِجْلَيْنِ	وَ
اپنے پیٹ پر	اور	ان میں سے	(کوئی وہ ہے) جو	چلتا ہے	دو پاؤں پر	اور
اپنے پیٹ کے بل چلتا ہے اور ان میں کوئی دو پاؤں پر چلتا ہے اور						

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰۤى اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ							
مِنْهُمْ	مَّنْ	يَّمْشِيْ	عَلٰۤى اَرْبَعٍ	يَخْلُقُ	اللّٰهُ	مَا	يَشَآءُ
ان میں سے	(کوئی وہ ہے) جو	چلتا ہے	چار (پاؤں) پر	پیدا فرماتا ہے	اللہ	جو	وہ چاہتا ہے
ان میں کوئی چار پاؤں پر چلتا ہے۔ اللہ جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے۔							

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾			
اِنَّ	اللّٰهَ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾
بیشک	اللہ	ہر چیز پر	قادر (ہے)
بیشک اللہ ہر شے پر قادر ہے ○			

﴿وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ: اور اللہ نے زمین پر چلنے والا ہر جاندار پانی سے بنایا۔﴾ اس سے پہلی آیات میں آسمانوں اور زمین کے احوال سے اور آسمانی آثار سے اللہ تعالیٰ کی قدرت و وحدانیت پر دلائل ذکر کئے گئے اور اس آیت سے جانداروں کے احوال سے اللہ تعالیٰ کی قدرت و وحدانیت پر اِستدلال کیا جارہا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جانداروں کی تمام اَجناس کو پانی کی جنس سے پیدا کیا اور پانی ان سب کی اصل ہے اور اپنی

اصل میں متحد ہونے کے باوجود ان سب کا حال ایک دوسرے سے کس قدر مختلف ہے، یہ کائنات کو تخلیق فرمانے والے کے علم و حکمت اور اس کی قدرت کے کمال کی روشن دلیل ہے کہ اس نے پانی جیسی چیز سے ایسی عجیب مخلوق پیدا فرمادی۔ مزید فرمایا کہ ان جانداروں میں کوئی اپنے پیٹ کے بل چلتا ہے جیسا کہ سانپ، مچھلی اور بہت سے کیڑے اور ان میں کوئی دو پاؤں پر چلتا ہے جیسا کہ آدمی اور پرندے اور ان میں کوئی چار پاؤں پر چلتا ہے جیسا کہ چوپائے اور درندے۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اور جیسے چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے۔ بیشک اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر شے پر قادر ہے تو کچھ بھی اس کے لئے مشکل نہیں۔[1]

نوٹ: اللہ تعالیٰ کی عجیب و غریب مخلوقات کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لئے کتاب "حیاۃ الحیوان" کا مطالعہ فرمائیں۔

لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍؕ وَ اللّٰهُ یَهْدِیْ

لَقَدْ	اَنْزَلْنَاۤ	اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ	وَ	اللّٰهُ	یَهْدِیْ
ضرور بیشک	ہم نے نازل فرمائیں	صاف بیان کرنے والی آیتیں	اور	اللہ	ہدایت دیتا ہے

بیشک ہم نے صاف بیان کرنے والی آیتیں نازل فرمائیں اور اللہ

مَنْ یَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (۴۶)

مَنْ	یَّشَآءُ	اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (۴۶)
جسے	وہ چاہتا ہے	سیدھے راستے کی طرف

جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے ○

﴿**لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ**: **بیشک ہم نے صاف بیان کرنے والی آیتیں نازل فرمائیں۔**﴾ ارشاد فرمایا کہ بیشک ہم نے صاف بیان کرنے والی آیتیں یعنی قرآنِ کریم نازل فرمایا جس میں ہدایت و احکام اور حلال و حرام کا واضح بیان ہے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے اور سیدھی راہ جس پر چلنے سے اللہ تعالیٰ

(۱) تفسیر کبیر، النور، تحت الآیة:۴۵، ۸/۴۰۶-۴۰۷، مدارک، النور، تحت الآیة:۴۵، ص۷۸۵، خازن، النور، تحت الآیة:۴۵، ۳/۳۵۸، ملتقطاً.

کی رضا اور آخرت کی نعمت میسر ہو، وہ دینِ اسلام ہے۔[1]

قرآنِ پاک نازل کرنے کا ذکر فرمانے کے بعد بتایا جا رہا ہے کہ انسان تین فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک وہ جنہوں نے ظاہری طور پر حق کی تصدیق کی اور باطنی طور پر اس کی تکذیب کرتے رہے، وہ منافق ہیں۔ دوسرا وہ جنہوں نے ظاہری طور پر بھی تصدیق کی اور باطنی طور پر بھی مُعتَقِد رہے، یہ مخلص لوگ ہیں۔ تیسرا وہ جنہوں نے ظاہری طور پر بھی تکذیب کی اور باطنی طور پر بھی، وہ کفار ہیں۔ اگلی آیات میں ترتیب سے ان کا ذکر فرمایا جارہا ہے۔[2]

وَ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالرَّسُوْلِ وَ اَطَعْنَا ثُمَّ

وَ	یَقُوْلُوْنَ	اٰمَنَّا	بِاللّٰهِ	وَ	بِالرَّسُوْلِ	وَ	اَطَعْنَا	ثُمَّ
اور	(منافقین) کہتے ہیں	ہم ایمان لائے	اللّٰہ پر	اور	رسول پر	اور	ہم نے اطاعت کی	پھر

اور (منافقین) کہتے ہیں: ہم اللّٰہ اور رسول پر ایمان لائے اور ہم نے اطاعت کی پھر

یَتَوَلّٰى فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَؕ وَ مَاۤ اُولٰٓىٕكَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ (۴۷)

یَتَوَلّٰى	فَرِیْقٌ	مِّنْهُمْ	مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ	وَ	مَاۤ	اُولٰٓىٕكَ	بِالْمُؤْمِنِیْنَ (۴۷)
پلٹ جاتا ہے	ایک گروہ	ان میں سے	اس کے بعد	اور	نہیں	یہ لوگ	ایمان والے

ان میں سے ایک گروہ اس کے بعد پھر جاتا ہے اور (حقیقت میں) وہ مسلمان نہیں ہیں ○

﴿وَیَقُوْلُوْنَ: اور کہتے ہیں۔﴾ اس آیت میں انسانوں کے پہلے گروہ کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ کہتے ہیں ہم اللّٰہ تعالٰی اور رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لائے اور ہم نے ان کی اطاعت کی، پھر ان میں سے ایک گروہ اس اقرار کے بعد پھر جاتا ہے اور اپنے قول کی پابندی نہیں کرتا اور حقیقت میں وہ مسلمان نہیں منافق ہیں کیونکہ ان کے دل ان کی زبانوں کے مُوافِق نہیں۔[3]

(۱) خازن، النور، تحت الآية: ٤٦، ٣/٣٥٨.

(۲) مدارک، النور، تحت الآية: ٤٦، ص٧٨٦.

(۳) جلالین، النور، تحت الآية: ٤٧، ص٣٠٠، ملخصاً.

وَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ

وَ	اِذَا	دُعُوْۤا	اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ	لِیَحْكُمَ
اور	جب	انہیں بلایا جاتا ہے	اللّٰہ اور اس کے رسول کی طرف	تاکہ (رسول) فیصلہ کردے

اور جب انہیں اللّٰہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ رسول ان کے درمیان فیصلہ فرمادے

بَیْنَهُمْ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ (۴۸)

بَیْنَهُمْ	اِذَا	فَرِیْقٌ	مِّنْهُمْ	مُّعْرِضُوْنَ (۴۸)
ان کے درمیان	(تو) اسی وقت	ایک گروہ	ان میں سے	منہ پھیر لیتا (ہے)

تو اسی وقت ان میں سے ایک فریق منہ پھیرنے لگتا ہے ○

﴿وَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ: اور جب انہیں اللّٰہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے۔﴾ اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ بشر نامی منافق کا زمین کے معاملے میں ایک یہودی سے جھگڑا تھا، یہودی جانتا تھا کہ اس معاملہ میں وہ سچا ہے اور اس کو یقین تھا کہ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حق و عدل کا فیصلہ فرماتے ہیں، اِس لئے اُس نے خواہش کی کہ اس مقدمے کا فیصلہ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے کرایا جائے۔ لیکن منافق بھی جانتا تھا کہ وہ باطل پر ہے اور سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عدل و انصاف میں کسی کی رُو رِعایت نہیں فرماتے، اس لئے وہ حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے فیصلہ پر تو راضی نہ ہوا اور کعب بن اشرف یہودی سے فیصلہ کرانے کا اصرار کیا اور تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بارے میں کہنے لگا کہ وہ ہم پر ظلم کریں گے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔[1]

آیت ”وَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ“ سے معلوم ہونے والے اُمور

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

(1)...... حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ اللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ ہے اور ان کے ہاں حاضری اللّٰہ تعالیٰ کے حضور حاضری ہے کیونکہ ان لوگوں کو حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی طرف بلایا گیا تھا، جسے

(۱) مدارک، النور، تحت الآیۃ: ۴۸، ص۷۸۶.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اللہ ورسول کی طرف بلایا گیا۔

(2)......حضورِ انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا حکم اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جس کے خلاف اپیل ناممکن ہے اور حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حکم سے منہ موڑنا رب تعالیٰ کے حکم سے منہ موڑنا ہے۔

وَ اِنْ یَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ یَاْتُوْۤا اِلَیْهِ مُذْعِنِیْنَ ﴿۴۹﴾

مُذْعِنِیْنَ ﴿۴۹﴾	اِلَیْهِ	یَاْتُوْۤا	الْحَقُّ	لَّهُمُ	یَّكُنْ	اِنْ	وَ
جلدی کرتے ہوئے، مانتے ہوئے	اس کی طرف	(تو) وہ آتے ہیں	حق (فیصلہ)	ان کے لئے	ہو جائے	اگر	اور

اور اگر فیصلہ ان کیلئے ہو جائے تو اس کی طرف خوشی خوشی جلدی سے آتے ہیں ○

﴿وَاِنْ: اور اگر۔﴾ اس آیت میں کفار و منافقین کا حال بیان کیا گیا کہ وہ بارہا تجربہ کر چکے تھے اور انہیں کامل یقین تھا کہ سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فیصلہ سراسر حق اور عدل و انصاف پر مبنی ہوتا ہے اس لئے ان میں جو سچا ہوتا وہ تو خواہش کرتا تھا کہ حضور پُرنور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اس کا فیصلہ فرمائیں اور جو حق پر نہ ہوتا وہ جانتا تھا کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سچی عدالت سے وہ اپنی ناجائز مراد نہیں پاسکتا اس لئے وہ حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے فیصلہ سے ڈرتا اور گھبراتا تھا۔[1]

اَفِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ

اَنْ	یَخَافُوْنَ	اَمْ	ارْتَابُوْۤا	اَمِ	مَّرَضٌ	اَفِیْ قُلُوْبِهِمْ
(اس بات سے) کہ	ڈرتے ہیں	یا	وہ شک رکھتے ہیں	یا	بیماری (ہے)	کیا ان کے دلوں میں

کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے؟ یا انہیں شک ہے؟ یا کیا وہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ

یَّحِیْفَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَ رَسُوْلُهٗؕ بَلْ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۠ ﴿۵۰﴾

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾	هُمُ	اُولٰٓىٕكَ	بَلْ	رَسُوْلُهٗ	وَ	عَلَیْهِمْ	اللّٰهُ	یَّحِیْفَ
ظلم کرنے والے (ہیں)	وہی	یہ لوگ	بلکہ	اس کا رسول	اور	ان پر	اللہ	ظلم کرے گا

اللہ اور اس کا رسول ان پر ظلم کریں گے؟ بلکہ وہ خود ہی ظالم ہیں ○

(۱) مدارک، النور، تحت الآیۃ: ۴۹، ص۷۸۶.

﴿اَفِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ: کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے؟﴾ اس آیت میں منافقین کے اِعراض کی قباحت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ کیا ان کے دلوں میں کفر و منافقت کی بیماری ہے؟ یا انہیں ہمارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی نبوت میں شک ہے؟ یا کیا وہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم ان پر ظلم کریں گے؟ ایسا ہرگز نہیں ہے، کیونکہ یہ وہ خوب جانتے ہیں کہ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا فیصلہ حق و قانون کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا اور کوئی بددیانت آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی عدالت سے غلط فیصلہ کروانے میں کامیاب نہیں ہو سکتا، اسی وجہ سے وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے فیصلہ سے اِعراض کرتے ہیں اور وہ حق سے اِعراض کرنے کی بنا پر خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں۔[1]

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ

اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ	دُعُوْۤا	اِذَا	قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ	كَانَ	اِنَّمَا
اللہ اور اس کے رسول کی طرف	انہیں بلایا جائے	(کہ) جب	ایمان والوں کی بات	ہے	صرف

مسلمانوں کی بات تو یہی ہے کہ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے

لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَاؕ

اَطَعْنَا	وَ	سَمِعْنَا	یَّقُوْلُوْا	اَنْ	بَیْنَهُمْ	لِیَحْكُمَ
ہم نے مانا	اور	ہم نے سنا	وہ عرض کریں	یہ کہ	ان کے درمیان	تاکہ (رسول) فیصلہ کردے

تاکہ رسول ان کے درمیان فیصلہ فرما دے تو وہ عرض کریں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی

وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾

الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾	هُمُ	اُولٰٓىٕكَ	وَ
کامیاب ہونے والے (ہیں)	وہی	یہ لوگ	اور

اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں ۝

---

(۱) خازن، النور، تحت الآیة: ۵۰، ۳/۳۵۹، مدارک، النور، تحت الآیة: ۵۰، ص۷۸٦، ملتقطاً.

﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ: مسلمانوں کی بات تو یہی ہے۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو شریعت کا ادب سکھاتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ مسلمانوں کو ایسا ہونا چاہئے کہ جب انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی طرف بلایا جائے تا کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ان کے درمیان اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے احکامات کے مطابق فیصلہ فرمادیں تو وہ عرض کریں کہ ہم نے بُلاوا سُنا اور اسے قبول کر کے اطاعت کی اور جو ان صفات کے حامل ہیں وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔[1]

دین و دنیا میں کامیابی حاصل ہونے کا ذریعہ

اس سے معلوم ہوا کہ سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حکم کے سامنے اپنی عقل کے گھوڑے نہ دوڑائے جائیں اور نہ ہی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حکم کو قبول کرنے یا نہ کرنے کے معاملے میں صرف اپنی عقل کو معیار بنایا جائے بلکہ جس طرح ایک مریض اپنے آپ کو ڈاکٹر کے سپرد کر دیتا ہے اور اس کی دی ہوئی دوائی کو چون وچرا کئے بغیر استعمال کرتا ہے اسی طرح خود کو حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حوالے کر دینا اور آپ کے ہر حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینا چاہئے کیونکہ ہماری عقلیں ناقص ہیں اور تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عقلِ مبارک وحی کے نور سے روشن اور کائنات کی کامل ترین عقل ہے۔ اگر اس پر عمل ہو گیا تو پھر دین و دنیا میں کامیابی نصیب ہو گی۔

سوالات سبق نمبر (13)

(۱) "ہر جاندار کو پانی سے بنایا" تفسیر میں اس کا کیا خلاصہ بیان کیا گیا ہے؟

(۲) انسان کونسے تین فرقوں میں تقسیم ہو گئے؟

(۳) آیت نمبر 48 سے معلوم ہونے والے امور بیان کیجئے۔

(۴) منافقین فیصلے کے لئے بارگاہِ رسالت میں آنے سے اعراض کیوں کرتے تھے؟

(۵) تفسیر میں دین و دنیا میں کامیابی کا ذریعہ کیا بیان کیا گیا ہے؟

---

(۱) خازن، النور، تحت الآیۃ: ۵۱، ۳/۳۵۹، مدارک، النور، تحت الآیۃ: ۵۱، ص۷۸۷، ملتقطاً۔

سبق نمبر (14)

وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَیَخۡشَ اللّٰهَ							
وَ	مَنۡ	یُّطِعِ	اللّٰهَ	وَ	رَسُوۡلَهٗ	وَ	یَخۡشَ	اللّٰهَ
اور	جو	اطاعت کرے	اللہ	اور	اس کے رسول (کی)	اور	ڈرے	اللہ (سے)
اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے								

وَیَتَّقۡهِ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ ﴿۵۲﴾				
وَ	یَتَّقۡهِ	فَاُولٰٓئِکَ	هُمُ	الۡفَآئِزُوۡنَ ﴿۵۲﴾
اور	بچے، ڈرے اس (کی نافرمانی) سے	تو یہ لوگ	وہی	کامیابی پانے والے (ہیں)
اور اس (کی نافرمانی) سے ڈرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں ○				

﴿وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ: **اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے۔**﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو فرائض میں اللہ تعالیٰ کی اور سُنّتوں میں اس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت کرے اور ماضی میں اللہ تعالیٰ کی ہونے والی نافرمانیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور آئندہ کے لئے پرہیزگاری اختیار کرے تو ایسے لوگ ہی کامیاب ہیں۔[1]

اُخروی کامیابی کے اسباب کی جامع آیت

یہ آیتِ مبارکہ **جَوَامِعُ الْکَلِمْ** میں سے ہے۔ اس کے الفاظ اگرچہ کم ہیں لیکن اُخروی کامیابی کے تمام اسباب اس میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔

ایک عیسائی کے قبولِ اسلام کا سبب

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مسجدِ نبوی شریف میں کھڑے تھے، اسی دوران روم کے دِہقانوں میں سے ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود

(۱) مدارک، النور، تحت الآیۃ: ۵۲، ص۷۸۷.

نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس سے فرمایا: کیا تمہارے اسلام قبول کرنے کا کوئی خاص سبب ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! میں نے تورات، انجیل، زبور اور دیگر انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے صحائف کا مطالعہ کیا ہوا ہے۔ میں نے ایک قیدی کو قرآنِ پاک کی ایک آیت پڑھتے ہوئے سنا جو سابقہ تمام کتابوں میں دیئے گئے احکامات کی جامع ہے، اس سے میں نے جان لیا کہ قرآنِ پاک واقعی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس سے دریافت فرمایا کہ وہ کون سی آیت ہے؟ تو اس نے یہ آیت تلاوت کی "وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَخْشَ اللّٰهَ وَ یَتَّقْهِ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفَآىٕزُوْنَ" حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے جَوَامِعُ الْکَلِمْ عطا کئے گئے ہیں۔[1]

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَىٕنْ اَمَرْتَهُمْ					
وَ	اَقْسَمُوْا	بِاللّٰهِ	جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ	لَىٕنْ	اَمَرْتَهُمْ
اور	انہوں نے قسم کھائی	اللہ کی	اپنی قسموں میں پوری کوشش (سے)	ضرور اگر	آپ حکم دیں گے انہیں
اور انہوں نے پوری کوشش سے اللہ کی قسمیں کھائیں کہ اگر آپ انہیں حکم دو گے					

لَیَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ			
لَیَخْرُجُنَّ	قُلْ	لَّا تُقْسِمُوْا	طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ
(تو) ضرور وہ نکلیں گے	تم کہہ دو	تم قسمیں نہ کھاؤ	شریعت کے مطابق اطاعت (ہونی چاہیے)
تو وہ ضرور نکلیں گے۔ تم فرماؤ: قسمیں نہ کھاؤ، شریعت کے مطابق اطاعت ہونی چاہیے،			

اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۵۳				
اِنَّ	اللّٰهَ	خَبِیْرٌ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ ۝۵۳
بیشک	اللہ	خبردار ہے	(اس) سے جو	تم عمل کرتے ہو
بیشک اللہ تمہارے اعمال سے خبردار ہے ○				

(۱) تفسیر قرطبی، النور، تحت الآیۃ: ۵۲، ۶/ ۲۲۷، الجزء الثانی عشر.

﴿وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ: اور انہوں نے پوری کوشش کرکے اللہ کی قسمیں کھائیں۔﴾ اس آیت سے دوبارہ منافقین کا تذکرہ شروع کیا گیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ منافقین رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے احکام کو پسند نہیں کرتے تو منافقین حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہنے لگے: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہمیں حکم دیں کہ ہم اپنے گھروں سے، اپنے مالوں اور اپنی عورتوں کے پاس سے نکل جائیں تو ہم ضرور نکل جائیں گے اور اگر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہمیں جہاد کرنے کا حکم دیں تو ہم جہاد کریں گے، جب ہمارا یہ حال ہے تو ہم آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حکم سے کیسے راضی نہ ہوں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ ان سے فرمائیں کہ تم قسمیں نہ کھاؤ، تمہیں اس کی بجائے شریعت کے مطابق اطاعت کرنی چاہیے، بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے تمام پوشیدہ اَعمال سے خبردار ہے، وہ تمہیں ضرور رُسوا کرے گا اور تمہاری منافقت کی سزا دے گا۔[1]

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اپنے قول کو اپنے عمل سے سچا کرکے دکھانا چاہیے، صرف قسموں سے سچا کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ بارگاہِ خداوندی میں عمل دیکھے جاتے ہیں نہ کہ محض زبانی دعوے۔

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا							
قُلْ	اَطِیْعُوْا	اللّٰهَ	وَ	اَطِیْعُوْا	الرَّسُوْلَ	فَاِنْ	تَوَلَّوْا
تم کہو	اطاعت کرو	اللہ (کی)	اور	اطاعت کرو	رسول (کی)	پھر اگر	تم منہ پھیرو
تم فرماؤ: اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو پھر اگر تم منہ پھیرو							

فَاِنَّمَا عَلَیْهِ مَا حُمِّلَ وَ عَلَیْكُمْ				
فَاِنَّمَا عَلَیْهِ	مَا	حُمِّلَ	وَ	عَلَیْكُمْ
تو اس (رسول) پر صرف	(وہی لازم ہے) جس کا	اس پر بوجھ رکھا گیا	اور	تم پر
تو رسول کے ذمے وہی تبلیغ ہے جس کی ذمے داری کا بوجھ ان پر رکھا گیا ہے اور تم پر وہ (اطاعت) لازم ہے				

(۱) تفسیر کبیر، النور، تحت الآیۃ:۵۳، ۸/۴۱۱-۴۱۲، خازن، النور، تحت الآیۃ:۵۳، ۳/۳۵۹، ملتقطاً۔

مَاحُمِّلْتُمْ ؕ وَ اِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ

مَّا	حُمِّلْتُمْ	وَ	اِنْ	تُطِیْعُوْهُ	تَهْتَدُوْا
(وہی لازم ہے) جس کا	تم پر بوجھ رکھا گیا	اور	اگر	تم اطاعت کروگے اس کی	(تو) ہدایت پاؤ گے

جس کا بوجھ تم پر رکھا گیا ہے اور اگر تم رسول کی فرمانبرداری کروگے تو ہدایت پاؤ گے

وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۵۴﴾

وَ	مَا	عَلَى الرَّسُوْلِ	اِلَّا	الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۵۴﴾
اور	(لازم) نہیں	رسول پر	مگر	صاف صاف تبلیغ کر دینا

اور رسول کے ذمے صرف صاف صاف تبلیغ کر دینا لازم ہے ○

﴿ **قُلْ: تم فرماؤ۔** ﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ، آپ ان قسمیں کھانے والوں سے فرمادیں کہ تم سچے دل اور سچی نیت سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت کرو۔ اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت و فرمانبرداری سے منہ پھیروگے تو اس میں ان کا نہیں بلکہ تمہارا اپنا ہی نقصان ہے کیونکہ رسولِ اکرم صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے ذمے صرف دین کی تبلیغ اور احکامِ الٰہی کا پہنچا دینا ہے اور جب انہوں نے یہ ذمہ داری اچھی طرح نبھا دی ہے تو وہ اپنے فرض سے عہدہ بر آ ہو چکے اور تمہیں چونکہ رسولُ اللہ صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت و فرمانبرداری کا پابند کیا گیا ہے لٰہذا تم پر یہ لازم ہے۔ اگر اس سے روگردانی کروگے تو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی ناراضی کا تمہیں ہی سامنا کرنا پڑے گا اور اگر تم رسولُ اللہ صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی فرمانبرداری کروگے تو ہدایت پاؤ گے اور رسولُ اللہ صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے ذمے صرف صاف صاف تبلیغ کر دینا لازم ہے، تمہاری ہدایت ان کی ذمہ داری نہیں۔[1]

حضورِ اقدس صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت قبولیت کی چابی ہے

علامہ اسماعیل حقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْهِ فرماتے ہیں: تاجدارِ رسالت صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت

(۱) تفسیر طبری، النور، تحت الآیۃ: ۵٤، ۹/۳٤۲، خازن، النور، تحت الآیۃ: ۵٤، ۳/۳۵۹-۳٦۰، مدارک، النور، تحت الآیۃ: ۵٤، ص۷۸۷، ملتقطاً.

قبولیت کے دروازے کی چابی ہے اور اطاعت کی فضیلت پر یہ بات تیری رہنمائی کرتی ہے کہ اصحابِ کہف کے کتّے نے جب اللہ تعالیٰ کی طاعت میں اصحابِ کہف کی پیروی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس سے جنت کا وعدہ فرمایا اور جب اطاعت کرنے والوں کی پیروی کرنے کی یہ برکت ہے تو خود اطاعت کرنے والوں کے بارے میں تیرا کیا گمان ہے۔ اور حضرت امام احمد بن حنبل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جب حمام میں لوگوں کے درمیان سَترِ عورت کھولنے کے معاملے میں شرعی حکم کی رعایت کی (یعنی وہاں پردہ کر کے نہانے کا حکم ہے اور آپ نے اس پر عمل کیا) تو ان سے خواب میں کہا گیا: شرعی حکم کی رعایت کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو لوگوں کا امام بنا دیا ہے۔[1]

اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو صحیح طریقے سے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، امین۔

سوالات سبق نمبر (14)

(۱) اللہ و رسول کی اطاعت کرنے، اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے اور پرہیز گاری اختیار کرنے کا کیا صلہ ملتا ہے؟

(۲) منافقین نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر کیوں قسمیں کھائیں؟

(۳) آیت نمبر 53 سے کیا معلوم ہوا؟

(۴) اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو قسمیں کھانے والوں سے کیا ارشاد فرمانے کا حکم دیا؟

(۵) اطاعت کی فضیلت کے بارے میں تفسیر میں کیا بیان کیا گیا ہے؟

---

(۱) روح البیان، النور، تحت الآیۃ:٥٤، ٦/١٧٢-١٧٣.

سبق نمبر (15)

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا						
وَعَدَ	اللّٰهُ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	مِنْكُمْ	وَ	عَمِلُوا
وعدہ فرمایا	اللہ (نے)	ان لوگوں سے جو	ایمان لائے	تم میں سے	اور	انہوں نے عمل کئے
اللہ نے تم میں سے ایمان والوں اور اچھے اعمال کرنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے						

الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ				
الصّٰلِحٰتِ	لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ	فِي الْاَرْضِ	كَمَا	اسْتَخْلَفَ
اچھے، نیک	(کہ) ضرور ضرور وہ خلافت دے گا انہیں	زمین میں	جیسی	اس نے خلافت دی
کہ ضرور ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو				

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ					
الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	وَ	لَيُمَكِّنَنَّ	لَهُمْ	دِيْنَهُمُ
ان لوگوں کو جو	ان سے پہلے (گزرے)	اور	ضرور ضرور جمادے گا	ان کے لیے	ان کا دین
خلافت دی ہے اور ضرور ضرور اِن کے لیے اِن کے اُس دین کو جمادے گا					

الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ				
الَّذِي	ارْتَضٰى	لَهُمْ	وَ	لَيُبَدِّلَنَّهُمْ
وہ جو	اس نے پسند فرمایا	ان کے لیے	اور	ضرور ضرور بدل دے گا ان (کی حالت) کو
جو ان کے لیے پسند فرمایا ہے اور ضرور ضرور ان کے خوف کے بعد ان (کی حالت) کو امن سے				

مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ				
مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ	اَمْنًا	يَعْبُدُوْنَنِيْ	لَا يُشْرِكُوْنَ	بِيْ
ان کے خوف کے بعد	امن (سے)	وہ عبادت کریں گے میری	شریک نہیں ٹھہرائیں گے	میرے ساتھ
بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے				

شَیْــٴًـاؕ-وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ(۵۵)

الْفٰسِقُوْنَ(۵۵)	هُمُ	فَاُولٰٓىٕكَ	بَعْدَ ذٰلِكَ	كَفَرَ	مَنْ	وَ	شَیْــٴًـا
نافرمانی کرنے والے (ہیں)	وہی	تو یہ لوگ	اس کے بعد	ناشکری کرے	جو	اور	کسی چیز (کو)

اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ نافرمان ہیں ○

﴿وَعَدَ اللّٰهُ: اللہ نے وعدہ فرمایا ہے۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے دوسرے گروہ یعنی مخلص مؤمنوں کا ذکر فرمایا ہے۔ آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے وحی نازل ہونے سے لے کر دس سال تک مکہ مکرمہ میں صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے ساتھ قیام فرمایا اور شب و روز کفار کی طرف سے پہنچنے والی ایذاؤں پر صبر کیا، پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائی اور انصار کے مکانات کو اپنی سکونت سے سرفراز کیا، مگر قریش اس پر بھی باز نہ آئے، آئے دن ان کی طرف سے جنگ کے اعلان ہوتے اور طرح طرح کی دھمکیاں دی جاتیں۔ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ ہر وقت خطرہ میں رہتے اور ہتھیار ساتھ رکھتے۔ ایک روز ایک صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کبھی ایسا بھی زمانہ آئے گا کہ ہمیں امن میسر ہو اور ہتھیاروں کے بوجھ سے ہم سبکدوش ہوں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان والوں اور اچھے اعمال کرنے والوں سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں یعنی حضرت داؤد اور حضرت سلیمان وغیرہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو خلافت دی ہے اور جیسا کہ مصر و شام کے جابر کافروں کو ہلاک کر کے بنی اسرائیل کو خلافت دی اور ان ممالک پر اُن کو مُسَلَّط کیا اور اللہ تعالیٰ ضرور اِن کے لیے دینِ اسلام کو تمام اَدیان پر غالب فرما دے گا اور ضرور ان کے خوف کے بعد ان کی حالت کو امن سے بدل دے گا۔ چنانچہ یہ وعدہ پورا ہوا اور سرزمینِ عرب سے کفار مٹا دیئے گئے، مسلمانوں کا تَسَلُّط ہوا، مشرق و مغرب کے ممالک اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے فتح فرمائے، قیصر و کسریٰ کے ممالک اور خزائن اُن کے قبضہ میں آئے اور پوری دنیا پر اُن کا رُعب چھا گیا۔[1]

(۱) خازن، النور، تحت الآیۃ:۵۵، ۳/۳۶۰، مدارک، النور، تحت الآیۃ:۵۵، ص۷۸۸، ملتقطاً.

خلافتِ راشدہ کی دلیل

علامہ علی بن محمد خازن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس آیت میں حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور آپ کے بعد ہونے والے خلفاءِ راشدین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی خلافت کی دلیل ہے کیونکہ ان کے زمانے میں عظیم فتوحات ہوئیں اور کسریٰ وغیرہ بادشاہوں کے خزانے مسلمانوں کے قبضہ میں آئے اور امن، قوت و شوکت اور دین کا غلبہ حاصل ہوا۔(1)

ترمذی اور ابو داؤد کی حدیث میں ہے کہ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: خلافت میرے بعد تیس سال ہے پھر ملک ہو گا۔(2) اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خلافت دو برس تین ماہ، حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خلافت دس سال چھ ماہ، حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خلافت بارہ سال اور حضرت علی مرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی خلافت چار سال نو ماہ اور حضرت امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خلافت چھ ماہ ہوئی۔(3)

﴿وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ: اور جو اس کے بعد ناشکری کرے۔﴾ یعنی جو اس وعدے کے بعد نعمت کی ناشکری کرے گا تو وہی فاسق ہیں کیونکہ انہوں نے اہم ترین نعمت کی ناشکری کی اور اسے حقیر سمجھنے پر دلیر ہوئے۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ اس نعمت کی سب سے پہلی جو ناشکری ہوئی وہ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو شہید کرنا ہے۔(4)

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ								
وَ	اَقِيْمُوا	الصَّلٰوةَ	وَ	اٰتُوا	الزَّكٰوةَ	وَ	اَطِيْعُوا	الرَّسُوْلَ
اور	قائم رکھو	نماز	اور	ادا کرو	زکوٰۃ	اور	اطاعت کرتے رہو	رسول (کی)
اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رسول کی فرمانبرداری کرتے رہو								

(١) خازن، النور، تحت الآية:٥٥، ٣/٣٦٠.

(٢) ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی الخلافة، ٤/٩٧، الحديث:٢٢٣٣،
ابو داؤد، کتاب السنّة، باب فی الخلفاء، ٤/٢٧٨، الحديث:٤٦٤٦.

(٣) خازن، النور، تحت الآية:٥٥، ٣/٣٦١.

(٤) مدارک، النور، تحت الآية:٥٥، ص٧٨٨.

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا				
لَعَلَّكُمْ	تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾	لَا تَحْسَبَنَّ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا
تاکہ تم (پر)	رحم کیا جائے	تم ہرگز خیال نہ کرنا	ان لوگوں کو جنہوں نے	کفر کیا
اس امید پر کہ تم پر رحم کیا جائے ○ ہرگز کافروں کو یہ خیال نہ کرو کہ				

مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ				
مُعْجِزِيْنَ	فِي الْاَرْضِ	وَ	مَاْوٰىهُمُ	النَّارُ
(ہمیں) عاجز کرنے والے	زمین میں	اور	ان کا ٹھکانہ	آگ (ہے)
وہ ہمیں زمین میں عاجز کرنے والے ہیں اور ان کا ٹھکانہ آگ ہے				

وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾ ع		
وَ	لَبِئْسَ	الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾
اور	بیشک وہ کیا ہی بری	پلٹنے کی جگہ (ہے)
اور بیشک وہ کیا ہی بُری لوٹنے کی جگہ ہے ○		

﴾وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ: اور نماز قائم رکھو۔﴿ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! نماز کو اس کے ارکان و شرائط کے ساتھ قائم رکھو، اسے ضائع نہ کرو اور جو زکوۃ اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض فرمائی ہے اسے ادا کرو اور احکامات و ممنوعات میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے حبیب رسول صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے عذاب سے نجات دے۔[1]

﴾لَا تَحْسَبَنَّ: ہرگز گمان نہ کرو۔﴿ یعنی ان کفار نابکار کا زمین میں امن سے رہنا اس وجہ سے نہیں کہ وہ رب کے قابو سے باہر ہیں بلکہ یہ رب تعالیٰ کی مہلت ہے لہٰذا ان کے بارے میں یہ خیال نہ کرو کہ یہ ہماری پکڑ سے بھاگ کر زمین میں ہمیں عاجز کر دیں گے، ان کا ٹھکانہ جہنم کی آگ ہے اور بیشک وہ کیا ہی بُری لوٹنے کی جگہ ہے۔

(۱) تفسیر طبری، النور، تحت الآیة:۵۶، ۹/۳٤٤.

سوالات سبق نمبر (15)

(۱) آیت نمبر 55 کا شانِ نزول بیان کیجئے۔

(۲) علامہ علی بن محمد خازن نے اس آیت کو کس بات کی دلیل قرار دیا ہے؟

(۳) "خلافت میرے بعد 30 سال ہے" اس حدیث کی تفصیل کیا ہے؟

(۴) کفار کے زمین میں امن سے رہنے کی کیا وجہ ہے؟

سبق نمبر (16)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِیْنَ مَلَكَتْ

یٰۤاَیُّهَا	الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	لِیَسْتَاْذِنْكُمُ	الَّذِیْنَ	مَلَكَتْ
اے	وہ لوگو جو	ایمان لائے	چاہیے کہ اجازت لیں تم سے	وہ لوگ جن کے	مالک ہوئے

اے ایمان والو! تمہارے غلام اور تم میں سے جو بالغ عمر کو نہیں پہنچے،

اَیْمَانُكُمْ وَ الَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍؕ

اَیْمَانُكُمْ	وَ	الَّذِیْنَ	لَمْ یَبْلُغُوا	الْحُلُمَ	مِنْكُمْ	ثَلٰثَ مَرّٰتٍ
تمہارے دائیں ہاتھ	اور	وہ لوگ جو	نہیں پہنچے	جوانی کی عمر (کو)	تم میں سے	تین اوقات (میں)

انہیں چاہیے کہ تین اوقات میں،

مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَ حِیْنَ تَضَعُوْنَ ثِیَابَكُمْ

مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ	وَ	حِیْنَ	تَضَعُوْنَ	ثِیَابَكُمْ
نمازِ فجر سے پہلے	اور	جب	تم اُتار رکھتے ہو	اپنے کپڑے

فجر کی نماز سے پہلے اور دوپہر کے وقت جب تم اپنے کپڑے اُتار رکھتے ہو

مِّنَ الظَّهِیْرَةِ وَ مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۗ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْؕ

مِّنَ الظَّهِیْرَةِ	وَ	مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ	ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ
دوپہر کے وقت	اور	نمازِ عشاء کے بعد	(یہ) تین (اوقات) تمہارے لیے شرم (کے ہیں)

اور نمازِ عشاء کے بعد (گھر میں داخلے سے پہلے) تم سے اجازت لیں۔ یہ تین اوقات تمہاری شرم کے ہیں۔

لَیْسَ عَلَیْكُمْ وَ لَا عَلَیْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّؕ

لَیْسَ	عَلَیْكُمْ	وَ	لَا	عَلَیْهِمْ	جُنَاحٌ	بَعْدَهُنَّ
نہیں ہے	تم پر	اور	نہ	ان پر	کچھ گناہ	ان (تین اوقات) کے بعد

ان تین اوقات کے بعد تم پر اور ان پر کچھ گناہ نہیں۔

طَوّٰفُوْنَ عَلَیْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍؕ كَذٰلِكَ				
طَوّٰفُوْنَ	عَلَیْكُمْ	بَعْضُكُمْ	عَلٰى بَعْضٍ	كَذٰلِكَ
(وہ) بار بار آنے والے (ہیں)	تمہارے ہاں	تمہارے بعض	بعض کے ہاں (چکر لگاتے ہیں)	اسی طرح
وہ تمہارے ہاں ایک دوسرے کے پاس بار بار آنے والے ہیں۔				

یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۵۸﴾							
یُبَیِّنُ	اللّٰهُ	لَكُمُ	الْاٰیٰتِ	وَ	اللّٰهُ	عَلِیْمٌ	حَكِیْمٌ ﴿۵۸﴾
بیان کرتا ہے	اللہ	تمہارے لئے	آیتیں	اور	اللہ	علم والا	حکمت والا (ہے)
اللہ تمہارے لئے یونہی آیات بیان کرتا ہے اور اللہ علم والا، حکمت والا ہے ○							

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا: اے ایمان والو!۔﴾ **شانِ نزول:** حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک انصاری غلام مُدلِج بن عمرو کو دوپہر کے وقت حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بلانے کے لئے بھیجا، وہ غلام اجازت لئے بغیر ویسے ہی حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مکان میں چلا گیا اور اس وقت حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بے تکلف اپنے دولت سرائے میں تشریف فرما تھے۔ غلام کے اچانک چلے آنے سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دِل میں خیال پیدا ہوا کہ کاش غلاموں کو اجازت لے کر مکانوں میں داخل ہونے کا حکم ہوتا۔ اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔ اس آیت میں غلاموں، باندیوں اور بلوغت کے قریب لڑکے، لڑکیوں کو تین اوقات میں گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینے کا حکم دیا گیا۔ وہ تین اوقات یہ ہیں:

(1)......فجر کی نماز سے پہلے۔ کیونکہ یہ خواب گاہوں سے اُٹھنے اور شب خوابی کا لباس اُتار کر بیداری کے کپڑے پہننے کا وقت ہے۔

(2)......دوپہر کے وقت، جب لوگ قیلولہ کرنے کے لئے اپنے کپڑے اُتار کر رکھ دیتے اور تہ بند باندھ لیتے ہیں۔

(3)......نمازِ عشاء کے بعد، کیونکہ یہ بیداری کی حالت میں پہنا ہوا لباس اُتارنے اور سوتے وقت کا لباس پہننے کا ٹائم ہے۔

یہ تین اوقات ایسے ہیں کہ اِن میں خلوت و تنہائی ہوتی ہے، بدن چھپانے کا بہت اہتمام نہیں ہوتا، ممکن ہے کہ بدن کا کوئی حصہ کُھل جائے جس کے ظاہر ہونے سے شرم آتی ہے، لہٰذا اِن اوقات میں غلام اور بچے بھی بے اجازت داخل نہ ہوں اور اُن کے علاوہ جوان لوگ تمام اوقات میں اجازت حاصل کریں، وہ کسی وقت بھی اجازت کے بغیر داخل نہ ہوں۔ ان تین وقتوں کے سوا باقی اوقات میں غلام اور بچے بے اجازت داخل ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ کام اور خدمت کے لئے ایک دوسرے کے پاس بار بار آنے والے ہیں تو اُن پر ہر وقت اجازت طلب کرنا لازم ہونے میں حرج پیدا ہوگا اور شریعت میں حرج کو دُور کیا گیا ہے۔[(۱)]

لڑکا اور لڑکی کب بالغ ہوتے ہیں؟

یاد رہے کہ لڑکے اور لڑکی میں جب بلوغت کے آثار ظاہر ہوں مثلاً لڑکے کو احتلام ہو اور لڑکی کو حیض آئے اس وقت سے وہ بالغ ہیں اور اگر بلوغت کے آثار ظاہر نہ ہوں تو پندرہ برس کی عمر پوری ہونے سے بالغ سمجھے جائیں گے۔[(۲)]

وَ اِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا						
وَ	اِذَا	بَلَغَ	الْاَطْفَالُ	مِنْكُمُ	الْحُلُمَ	فَلْيَسْتَاْذِنُوْا
اور	جب	پہنچ جائیں	لڑکے	تم میں سے	جوانی کی عمر (کو)	تو انہیں چاہئے کہ اجازت لیں
اور جب تم میں سے لڑکے جوانی کی عمر کو پہنچ جائیں تو وہ بھی (گھر میں داخل ہونے سے پہلے) اسی طرح اجازت مانگیں						

كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ				
كَمَا	اسْتَاْذَنَ	الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	كَذٰلِكَ
جیسے	اجازت لی	ان لوگوں نے جو	ان سے پہلے (بالغ ہوئے)	اسی طرح
جیسے ان سے پہلے (بالغ ہونے) والوں نے اجازت مانگی۔				

(۱) خازن، النور، تحت الآية:۵۸، ۳/۳۶۱-۳۶۲، مدارک، النور، تحت الآية:۵۸، ص۷۸۹، ملتقطاً.

(۲) فتاویٰ رضویہ، ۱۲/۳۹۹، ملخصاً۔

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ اٰيٰتِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾

يُبَيِّنُ	اللّٰهُ	لَكُمْ	اٰيٰتِهٖ	وَ	اللّٰهُ	عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾
بیان کرتا ہے	اللہ	تمہارے لئے	اپنی آیتیں	اور	اللہ	علم والا	حکمت والا (ہے)

اللہ تم سے اپنی آیتیں یونہی بیان فرماتا ہے اور اللہ علم والا، حکمت والا ہے ○

﴿وَ اِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ: اور جب تم میں سے لڑکے جوانی کی عمر کو پہنچ جائیں۔﴾ اس آیت میں ارشاد فرمایا: جب تمہارے یا قریبی رشتہ داروں کے چھوٹے لڑکے جوانی کی عمر کو پہنچ جائیں تو وہ بھی تمام اوقات میں گھر میں داخل ہونے سے پہلے اسی طرح اجازت مانگیں جیسے ان سے پہلے بڑے مردوں نے اجازت مانگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کے شرعی احکام اسی طرح بیان فرماتا ہے جیسے اس نے لڑکوں کے اجازت طلب کرنے کا حکم بیان فرمایا اور اللہ تعالیٰ مخلوق کی تمام مصلحتوں کو جانتا ہے اور وہ اپنی مخلوق کے معاملات کی تدبیر فرمانے میں حکمت والا ہے۔[1]

گھر میں اجازت لے کر داخل ہونے کی ایک حکمت

گھر میں اجازت لے کر داخل ہونے کی بے شمار حکمتیں ہیں، ان میں سے ایک یہاں ذکر کی جاتی ہے۔

چنانچہ حضرت عطا بن یسار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے دریافت کیا: کیا میں اپنی ماں کے پاس جاؤں تو اس سے بھی اجازت لوں۔ حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ہاں۔ انہوں نے عرض کی: میں تو اس کے ساتھ اسی مکان میں رہتا ہی ہوں۔ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اجازت لے کر اس کے پاس جاؤ، انہوں نے عرض کی: میں اس کی خدمت کرتا ہوں (یعنی بار بار آنا جانا ہوتا ہے، پھر اجازت کی کیا ضرورت ہے؟) رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اجازت لے کر جاؤ، کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اسے بَرَہْنَہ دیکھو؟ عرض کی: نہیں، فرمایا: تو اجازت حاصل کرو۔[2]

---

(۱) تفسیر طبری، النور، تحت الآیۃ:۵۹، ۳۴۸/۹.

(۲) موطا امام مالک، کتاب الاستئذان، باب الاستئذان، ۴۴۶/۲، الحدیث:۱۸۴۷.

اسی حکم سے کچھ اور احکام کی حکمت بھی سمجھ آتی ہے جیسے باپ یا بھائی اگر بیٹیوں یا بہنوں کو جگانے کے لئے کمرے میں جائیں تو کمرے کے باہر سے آواز دیں اور جگائیں کہ بلااجازت اندر جانا نامناسب ہے کیونکہ حالتِ نیند میں بعض اوقات بدن سے کپڑے ہٹ جاتے ہیں۔

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ				
وَ	الْقَوَاعِدُ	مِنَ النِّسَآءِ	الّٰتِیْ	لَا یَرْجُوْنَ
اور	(گھروں میں) بیٹھ رہنے والی	(ان بوڑھی) عورتوں میں سے	جو	آرزو نہیں رکھتیں
اور گھروں میں بیٹھ رہنے والی وہ بوڑھی عورتیں جنہیں				

نِكَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ						
نِكَاحًا	فَلَیْسَ	عَلَیْهِنَّ	جُنَاحٌ	اَنْ	یَّضَعْنَ	ثِیَابَهُنَّ
نکاح (کی)	تو نہیں ہے	ان پر	کچھ گناہ	(اس میں) کہ	اتار کر رکھ دیں	اپنے (اوپر کے) کپڑے
نکاح کی کوئی خواہش نہیں ان پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے اوپر کے کپڑے اُتار رکھیں						

غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍؕ وَ اَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ				
غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ	بِزِیْنَةٍ	وَ	اَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ	خَیْرٌ
(جبکہ) ظاہر نہ کرنے والی (ہوں)	زینت کو	اور	(اس سے بھی) اِن کا بچنا	بہتر (ہے)
جبکہ زینت کو ظاہر نہ کر رہی ہوں اور اِن کا اس سے بھی بچنا				

لَّهُنَّؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۶۰﴾				
لَّهُنَّ	وَ	اللّٰهُ	سَمِیْعٌ	عَلِیْمٌ ﴿۶۰﴾
ان کے لیے	اور	اللہ	سننے والا	جاننے والا (ہے)
ان کے لیے سب سے بہتر ہے اور اللہ سننے والا، جاننے والا ہے ○				

﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ: اور گھروں میں بیٹھ رہنے والی بوڑھی عورتیں۔﴾ اس آیت میں بوڑھی عورتوں کے بارے میں فرمایا گیا کہ ایسی بوڑھی عورتیں جن کی عمر زیادہ ہوچکی ہو اور ان سے اولاد پیدا ہونے کی امید نہ رہی

ہو اور عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے انہیں نکاح کی کوئی خواہش نہ ہو تو ان پر کچھ گناہ نہیں کہ وہ اپنے اوپر کے کپڑے یعنی اضافی چادر وغیرہ اُتار کر رکھ دیں جبکہ وہ اپنی زینت کی جگہوں مثلاً بال، سینہ اور پنڈلی وغیرہ کو ظاہر نہ کر رہی ہوں اور ان بوڑھی عورتوں کا اس سے بھی بچنا اور اضافی چادر وغیرہ پہنے رہنا ان کے لیے سب سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے۔(۱)

مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ حکم ایسی بوڑھی عورتوں کے لئے ہے جنہیں دیکھنے سے مردوں کو شہوت نہ آئے، اگر بڑھاپے کے باوجود عورت کا اتنا حسن و جمال قائم ہے کہ اسے دیکھنے سے شہوت آتی ہو تو وہ اس آیت کے حکم میں داخل نہیں۔(۲)

فتوے پر عمل کرنے سے تقوے پر عمل کرنا زیادہ اَولیٰ ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب کسی کام میں فتنے کا اندیشہ باقی نہ رہے تو شریعت اس کے حکم میں سختی ختم کر دیتی ہے اور اس کے معاملے میں آسان حکم اور کچھ رخصت دے دیتی ہے، البتہ اس رخصت و اجازت کے باوجود تقوی و پرہیز گاری کی وجہ سے اسی سابقہ حکم پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے۔

سوالات سبق نمبر (16)

(۱) کن کو اور کن اوقات میں گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینے کا حکم دیا گیا؟

(۲) ان کو مخصوص اوقات میں اجازت لینے کا حکم کیوں دیا گیا؟

(۳) لڑکا اور لڑکی کب بالغ ہوتے ہیں؟

(۴) گھر میں اجازت لے کر داخل ہونے میں کیا حکمت ہے؟

(۵) بوڑھی عورتوں کو اضافی چادر وغیرہ اتار کر رکھ دینے کی رخصت کی کیا وجہ ہے؟

---

(۱) مدارک، النور، تحت الآیۃ: ٦٠، ص٧٩٠، ملخصاً.

(۲) خازن، النور، تحت الآیۃ: ٦٠، ٣/٣٦٢.

سبق نمبر (17)

لَیۡسَ عَلَی الۡاَعۡمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الۡاَعۡرَجِ حَرَجٌ وَّ

وَّ	حَرَجٌ	عَلَی الۡاَعۡرَجِ	لَا	وَّ	حَرَجٌ	عَلَی الۡاَعۡمٰی	لَیۡسَ
اور	کوئی پابندی	لنگڑے پر	نہ	اور	کوئی پابندی	اندھے پر	نہیں ہے

اندھے اور لنگڑے اور بیمار پر کوئی پابندی نہیں

لَا عَلَی الۡمَرِیۡضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰۤی اَنۡفُسِکُمۡ اَنۡ تَاۡکُلُوۡا

تَاۡکُلُوۡا	اَنۡ	عَلٰۤی اَنۡفُسِکُمۡ	لَا	وَّ	حَرَجٌ	عَلَی الۡمَرِیۡضِ	لَا
تم کھاؤ	کہ	تمہاری ذاتوں پر	نہ	اور	کوئی پابندی	مریض پر	نہ

اور تم پر بھی کوئی پابندی نہیں کہ تم کھاؤ

مِنۡۢ بُیُوۡتِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اٰبَآئِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اُمَّہٰتِکُمۡ اَوۡ

اَوۡ	بُیُوۡتِ اُمَّہٰتِکُمۡ	اَوۡ	بُیُوۡتِ اٰبَآئِکُمۡ	اَوۡ	مِنۡۢ بُیُوۡتِکُمۡ
یا	اپنی ماؤں کے گھروں	یا	اپنے باپ دادا کے گھروں	یا	اپنی (اولاد کے) گھروں سے

اپنی اولاد کے گھروں سے یا اپنے باپ دادا کے گھروں یا اپنی ماں کے گھر سے یا

بُیُوۡتِ اِخۡوَانِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اَخَوٰتِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اَعۡمَامِکُمۡ اَوۡ

اَوۡ	بُیُوۡتِ اَعۡمَامِکُمۡ	اَوۡ	بُیُوۡتِ اَخَوٰتِکُمۡ	اَوۡ	بُیُوۡتِ اِخۡوَانِکُمۡ
یا	اپنے چچاؤں کے گھروں	یا	اپنی بہنوں کے گھروں	یا	اپنے بھائیوں کے گھروں

اپنے بھائیوں کے گھروں یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا

بُیُوۡتِ عَمّٰتِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اَخۡوَالِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ خٰلٰتِکُمۡ اَوۡ

اَوۡ	بُیُوۡتِ خٰلٰتِکُمۡ	اَوۡ	بُیُوۡتِ اَخۡوَالِکُمۡ	اَوۡ	بُیُوۡتِ عَمّٰتِکُمۡ
یا	اپنی خالاؤں کے گھروں (سے)	یا	اپنے ماموؤں کے گھروں	یا	اپنی پھوپھیوں کے گھروں

اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا

مَامَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِیْقِكُمْ ؕ لَیْسَ عَلَیْكُمْ						
مَا	مَلَكْتُمْ	مَّفَاتِحَهٗۤ	اَوْ	صَدِیْقِكُمْ	لَیْسَ	عَلَیْكُمْ
(اس گھر سے) جو	تم مالک ہوئے	اس کی چابیوں (کے)	یا	اپنے دوست (کے گھر سے)	نہیں ہے	تم پر
اس گھر سے جس کی چابیاں تمہارے قبضہ میں ہیں یا اپنے دوست کے گھر سے۔ تم پر کوئی پابندی نہیں						

جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِیْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا								
جُنَاحٌ	اَنْ	تَاْكُلُوْا	جَمِیْعًا	اَوْ	اَشْتَاتًا	فَاِذَا	دَخَلْتُمْ	بُیُوْتًا
کوئی پابندی	کہ	تم کھاؤ	مل کر	یا	الگ الگ	پھر جب	تم داخل ہو	گھروں (میں)
کہ تم مل کر کھاؤ یا الگ الگ۔ پھر جب گھروں میں داخل ہو								

فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَیِّبَةً ؕ					
فَسَلِّمُوْا	عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ	تَحِیَّةً	مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ	مُبٰرَكَةً	طَیِّبَةً
تو سلام کرو	اپنے لوگوں پر	ملتے وقت کی اچھی دعا	اللہ کے پاس سے	مبارک	پاکیزہ (کلمہ ہے)
تو اپنے لوگوں کو سلام کرو، (یہ) ملتے وقت کی اچھی دعا ہے، اللہ کے پاس سے مبارک پاکیزہ (کلمہ ہے)					

كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۠ ﴿۶۱﴾						
كَذٰلِكَ	یُبَیِّنُ	اللّٰهُ	لَكُمُ	الْاٰیٰتِ	لَعَلَّكُمْ	تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۱﴾
اسی طرح	بیان فرماتا ہے	اللہ	تمہارے لئے	آیتیں	تاکہ تم	سمجھو
اللہ یونہی اپنی آیات تمہارے لئے بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو ○						

ع

﴿لَیْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ: اندھے پر کوئی پابندی نہیں۔﴾ اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں تین قول ہیں:

پہلا قول: حضرت سعید بن مسیب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ جہاد کو جاتے تو اپنے مکانوں کی چابیاں نابیناؤں، بیماروں اور اپاہجوں کو دے جاتے جو ان عذروں کے باعث جہاد میں نہ جاسکتے اور انہیں اجازت دیتے کہ ان کے مکانوں سے کھانے کی چیزیں لے کر کھائیں، لیکن وہ لوگ اس خیال سے اسے گوارا نہ کرتے کہ شاید یہ اُن کو دل سے پسند نہ ہو، اس پر

یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں اس کی اجازت دی گئی۔

دوسرا قول: یہ ہے کہ اندھے، اپاہج اور بیمار لوگ تندرستوں کے ساتھ کھانے سے بچتے کہ کہیں کسی کو نفرت نہ ہو، اس آیت میں انہیں تندرستوں کے ساتھ کھانے کی اجازت دی گئی۔

تیسرا قول: یہ ہے کہ جب کبھی اندھے، نابینا اور اپاہج کسی مسلمان کے پاس جاتے اور اس کے پاس اُن کے کھلانے کے لئے کچھ نہ ہوتا تو وہ انہیں کسی رشتہ دار کے یہاں کھلانے کے لئے لے جاتا، یہ بات ان لوگوں کو گوارا نہ ہوتی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں بتایا گیا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔[1]

﴿**وَلَا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ: اور تم پر بھی کوئی پابندی نہیں۔**﴾ آیت کے اس حصے سے گیارہ مقامات ایسے بتائے گئے جہاں سے کھانا مباح ہے۔(1) اپنی اولاد کے گھروں سے، کیونکہ اولاد کا گھر اپنا ہی گھر ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔“[2] اسی طرح شوہر کے لئے بیوی کا اور بیوی کے لئے شوہر کا گھر بھی اپنا ہی گھر ہے۔(2) اپنے باپ کے گھروں سے۔(3) اپنی ماں کے گھر سے۔(4) اپنے بھائیوں کے گھروں سے۔(5) اپنی بہنوں کے گھروں سے۔(6) اپنے چچاؤں کے گھروں سے۔(7) اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے۔(8) اپنے ماموؤں کے گھروں سے۔(9) اپنی خالاؤں کے گھروں سے۔(10) اس گھر سے جس کی چابیاں تمہارے قبضہ میں ہیں۔ حضرت عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا کہ اس سے مراد آدمی کا وکیل اور اس کے معاملات کے انتظامات پر مامور شخص ہے۔(11) اپنے دوست کے گھر سے۔[3]

کسی کی غیر موجودگی میں یا اجازت کے بغیر اس کی چیز نہ کھائی جائے

خلاصہ یہ ہے کہ ان سب لوگوں کے گھر کھانا، کھانا جائز ہے خواہ وہ موجود ہوں یا نہ ہوں لیکن یہ اجازت اس صورت میں ہے جب کہ وہ اس پر رضامند ہوں اور اگر وہ اس پر رضامند نہ ہوں تو اگرچہ وہ واضح طور پر

---

(١) مدارک، النور، تحت الآیة:٦١، ص٧٩١، خازن، النور، تحت الآیة:٦١، ٣/٣٦٣، ملتقطاً.

(٢) ابو داؤد، کتاب الاجارة، باب فی الرجل یأکل من مال ولده، ٣/٤٠٣، الحدیث:٣٥٣٠.

(٣) خازن، النور، تحت الآیة:٦١، ٣/٣٦٣، مدارک، النور، تحت الآیة:٦١، ص٧٩١، جلالین، النور، تحت الآیة:٦١، ص٣٠٢، ملتقطاً.

اجازت دے دیں تب بھی ان کا کھانا، کھانا مکروہ ہے اور فی زمانہ تو یہی سمجھ آتا ہے کہ کسی کی غیر موجودگی میں اور اجازت کے بغیر بالکل نہ کھائے کیونکہ ہمارے زمانے کے حالات میں مادیت پرستی بہت بڑھ چکی ہے۔ امام غزالی رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: جب آدمی اپنے کسی دوست کے گھر جائے اور صاحبِ خانہ گھر پر نہ ہو اور اِسے اس کی دوستی پر کامل یقین ہو، نیز وہ آدمی جانتا ہو کہ اس کا دوست اس کے کھانے پر خوش ہو گا تو وہ اپنے دوست کی اجازت کے بغیر کھا سکتا ہے کیونکہ اجازت سے مراد رضا مندی ہے اور بعض لوگ صراحتاً اجازت دے دیتے ہیں اور اس اجازت پر قسم کھاتے ہیں لیکن وہ دل سے راضی نہیں ہوتے (لہٰذا اگر قرائن کے ذریعے تجھ پر یہ ظاہر ہو کہ اسے تیرا کھانا پسند نہیں تو اس کا کھانا مت کھاؤ کہ) ایسے لوگوں کا کھانا، کھانا مکروہ ہے۔[۱]

ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نسفی رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ہمارے اسلاف کا تو یہ حال تھا کہ آدمی اپنے دوست کے گھر اس کی غیر موجودگی میں پہنچتا تو اس کی باندی سے اس کا تھیلا طلب کرتا اور جو چاہتا اس میں سے لے لیتا، جب وہ دوست گھر آتا اور باندی اس کو خبر دیتی تو اس خوشی میں وہ باندی کو آزاد کر دیتا مگر اس زمانہ میں یہ فیاضی کہاں؟ لہٰذا اب اجازت کے بغیر نہیں کھانا چاہئے۔[۲]

﴿اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِیْعًا اَوْ اَشْتَاتًا: تم مل کر کھاؤ یا الگ الگ۔﴾ اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ قبیلہ بنی لیث بن عمرو کے لوگ تنہا بغیر مہمان کے کھانا نہ کھاتے تھے کبھی کبھی مہمان نہ ملتا تو صبح سے شام تک کھانا لئے بیٹھے رہتے، ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔[۳] اور فرمایا گیا کہ تم مل کر کھاؤ یا الگ الگ تم پر کوئی پابندی نہیں۔

مہمان نوازی سے متعلق دو احادیث

آیت کے شانِ نزول سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ بڑے مہمان نواز ہوا کرتے تھے، اسی مناسبت سے یہاں مہمان نوازی سے متعلق 2 احادیث ملاحظہ ہوں:

(1)...... حضرت ابو شریح کعبی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، وہ مہمان کا اکرام کرے، ایک دن رات

(۱) احیاء علوم الدین، کتاب آداب الاکل، الباب الثالث، آداب الدخول للطعام، ۱۳/۲.

(۲) مدارک، النور، تحت الآیة: ۶۱، ص۷۹۱.

(۳) خازن، النور، تحت الآیة: ۶۱، ۳/۳۶۴.

اس کا جائزہ ہے (یعنی ایک دن اس کی پوری خاطر داری کرے، اپنے مقدور بھر اس کے لیے تکلف کا کھانا تیار کرائے) اور ضیافت تین دن ہے (یعنی ایک دن کے بعد جو موجود ہو وہ پیش کرے) اور تین دن کے بعد صدقہ ہے، مہمان کے لیے یہ حلال نہیں کہ اس کے یہاں ٹھہرا رہے کہ اسے حرج میں ڈال دے۔[۱]

(2)...... حضرت ابو الاحوص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسولَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، یہ فرمائیے کہ میں ایک شخص کے یہاں گیا، اس نے میری مہمانی نہیں کی، اب وہ میرے یہاں آئے تو اس کی مہمانی کروں یا بدلا دوں۔ ارشاد فرمایا: ''بلکہ تم اس کی مہمانی کرو۔''[۲]

مل کر کھانے کے 3 فضائل

یہاں آیت میں مل کر کھانا کھانے کا ذکر ہوا اس مناسبت سے مل کر کھانے کے 3 فضائل ملاحظہ ہوں:

(1)...... حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: مل کر کھاؤ اور الگ الگ نہ کھاؤ کیونکہ برکت جماعت کے ساتھ ہے۔[۳]

(2)...... ایک مرتبہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یا رسولَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، ہم کھانا تو کھاتے ہیں لیکن سیر نہیں ہوتے۔ ارشاد فرمایا: تم الگ الگ کھاتے ہو گے۔ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: جی ہاں! رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: تم مل بیٹھ کر کھانا کھایا کرو اور کھاتے وقت بِسْمِ اللہ پڑھ لیا کرو تمہارے لئے کھانے میں برکت دی جائے گی۔[۴]

(۳)...... حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالٰی کو سب سے زیادہ پسند وہ کھانا ہے جسے کھانے والے زیادہ ہوں۔[۵]

﴿فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا: پھر جب گھروں میں داخل ہو۔﴾ ارشاد فرمایا کہ پھر جب گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں

(۱) بخاری، کتاب الادب، باب اکرام الضیف وخدمتہ ایّاہ بنفسہ، ۱۳۶/٤، الحدیث:٦١٣٥.

(۲) ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی الاحسان والعفو، ۴۰۵/۳، الحدیث:۲۰۱۳.

(۳) ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب الاجتماع علی الطعام، ۲۱/٤، الحدیث:۳۲۸۷.

(٤) ابو داؤد، کتاب الاطعمۃ، باب فی الاجتماع علی الطعام، ۴۸٦/۳، الحدیث:۳۷٦٤.

(٥) شعب الایمان، الثامن والستون...الخ، فصل فی التکلّف للضیف...الخ، ۹۸/۷، الحدیث:۹٦۲۰.

کو سلام کرو، یہ ملتے وقت کی اچھی دعا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس سے مبارک پاکیزہ کلمہ ہے۔[۱]

گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنے سے متعلق دو شرعی مسائل

یہاں گھر میں داخل ہوتے وقت اہلِ خانہ کو سلام کرنے سے متعلق دو شرعی مسائل ملاحظہ ہوں:

(1)......جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو اپنے اہلِ خانہ کو سلام کرے اور ان لوگوں کو جو مکان میں ہوں بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں۔

(2)......اگر خالی مکان میں داخل ہو جہاں کوئی نہیں ہے تو کہے: اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلِ الْبَیْتِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا نے فرمایا کہ مکان سے یہاں مسجدیں مُراد ہیں۔ امام نخعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ جب مسجد میں کوئی نہ ہو تو کہے: اَلسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔[۲]

ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے شفا شریف کی شرح میں لکھا کہ خالی مکان میں سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر سلام عرض کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اہلِ اسلام کے گھروں میں روحِ اقدس جلوہ فرما ہوتی ہے۔[۳]

سوالات سبق نمبر (17)

(۱) آیت نمبر 61 کا کوئی ایک شانِ نزول بیان کیجئے۔

(۲) آیت میں کتنے مقامات کا بیان ہے جہاں سے کھانا مباح ہے؟

(۳) کیا ان مقامات سے مطلقاً کھانا جائز ہے؟

(۴) مہمان نوازی سے متعلق ایک حدیث بیان کیجئے۔

(۵) مل کر کھانے کی کوئی فضیلت بیان کیجئے۔

(۶) جب اپنے گھر میں داخل ہوں تو کیا کرنا چاہیے؟

(۷) اگر خالی مکان میں داخل ہوں تو کیا کہنا چاہئے؟

---

(۱) خازن، النور، تحت الآیۃ:٦١، ٣/٣٦٤.

(۲) الشفا، القسم الثانی، الباب الرابع...الخ، فصل فی المواطن التی یستحبّ فیھا...الخ، ص٦٧، الجزء الثانی.

(۳) شرح الشفا، القسم الثانی، الباب الرابع...الخ، فصل فی المواطن التی یستحبّ فیھا...الخ، ٢/١١٨.

سبق نمبر (18)

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِذَا كَانُوْا

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ	الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ	وَ	اِذَا	كَانُوْا
ایمان والے صرف	وہ لوگ ہیں جو	ایمان رکھیں	اللہ اور اس کے رسول پر	اور	جب	وہ ہوں

ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھیں اور جب کسی ایسے کام پر

مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْهَبُوْا حَتّٰى

مَعَهٗ	عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ	لَّمْ یَذْهَبُوْا	حَتّٰى
اس (رسول) کے ساتھ	کسی جمع کرنے والے کام پر	(تو) نہ جائیں	یہاں تک کہ

رسول کے ساتھ ہوں جو انہیں (رسولُ اللہ کی بارگاہ میں) جمع کرنے والا ہو تو اس وقت تک نہ جائیں جب تک

یَسْتَاْذِنُوْهُؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ

یَسْتَاْذِنُوْهُ	اِنَّ	الَّذِیْنَ	یَسْتَاْذِنُوْنَكَ	اُولٰٓىٕكَ	الَّذِیْنَ
اجازت لے لیں اس سے	بیشک	وہ لوگ جو	اجازت مانگتے ہیں تم سے	یہی	وہ لوگ ہیں جو

ان سے اجازت نہ لے لیں۔ بیشک وہ جو آپ سے اجازت مانگتے ہیں وہی ہیں جو

یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ

یُؤْمِنُوْنَ	بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ	فَاِذَا	اسْتَاْذَنُوْكَ	لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ
ایمان لاتے ہیں	اللہ اور اس کے رسول پر	پھر جب	وہ اجازت مانگیں تم سے	اپنے کسی کام کے لیے

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں پھر (اے محبوب!) جب وہ اپنے کسی کام کے لیے

فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمُ

فَاْذَنْ	لِّمَنْ	شِئْتَ	مِنْهُمْ	وَ	اسْتَغْفِرْ	لَهُمُ
تو اجازت دے دو	(اس) کو جسے	تم چاہو	ان میں سے	اور	بخشش مانگو	ان کے لیے

آپ سے (جانے کی) اجازت مانگیں تو ان میں جسے تم چاہو اجازت دے دو اور ان کے لیے

اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۶۲﴾				
اللّٰهَ	اِنَّ	اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِیْمٌ ﴿۶۲﴾
اللہ (سے)	بیشک	اللہ	بخشنے والا	مہربان (ہے)
اللہ سے معافی مانگو، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○				

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ: ایمان والے تو وہی ہیں۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت سے مقصود مخلص مومنوں کی تعریف اور منافقوں کی مذمت بیان کرنا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر ایمان رکھیں اور جب کسی ایسے کام پر رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ ہوں جو انہیں رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں جمع کرنے والا ہو جیسے کہ جہاد، جنگی تدبیر، جمعہ، عیدین، مشورہ اور ہر اجتماع جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہو، تو اس وقت تک نہ جائیں جب تک ان سے اجازت نہ لے لیں یا وہ خود انہیں اجازت نہ دے دیں۔ بیشک وہ جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے اجازت مانگتے ہیں وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لاتے ہیں، ان کا اجازت چاہنا فرمانبرداری کا نشان اور صحتِ ایمان کی دلیل ہے۔ پھر اے محبوب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، جب وہ اپنے کسی کام کے لیے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے جانے کی اجازت مانگیں تو ان میں جسے تم چاہو اجازت دے دو اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو، بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔[1]

آیت ”اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ“ سے معلوم ہونے والے اہم اُمور

اس آیت سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

(1)...... حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مجلس پاک کا ادب یہ ہے کہ وہاں سے اجازت کے بغیر نہ جائیں، اسی لئے اب بھی روضۂ مُطَہَّرہ پر حاضری دینے والے رخصت ہوتے وقت اَلْوِداعی سلام عرض کرتے ہوئے اجازت طلب کرتے ہیں۔

(2)...... اس آیت سے دربارِ رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا ادب بھی معلوم ہوا کہ آئیں بھی اجازت لے

(۱) صاوی، النور، تحت الآیۃ: ٦٢، ٤/١٤٢٠-١٤٢١، مدارک، النور، تحت الآیۃ: ٦٢، ص٧٩٢، ملتقطاً.

کر اور جائیں بھی اِذن حاصل کر کے، جیسا کہ غلاموں کا مولیٰ کے دربار میں طریقہ ہوتا ہے۔

(3)......سلطانِ کونین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دربار کے آداب خود رب تعالٰی سکھاتا ہے بلکہ اسی نے ادب کے قوانین بنائے۔

(4)......سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اجازت دینے یا نہ دینے میں مختار ہیں۔

(5)......حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت برحق ہے کہ رب تعالٰی نے حضورِ انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو شفاعت کا حکم دیا ہے۔

(6)......اللہ تعالٰی مسلمانوں پر بڑا مہربان ہے کہ اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ان کے لئے دعائے خیر کا حکم دیتا ہے۔

(7)......ہر مومن سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت کا محتاج ہے کیونکہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ جو اَولیاءُ اللہ کے سردار ہیں ان کے متعلق شفاعت کا حکم دیا گیا تو اوروں کا کیا پوچھنا۔

(8)......اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ افضل یہی ہے کہ حاضر رہیں اور اجازت طلب نہ کریں۔ یاد رہے کہ اساتذہ و مشائخ اور دینی پیشواؤں کی مجلس سے بھی اجازت کے بغیر نہ جانا چاہیے۔

<table>
<tr><td colspan="5">لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ</td></tr>
<tr><td>لَا تَجْعَلُوْا</td><td>دُعَآءَ الرَّسُوْلِ</td><td>بَیْنَكُمْ</td><td>كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ</td><td>بَعْضًا</td></tr>
<tr><td>(اے لوگو) تم نہ بنالو</td><td>رسول کے پکارنے (کو)</td><td>اپنے درمیان</td><td>(ایسا) جیسے تمہارے کسی کا پکارنا</td><td>کسی (کو)</td></tr>
<tr><td colspan="5">(اے لوگو!) رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ بنالو جیسے تم میں سے کوئی دوسرے کو پکارتا ہے،</td></tr>
</table>

<table>
<tr><td colspan="7">قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ</td></tr>
<tr><td>قَدْ</td><td>یَعْلَمُ</td><td>اللّٰهُ</td><td>الَّذِیْنَ</td><td>یَتَسَلَّلُوْنَ</td><td>مِنْكُمْ</td><td>لِوَاذًا</td></tr>
<tr><td>بیشک</td><td>جانتا ہے</td><td>اللہ</td><td>ان لوگوں کو جو</td><td>چپکے سے نکل جاتے ہیں</td><td>تم میں سے</td><td>کسی چیز کی آڑ لے کر</td></tr>
<tr><td colspan="7">بیشک اللہ ان لوگوں کو جانتا ہے جو تم میں سے کسی چیز کی آڑ لے کر چپکے سے نکل جاتے ہیں</td></tr>
</table>

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ

تُصِيْبَهُمْ	اَنْ	عَنْ اَمْرِهٖۤ	يُخَالِفُوْنَ	الَّذِيْنَ	فَلْيَحْذَرِ
پہنچے انہیں	(اس سے) کہ	اس کے حکم کی	مخالفت کرتے ہیں	وہ لوگ جو	تو چاہئے کہ ڈریں

تو رسول کے حکم کی مخالفت کرنے والے اس بات سے ڈریں کہ انہیں

فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾	يُصِيْبَهُمْ	اَوْ	فِتْنَةٌ
دردناک عذاب	پہنچے انہیں	یا	کوئی مصیبت

کوئی مصیبت پہنچے یا انہیں دردناک عذاب پہنچے ○

﴿**لَا تَجْعَلُوْا:** نہ بنالو۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! میرے حبیب صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ بنالو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ اس کا ایک معنی یہ ہے کہ اے لوگو! میرے حبیب صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے پکارنے کو آپس میں ایسا معمولی نہ بنالو جیسے تم میں سے کوئی دوسرے کو پکارتا ہے کیونکہ جسے رسولُ اللہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ پکاریں اس پر جواب دینا اور عمل کرنا واجب اور ادب سے حاضر ہونا لازم ہو جاتا ہے اور قریب حاضر ہونے کے لئے اجازت طلب کرے اور اجازت سے ہی واپس ہو۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اے لوگو! میرے حبیب صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کا نام لے کر نہ پکارو بلکہ تعظیم، تکریم، توقیر، نرم آواز کے ساتھ اور عاجزی و انکساری سے انہیں اس طرح کے الفاظ کے ساتھ پکارو: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ، یَانَبِیَّ اللّٰهِ، یَاحَبِیْبَ اللّٰهِ، یَا اِمَامَ الْمُرْسَلِیْنَ، یَارَسُوْلَ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، یَاخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ تاجدارِ رسالت صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی ظاہری حیاتِ طیبہ میں اور وصالِ ظاہری کے بعد بھی انہیں ایسے الفاظ کے ساتھ ندا کرنا جائز نہیں جن میں ادب و تعظیم نہ ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس نے بارگاہِ رسالت صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کو حقیر سمجھا وہ کافر ہے اور دنیا و آخرت میں ملعون ہے۔[1]

(۱) بيضاوی، النور، تحت الآية:٦٣، ٤/٢٠٣، خازن، النور، تحت الآية:٦٣، ٣/٣٦٥، صاوی، النور، تحت الآية:٦٣، ٤/١٤٢١، ملتقطاً.

اسی لئے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو "یا محمد" کہہ کر پکارنے کی اجازت نہیں۔ لہٰذا اگر کسی نعت وغیرہ میں اس طرح لکھا ہوا ملے تو اسے تبدیل کر دینا چاہیے۔

نوٹ: حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو "یا محمد" کہہ کر پکارنے سے متعلق مزید تفصیل "صراط الجنان" کی جلد 1، صفحہ 48 پر ملاحظہ فرمائیں۔

﴿**قَدْ یَعْلَمُ اللّٰہُ**: بیشک اللہ جانتا ہے۔﴾ **شانِ نزول:** جمعہ کے دن منافقین پر مسجد میں ٹھہر کر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خطبے کا سُننا گراں ہوتا تھا تو وہ چپکے چپکے، آہستہ آہستہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم کی آڑ لے کر سرکتے سرکتے مسجد سے نکل جاتے تھے، اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جانتا ہے جو تم میں سے کسی چیز کی آڑ لے کر چپکے سے نکل جاتے ہیں تو میرے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم سے اِعراض کرنے والے اور ان کی اجازت کے بغیر چلے جانے والے اس بات سے ڈریں کہ انہیں دنیا میں تکلیف، قتل، زلزلے، ہولناک حوادث، ظالم بادشاہ کا مُسلَّط ہونا یا دل کا سخت ہو کر معرفتِ الٰہی سے محروم رہنا وغیرہ کوئی مصیبت پہنچے یا انہیں آخرت میں دردناک عذاب پہنچے۔[1]

اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ قَدْ یَعْلَمُ

اَلَاۤ	اِنَّ	لِلّٰهِ	مَا	فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	قَدْ	یَعْلَمُ
سن لو	بیشک	اللہ ہی کا (ہے)	جو کچھ	آسمانوں اور زمین میں (ہے)	بیشک	وہ جانتا ہے

سُن لو! بیشک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، بیشک وہ جانتا ہے

مَاۤ اَنْتُمْ عَلَیْهِؕ وَ یَوْمَ یُرْجَعُوْنَ اِلَیْهِ فَیُنَبِّئُهُمْ

مَاۤ اَنْتُمْ عَلَیْهِ	وَ	یَوْمَ	یُرْجَعُوْنَ	اِلَیْهِ	فَیُنَبِّئُهُمْ
جس (حال) پر تم (ہو)	اور	(جس) دن	لوگ پھیرے جائیں گے	اس کی طرف	تو وہ خبر دے گا انہیں

جس حال پر تم ہو اور اس دن کو (جانتا ہے) جس میں لوگ اس کی طرف پھیرے جائیں گے تو وہ انہیں بتادے گا

---

(۱) خازن، النور، تحت الآیۃ: ۶۳، ۳/۳۶۵، مدارک، النور، تحت الآیۃ: ۶۳، ص۷۹۲، ملتقطاً۔

بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۶۴﴾

بِمَا	عَمِلُوْا	وَ	اللّٰهُ	بِكُلِّ شَیْءٍ	عَلِیْمٌ ﴿۶۴﴾
(اس) کی جو کچھ	انہوں نے کیا	اور	اللہ	ہر چیز کو	جاننے والا (ہے)

جو کچھ انہوں نے کیا اور اللہ ہر شے کو جاننے والا ہے ○

﴿اَلَا: سُن لو!﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت وشان بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ سن لو! جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے، بیشک وہ تمہارے ہر اُس حال کو جانتا ہے جس پر تم ہو یعنی ایمان پر ہو یا نفاق پر اور وہ اس دن کو جانتا ہے جس میں لوگ اس کی طرف جزا کے لئے پھیرے جائیں گے اور وہ دن روزِ قیامت ہے تو وہ انہیں بتا دے گا جو کچھ اچھا بُرا عمل انہوں نے کیا اور اللہ تعالیٰ ہر شے کو جاننے والا ہے اس سے کچھ چھپا نہیں۔[۱]

سوالات سبق نمبر (18)

(۱) آیت نمبر 62 سے معلوم ہونے والی باتوں میں سے کوئی 5 بیان کیجئے۔

(۲) نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو پکارنے کے آداب بیان کیجئے۔

(۳) نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو یا محمد! کہہ کر پکارنے کا کیا حکم ہے؟

(۴) بارگاہِ رسالت کو حقیر سمجھنے والے کا کیا حکم ہے؟

(۵) نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حکم کی مخالفت کرنے والوں کو کسی چیز کا خوف دلایا گیا ہے؟

(۱) خازن، النور، تحت الآیۃ:٦٤، ٣/٣٦٥، مدارک، النور، تحت الآیۃ:٦٤، ص٧٩٣، ملتقطاً.

مآخذ و مراجع

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف/مؤلف	مطبوعات
	قرآن مجید	کلامِ الٰہی	
1	کنز الایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
2	کنز العرفان	شیخ الحدیث والتفسیر ابو الصالح مفتی محمد قاسم قادری	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی

کتب التفسیر وعلوم القرآن

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف/مؤلف	مطبوعات
1	تفسیر طبری=جامع البیان	امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری، متوفی ۳۱۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
2	تفسیر ابن ابی حاتم	حافظ عبد الرحمن بن محمد بن ادریس رازی ابن ابی حاتم، متوفی ۳۲۷ھ	مکتبہ نزار مصطفی الباز، ریاض ۱۴۱۷ھ
3	تفسیر سمرقندی	ابو اللیث نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی، متوفی ۳۷۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۳ھ
4	تفسیر کبیر	امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی، متوفی ۶۰۶ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
5	تفسیر قرطبی	ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی، متوفی ۶۷۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
6	تفسیر بیضاوی	ناصر الدین عبد اللہ بن ابو عمر بن محمد شیرازی بیضاوی، متوفی ۶۸۵ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
7	تفسیر مدارک	امام عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی، متوفی ۷۱۰ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
8	تفسیر خازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی، متوفی ۷۴۱ھ	مطبعہ میمنیہ، مصر ۱۳۱۷ھ
9	تفسیر جلالین	امام جلال الدین محلی، متوفی ۸۶۴ھ و امام جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	باب المدینہ کراچی
10	تفسیر دُر منثور	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۰۳ھ
11	تناسق الدرر	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۶ھ
12	تفسیر ابو سعود	علامہ ابو سعود محمد بن مصطفی عمادی، متوفی ۹۸۲ھ	دار الفکر، بیروت
13	تفسیراتِ احمدیہ	شیخ احمد بن ابی سعید ملّا جیون جونپوری، متوفی ۱۱۳۰ھ	پشاور
14	روحُ البیان	شیخ اسماعیل حقی بروسی، متوفی ۱۱۳۷ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۰۵ھ
15	تفسیر صاوی	احمد بن محمد صاوی مالکی خلوتی، متوفی ۱۲۴۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۱ھ
16	خزائن العرفان	صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی

کتب الحدیث ومتعلقاته

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف/مؤلف	مطبوعات
1	موطا امام مالک	امام مالک بن انس اصبحی، متوفی ۱۷۹ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
2	مصنف ابن ابی شیبہ	حافظ عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی عبسی، متوفی ۲۳۵ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ

3	مسندِ امام احمد	امام احمد بن محمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
4	بخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
5	مسلم	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ	دار ابن حزم، بیروت ۱۴۱۹ھ
6	ابن ماجه	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
7	ابوداؤد	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۱ھ
8	ترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
9	صحیح ابن خزیمه	امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ، متوفی ۳۱۱ھ	المکتب الاسلامی، بیروت ۱۴۱۲ھ
10	معجم الکبیر	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۲ھ
11	معجم الأوسط	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
12	مستدرک	امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری، متوفی ۴۰۵ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
13	شعب الإیمان	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
14	تاریخ بغداد	حافظ ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی، متوفی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
15	مسند الفردوس	ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ دیلمی، متوفی ۵۰۹ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۶ھ
16	مشکاة المصابیح	علامہ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۴ھ

كتب الفقه

1	درّ مختار	علامہ علاء الدین محمد بن علی حصکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
2	فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
3	بہارِ شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی

كتب التصوف

1	احیاء علوم الدین	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی شافعی، متوفی ۵۰۵ھ	دار صادر، بیروت ۲۰۰۰ء
2	منہاج العابدین	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی شافعی، متوفی ۵۰۵ھ	مؤسسۃ السیروان، بیروت ۱۴۱۶ھ

كتب السيرة والطبقات

1	الشفا	قاضی ابو الفضل عیاض مالکی، متوفی ۵۴۴ھ	مرکز اہلسنّت برکات رضا، ہند
2	شرح الشفا	علی بن سلطان محمد ہروی قاری حنفی، متوفی ۱۰۱۴ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
3	جذب القلوب	شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور ۱۴۳۱ھ

درسی کُتُب (المدینۃ العلمیۃ)

نمبر	کتاب	صفحات
39	نصاب اصولِ حدیث	95
40	نصاب النحو	285
41	نصاب الصرف	352
42	نصاب التجوید	85
43	نصاب المنطق	161
44	نصاب الادب	200
45	خلاصۃ النحو (حصہ اول، دوم)	214
46	فیضانِ تجوید	161
47	مائۃ عامل منظوم (فارسی مع ترجمہ وتشریح)	28
48	جامع ابواب الصرف	235
49	تعلیم المیراث	61
50	مختصر المعاني مع حاشية تنقيح المباني	472
51	إنشاء العربية (الجزء الأول)	84

عنقریب آنے والی کتابیں

نمبر	کتاب	صفحات
52	الجلالين مع حاشية أنوار الحرمين (الثالث)	-
53	السراجية مع شرحه القمرية	114
54	تفسير البيضاوي مع حاشية مقصود الناوي	393
55	ديوان الحماسة مع حاشية زبدة الفصاحة	208
56	المطول مع حاشية المؤوّل	398
57	الرشيدية مع حاشية الفريدية	127
58	طريقة جديدة في تعليم العربية	210
59	شرح التهذيب مع حاشية فرح التقريب	306
60	الفوز الكبير مع حاشية الكنز الوفير	-
61	هداية الحكمة مع حاشية دراية الحكمة	-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نیک نمازی بننے کیلئے

ہر جمعرات بعد نمازِ مغرب آپ کے یہاں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کیلئے اچھی اچھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمائیے ❁ سنّتوں کی تربیت کے لئے **مَدَنی قافلے** میں عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ❁ روزانہ **''فکرِ مدینہ''** کے ذریعے **مَدَنی انعامات** کا رسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے۔

میرا مَدَنی مقصد: ''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔'' اِنْ شَآءَ اللہ عزوجل۔ اپنی اصلاح کے لیے **''مَدَنی اِنعامات''** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے **''مَدَنی قافلوں''** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عزوجل

ISBN 978-969-631-631-2
0126142
فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، بابُ المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net